لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے چند اہم پہلو

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال اِس خصوصی شمارے کیلئے ’’صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ کے عنوان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے اور اپنی بے انتہا مصروفیت کے باوجود بصیرت افروز پیغام بھی بھجوایا ہے جو یقیناً ہمارے قارئین کے لئے بہت ہی مسرت اور ازدیادِ علم کا باعث ہوگا۔ ہم حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس شفقت اور محبت کے بے حد ممنون ہیں اور دل کی گہرائی سے دعا گو ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ آپؑ کی پوری زندگی، آپؑ کی تحریر، آپؑ کی تقریر، آپؑ کا چہرہ، آپؑ کے اخلاق و عادات، آپؑ کے صحابہ، آپؑ کی اولاد، آپؑ کا عشق الٰہی، عشق رسولؐ، عشق قرآن، آپؑ کی پیشگوئیاں، آپؑ کے معجزات و کرامات، قبولیت دُعا، آپؑ کا علم و فضل، خدمت، اسلام، خدمتِ خلق، ہمدردی نوع انسان، غرضیکہ بے شمار پہلو ہیں آپؑ کی صداقت کے جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ ہم نے آپؑ کی صداقت کی ایک جھلک قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ صداقت کے بہت سے پہلو اور بہت سے دلائل یقیناً بیان ہونے سے رہ گئے ہیں جن کا ہمیں احساس ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بکثرت ہر سو بکھرے پڑے ہیں۔ اگر کوئی دردمند دل لیکر غور کرے تو بہت جلد آپؑ کی سچائی اس پر عیاں ہوسکتی ہے۔ جنہوں نے سچے دل سے غور کیا وہ حقیقت کو پا گئے، اُنہوں نے آپؑ کو قبول کرلیا اور آپؑ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

☆ آپؑ اللہ اور اس کے رسول کی پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر ظاہر ہوئے جبکہ اُمت مسلمہ کو آپؑ کی ضرورت تھی اور ساری اُمت آپؑ کا راستہ دیکھ رہی تھی۔ بزرگان اُمت کی پیشگوئیوں کے پیش نظر اُس وقت یہ بات زبان زد عام تھی کہ مسیح و مہدی چودھویں صدی میں نازل ہوگا۔ پس سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپ عین وقت پر تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں مبعوث ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’یادرہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہوگئے تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا۔ اُن کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا۔ سو چھٹے ہزار کا اخیر ہوگیا۔ اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ سو مدت ہوئی کہ نکل چکا۔ اور لکھا تھا کہ اس کے ایام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ میں جو رمضان کا مہینہ ہوگا گرہن لگے گا۔ سو مدت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوچکی اور لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہوگی اس کی خبر انجیل میں بھی موجود ہے سو دیکھتا ہوں کہ طاعون نے اب تک پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور یہ آخری حصّہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہوگئی۔ اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس برس گزر گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے ردّ کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو ردّ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کررہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کیلئے بہتر تھا۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 24)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت اور وعدوں کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا، کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ کے مطابق آپکی تائید و نصرت فرمائی۔ آپؑ کے مخالفین، کیا مسلمان کیا ہندو کیا آریہ اور کیا عیسائی سب نے جدا جدا اور ملکر آپ کو فنا کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی، جنگ احزاب کی طرح آپ پر چڑھائی کی لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہر آن آپؑ کے شامل حال رہی۔ آپؑ نے جا بجا اپنی تحریر و تقریر میں اپنے مخالفین کو سمجھانا چاہا کہ اگر مَیں جھوٹا ہوں تو کوئی نظیر پیش کرو کہ کسی جھوٹے کی اللہ تعالیٰ نے ایسی تائید و نصرت کی ہو؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اُس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستّر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گزر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات

باقی صفحہ نمبر 95 پر ملاحظہ فرمائیں

’’صداقت حضرت مسیح موعودؑ نمبر‘‘

فہرست مضامین

......☆......☆......☆......

امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپؑ کی صداقت کے متعلق آیاتِ قرآنیہ

✿ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ○ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ (الجمعہ:2 تا 5)

ترجمہ:: اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے، قدّوس ہے، کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں اُنہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اُسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمّت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کرکے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی اُمّت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پُشت پر مارا اور فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معیّن نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معیّن کر دیا۔ فالحمدللّٰہ۔ منہ‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 391 حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’جو کچھ اللہ نے چاہا تھا اس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی۔ ایک آپؐ کا زمانہ اور ایک آخری مسیح و مہدی کا زمانہ۔ یعنی ایک زمانہ میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی لیکن اس تعلیم پر فیج اعوج کے زمانہ میں پردہ ڈال دیا۔ جس پردہ کا اُٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا۔ جیسے کہ فرمایا رسول اکرمؐ نے ایک تو موجودہ جماعت یعنی جماعتِ صحابہ کرامؓ کا تزکیہ کیا اور ایک آنے والی جماعت کا جس کی شان میں لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ آیا ہے۔ سو یہ ظاہر ہے کہ خدا نے بشارت دی کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالیٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا حقائق قرآنیہ کو کھول دے گا۔ آثار میں ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا۔ اور صرف قرآن سے استنباط کرکے لوگوں کو اُن کی غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہوگئی ہوں۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897، صفحہ 52، 53، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد سوم، تفسیر سورۃ الجمعہ، صفحہ 147)

✿ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (الصّف:7 تا 10)

ترجمہ:: اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے۔ اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نُور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ پر) کلّیتاً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 232)

نیز فرمایا :

’’آیت وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 17، اربعین نمبر 3، صفحہ 421)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے خاص تھی اور آنے والے مسیح موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔‘‘ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 272)

......☆......☆......☆......

امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق
سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات

مسیح موعود و امام مہدی کی بعثت کی پیشگوئی

● يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ۔

(مسند احمد، جلد2، صفحہ 156، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، مصنفہ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب، حدیث نمبر 948)

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا وہ امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

امام مہدی و مسیح موعود کا حلیہ اور کام

اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا

اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو مٹا دے گا

● عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةُ الْعَلَّاتِ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطٌ كَاَنَّ رَاْسَهٗ يَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُعَطِّلُ الْمِلَلَ حَتّٰى يُهْلِكَ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَيْرَ الْاِسْلَامِ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ الْكَذَّابَ وَتَقَعُ الْاَمَنَةُ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى تَرْتَعَ الْاِبِلُ مَعَ الْاُسُدِ جَمِيْعًا وَالنُّمُوْرُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَيَلْعَبَ الصِّبْيَانُ وَالْغِلْمَانُ بِالْحَيَّاتِ لَا يَضُرُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيَمْكُثُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّمْكُثَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَيَدْفِنُوْنَهٗ۔ (ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، صفحہ 594، مسند احمد بن حنبل، جلد2، صفحہ 437، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 945)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء کا باہمی تعلق علّاتی بھائیوں کا سا ہے جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں۔ میرا لوگوں میں سے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (اس قربِ رُوحانی کی وجہ سے میرا مثیل بن کر وہ ضرور نازل ہوگا) جب تم دیکھو تو اس حُلیے سے اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہوگا۔ سرخ و سفید رنگ، سیدھے بال۔ اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کئے قطرے گر رہے ہوں گے یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے تَر تَر لگتے ہوں گے۔ وہ مبعوث ہو کر صلیب کو توڑے گا یعنی صلیبی عقیدے کا اِبطال کرے گا خنزیر قتل کرے گا یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا۔ جزیہ ختم کرے گا یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا اور ایسا امن وامان کا زمانہ ہوگا کہ اُونٹ شیر کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چریں گے۔ بچّے اور بڑی عمر کے لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جتنا عرصہ اللہ چاہے گا مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان اُن کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کی تدفین عمل میں لائیں گے۔

امام مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچانے کا تاکیدی حکم

● اَلَا اِنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ وَلَا رَسُوْلٌ، اَلَا اِنَّهٗ خَلِيْفَتِيْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ، اَلَا اِنَّهٗ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا اَلَا مَنْ اَدْرَكَهٗ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(طبرانی الاوسط والصغیر، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 952)

خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امّت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا (یعنی اس کا رواج اُٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

امام مہدی و مسیح موعود کدعہ نامی گاؤں سے مبعوث ہوگا

● قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَدْعَهْ وَيُصَدِّقُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَجْمَعُ اَصْحَابَهٗ مِنْ اَقْصَى الْبِلَادِ عَلٰى عِدَّةِ اَهْلِ بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَمَعَهٗ صَحِيْفَةٌ مَخْتُوْمَةٌ فِيْهَا عَدَدُ اَصْحَابِهٖ بِاَسْمَائِهِمْ وَبِلَادِهِمْ وَخِلَالِهِمْ۔ (کذا فی الاربعین، جواہر الاسرار قلمی، صفحہ 56، مصنفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی الملک الطوسی، ارشادات فریدی، جلد3، صفحہ 70، مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ 1330ھ)

صاحبِ جواہر الاسرار لکھتے ہیں کہ اربعین میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی ایک ایسے گاؤں سے مبعوث ہوگا جس کا نام ''کدعہ'' ہوگا۔ (قادیان کی طرف اشارہ ہے) اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا۔ اور بدری صحابہ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ اسے عنایت فرمائے گا۔ جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

تمہارا اِمام تمہیں میں سے ہوگا

● عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ (بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیلِ مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

امام مہدی کی بیعت کا تاکیدی حکم

● فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔

اَے مسلمانو جب تمہیں اس کا علم ہوجائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (ابوداؤد باب خروج المہدی)

کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُن کے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامُراد رہے

اَے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ اور سوچو کہ بجُز اِس کے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اِس قدر مخالفوں کے جنگ وجدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں

’’مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کہ مَیں کافر نہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے۔ اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُسکی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس سے پوچھا جائیگا مَیں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا۔‘‘

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد 7، صفحہ 67)

قرآن نے میری گواہی دی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے
پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے

’’جیسا کہ مَیں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو مَیں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حَکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو ردّ کر دیا۔ مَیں صرف یہ نہیں کہتا کہ مَیں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح مَیں سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا اور یہ جو مَیں نے کہا کہ میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جُز کی بھی کتاب ہو اور اس میں مَیں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (المومن:29) یعنی اگر یہ جھوٹا ہوگا تو تمہارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائے گا اور اس کا جھوٹ ہی اس کو ہلاک کر دے گا لیکن اگر سچا ہے تو پھر بعض تم میں سے اس کی پیشگوئیوں کا نشانہ بنیں گے اور اس کے دیکھتے دیکھتے اس دار الفنا سے کوچ کریں گے۔ اب اِس معیار کے رُو سے جو خدا کے کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو پرکھو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان مولوی صاحبوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا کُفر نامہ تیار کرتے کرتے ان کے پَیر گِھس گئے۔ گالیوں کے اشتہار شائع کرتے کرتے شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور کئی دفعہ فوجداری الزاموں کے نیچے رکھ کر مجھے عدالت تک پہنچایا گیا۔ میری طرف آنے والوں پر وہ سختی کی گئی کہ بجز صحابہ کی اُس زندگی کے جب مکّہ میں تھے دنیا میں اِس توہین اور تحقیر اور ایذا کی نظیر نہیں پائی جاتی بعض میرے متعلقین غیر ممالک کے انہیں ممالک میں قتل کئے گئے۔ غرض اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ میرے معدوم کرنے کے لئے اور لوگوں کو میری طرف آنے سے منع کرنے کے لئے ناخنوں تک زور لگایا گیا اور کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا بہت سے بے حیائی کے کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے میرے پر جھوٹی مخبریاں بھی کی گئیں اور خواہ نخواہ گورنمنٹ کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اُکسایا گیا مگر کچھ خبر ہے کہ اس کا نتیجہ آخر کار کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ میں ترقی کرتا گیا جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تر ہم اِس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو اُنگلیوں پر گِن سکتے تھے بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چَھپ رہی تھی مَیں صرف اکیلا تھا کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وقت میرے ساتھ کوئی ایک بھی تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تُو اِس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے جو تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اِس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تُو برکت دیا جائے گا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا اَور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور اُن کی عزّت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اس کے عہد پر قائم ہوں گے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک بھی نہیں تھا جبکہ خدا نے مجھے یہ دُعا سکھلائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (الانبیا:90) یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اَور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہے غرض اس وقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ مَیں اُس وقت ایک گمنام آدمی تھا مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گِرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُن کے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامُراد رہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف ندوہ کے جُبّہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر مَیں صاحبِ معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مُردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اِس اُمّت کے خلیفے اِسی اُمّت میں سے ہوں گے تو مَیں جھوٹا ہوں اگر قرآن نے میرا نام ابنِ مریم نہیں رکھا تو مَیں جھوٹا ہوں اَے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ اور سوچو کہ بجُز اِس کے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اِس قدر مخالفوں کے جنگ وجدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔‘‘

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 95)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق قرآن وحدیث، کتب سماویہ اور صلحائے امت کی پیشگوئیاں

(مامون الرشید تبریز، مبلغ سلسلہ، شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

آخری زمانہ کے متعلق ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ ذکر ملتا ہے اور ایک موعود کے آنے کی بھی پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ قرآن و حدیث میں بھی اس کے متعلق واضح اشارے ملتے ہیں۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم اسلام کے تنزل اور ادبار کے زمانہ میں ایک مسیح ومہدی کے آنے کی بشارت دی تھی۔ وہ مسیح ومہدی آپؐ کے روحانی فرزند اور خلیفہ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔ اس مسیح ومہدی نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں احیائے دین اور قیام شریعت کا علم بلند کرنا تھا اور خدا نے اسکے ذریعہ تمام ملتوں کے مقابل روئے زمین پر اسلام کو غالب کرنا تھا۔ اس آنے والے مسیح ومہدی کی تائید و نصرت کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری تھا تا کہ یہ عظیم مقصد پورا ہو سکے۔

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ آخری زمانہ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول بھی اسی زمانہ میں ہوگا۔ مسلمانوں کا نظریہ امام مہدی اور مسیح موعود کے بارہ میں یہ ہے کہ دونوں وجود الگ الگ ظاہر ہونگے جب کہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔ درحقیقت احادیث اور روایات میں آنے والے موعود کے مختلف صفات کے لحاظ سے کئی نام بیان ہوئے ہیں۔ مگر زیادہ تر دو نام مسیح اور مہدی مذکور ہیں اور حدیث کی رو سے دیکھا جائے تو یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ دراصل مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے ''لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ'' (سنن ابن ماجہ باب شدّۃ الزمان) کہ سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی المہدی نہیں ہے۔ یعنی عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں صاف الفاظ میں عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی قرار دیتے ہوئے فرمایا ''يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا'' (مسند احمد بن حنبل جلد دوم) یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے اسکے امام مہدی ہونے کی حالت میں۔

مذکورہ بالا دو روایات اس بات کے سمجھنے کیلئے کافی ہیں کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور احادیث میں جہاں عیسیٰ ابن مریم کی آمد کیلئے ''نزول'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد محض ظلّی اور بُروزی رنگ میں مسیح ابن مریم کی دنیا میں بعثت ہے۔

بعثت حضرت مسیح موعودؑ اور قرآن کریم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعہ: 3-4) ترجمہ: وہی ہے جس نے امّی لوگوں میں انہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اسکی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں جن آخرین کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اسی رسول کی بعثت کا ذکر ہے جس کا گذشتہ آیت میں ذکر ہوا ہے۔ (هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا) لیکن اس آیت کے آخر پر وہ چار صفات الٰہیہ بیان نہیں کی گئیں جو آیت نمبر 2 کے آخر پر بیان ہیں بلکہ محض عزیز و حکیم کی دو صفات دوہرائی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس رسول کا آغاز میں ذکر ہے وہ دوبارہ خود مبعوث نہیں ہوگا بلکہ اس کا کوئی ظل مبعوث فرمایا جائے گا جو شرعی نبی نہیں ہوگا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں بھی یہی دو صفات الٰہیہ بیان ہوئی ہیں جیسا کہ فرمایا: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء: 159) (ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1029، حاشیہ نمبر 2)

قرآن کریم میں سورۃ الصّف میں بیان ہوا ہے: وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (الصّف: 7-8) ترجمہ: اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جسکا نام احمد ہوگا پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا، تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

آیت نمبر 7 کی روشنی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ہے جو انجیل برنباس میں لکھی ہوئی ہے۔ عیسائی اسکو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروّجہ اناجیل میں ''فارقلیط'' کی خبر دی گئی ہے۔ جسکے معنے ''احمد'' ہی کے بنتے ہیں۔ پس اس آیت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلا واسطہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔''
(تفسیر صغیر، صفحہ 928، حاشیہ نمبر 1)

آیت نمبر 8 کی تشریح میں حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہیئے جو ہے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد لیکن اسلام کی طرف اس کو بلایا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے۔'' (ایضاً، حاشیہ نمبر 2)

آیت نمبر 8 کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان احمدیت کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد کے طور پر بھی جلوہ گر ہوئے جسکی پیشگوئی حضرت موسیٰ نے فرمائی اور احمد کے طور پر بھی جسکی پیشگوئی حضرت عیسیٰ نے فرمائی۔''
(ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1026، حاشیہ نمبر 1)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بروزی رنگ میں شان احمدیت کے ساتھ ایک موعود کے رنگ میں بعثت کی بشارت دی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے۔

سورۃ الصّف کی ہی آیت نمبر 9 میں اللہ تعالیٰ اسی مضمون کے تسلسل میں فرماتا ہے:

اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ

''ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہر یک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔'' (آسمانی فیصلہ، رُوحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 342)

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصّف: 9) ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

اس آیت کے معنوں میں اُس موعود کے ظہور کا وقت بھی بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بیان فرماتے ہیں:

’’اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودہویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ اتمام نور کیلئے چودہویں رات مقرر ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 124)

بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احادیث کی پیشگوئیاں

قرآن کریم کے بعد اب ہم احادیث پر نظر ڈالیں تو مسیح موعود کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث ملتی ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ (بخاری، کتاب الانبیاء)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیل مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

اس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ آنے والا مسیح مسلمانوں کا امام ہوگا اور ایسا ہرگز نہیں کہ وہ امام کسی دوسری قوم سے تعلق رکھنے والا ہوگا بلکہ اسلام کا ہی پیرو ہوگا۔ اس حدیث سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بجسد عنصری دنیا میں آنے جیسے باطل خیالات کا ردّ ہوجاتا ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں مسیح موعود کے کام اور مشن کا ذکر کچھ اس طرح سے آیا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَاِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم وخروج یاجوج و ماجوج) حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ ابن مریم جو منصف مزاج حاکم اور عادل امام ہوں گے، مبعوث ہوکر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔

مسلمانوں نے اپنی کم عقلی کی بنا پر اس حدیث کے مفہوم کو بالکل نہیں سمجھا اور آنے والے مسیح کے بارے میں غلط عقیدے رائج ہوگئے اور لوگ یہ ماننے لگے کہ مسیح ظاہری طور پر صلیب کو چن چن کر توڑے گا اور ظاہری طور پر خنزیروں کو تلاش کر کے انکا قتل کرے گا۔ کس قدر خام خیالی ہے کہ ایسی سوچ بن گئی۔

پھر ایک اور حدیث ہے جس میں آنے والے مسیح موعود اور امام کی بیعت کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ۔ یعنی اے مسلمانو! جب تمہیں اسکا علم ہوجائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (سنن ابوداؤد، باب خروج المہدی)

اس سے اندازہ لگائیں کہ آنے والے موعود پر ایمان لانے کی کس قدر تاکید ہے۔ عرب تپتی دھوپ میں گرم ترین صحراء میں کئی کئی دن سفر کر لیتے تھے اور گرمی ان کیلئے قابل برداشت تھی۔ اس حدیث میں گرم تپتے صحراؤں سے گزرنے کی تو تاکید نہیں کی گئی کیونکہ عربوں کیلئے گرمی برداشت کرنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ تاکید کی گئی تو برف پر سے گھٹنوں کے بل ہوکر جانے کی کیونکہ یہ کام واقعی عربوں کیلئے جو گرم علاقہ کے عادی ہیں مشکل ترین کام ہے۔

جب سورۃ جمعہ کی آیت ’’ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ‘‘ نازل ہوئی تو حدیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ کے استفسار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ’’لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ ‘‘ (بخاری، کتاب التفسیر) کہ جب ایمان زمین سے اٹھ کر ثریا ستارے پر چلا جائے گا تب ان میں سے یعنی بنو فارس میں سے کوئی شخص یا اشخاص دوبارہ ایمان کو قائم کریں گے۔ سورۃ جمعہ کی اس آیت کے اعداد بحساب جُمل 1275 بنتے ہیں جس سے اشارہ ملتا ہے کہ آنے والا موعود تیرہویں صدی کے میں ظاہر ہوگا۔

احادیث میں مسیح موعود کی جو علامتیں بیان کی گئیں ہیں انکے مطابق مسیح موعود نے عیسائیت کے غلبہ کے وقت آنا تھا۔ کیونکہ اس موعود کا کام حدیث میں ’’ يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ ‘‘ بیان ہوا ہے۔ یعنی مسیح موعود عیسائی عقائد کو باطل ثابت کرے گا۔ عیسائیت کا یہ غلبہ تیرہویں صدی ہجری میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ لہٰذا حدیث میں مذکور پیشگوئیوں کا تقاضا تھا کہ مسیح موعود تیرہویں صدی ہجری کے آخیر یا چودہویں صدی ہجری کے آغاز پر ظاہر ہوتا۔

اب وہ احادیث پیش ہیں جن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ آنے والا مسیح موعود کس علاقہ میں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس کا ذکر اس طرح ملتا ہے: ’’قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ ‘‘ (مسلم، جلد دوم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خروج دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی حالت میں مسیح ابن مریم کو اللہ تعالیٰ بھیجے گا۔ وہ دمشق کی طرف سفید مینار کے پاس نازل ہونگے۔ مسلمانوں نے اس حدیث سے غلط مطلب لے لیا کہ مسیح موعود کا نزول دمشق شہر کے مشرقی حصہ میں سفید مینار پر ہوگا اور بہت عجیب وغریب تاویلیں اس حدیث کے بارہ میں کی گئی ہیں۔ مگر درحقیقت اس حدیث سے مراد دمشق شہر کے مشرق میں نزول مسیح ہے، خاص دمشق شہر نہیں۔ اس لئے خاص جائے نزول کے بارہ میں اختلاف ہی رہا ہے۔ لیکن احادیث پر غور کرنے سے جائے نزول کا معمّہ بھی حل ہوجاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِصَابَةٌ تَغْزُوالْهِنْدَ وَهِیَ تَكُوْنُ مَعَ الْمَهْدِیِّ اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ (رواہ البخاریؒ فی تاریخہٖ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک جماعت ہندوستان میں (مخالفین اسلام سے) جہاد کریگی اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی۔ اس مہدی کا نام احمد ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ مہدی ’’کدعہ‘‘ بستی سے نکلے گا۔ فرمایا: ’’قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَدْعَهْ‘‘ (جواہر الاسرار قلمی، صفحہ 56، بحوالہ حدیقہ الصالحین، حدیث نمبر 958) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہوگا اور کدعہ سے مراد قادیان ہے جو درحقیقت پہلے ’’اسلام پور قاضی‘‘ تھا۔ پھر کادی یا کادیں کے نام سے معروف رہا۔ اس طرح کدعہ دراصل قادیان کا ہی معرّب ہے۔

اور بھی متعدد احادیث ہیں جن میں مسیح موعود کے بارہ میں پیشگوئیاں ملتی ہیں یہاں مضمون کی طوالت کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کروں گا جس میں آنے والے مسیح موعود کیلئے ایک نشان کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْهُ۔‘‘ (سنن دار قطنی، صفحہ 188، باب صفت صلوٰۃ الخسوف والکسوف) یعنی ہمارے

وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخیں ہیں جنہوں نے لکیر کو اختیار کیا اور قرآن کو چھوڑ دیا

’’نبی کریم نے جن بد باتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی ہے اسی مجموعہ کا نام دجالیت ہے جس کی تاریں یا یوں کہو کہ جس کی شاخیں صدہا قسم کی آنحضرت نے بیان فرمائی ہیں چنانچہ ان میں سے وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخیں ہیں جنہوں نے لکیر کو اختیار کیا اور قرآن کو چھوڑ دیا۔‘‘

(نشان آسمانی، رُوحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 369)

مہدی کی صداقت کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے آج تک کسی کیلئے ظاہر نہیں ہوئے۔ یعنی ماہ رمضان میں چاند کو (چاند گرہن کی راتوں سے) پہلی رات کو اور سورج کو (سورج گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔

عین حدیث کے الفاظ کے مطابق آنے والے موعود کے حق میں یہ پیشگوئی بھی بڑی شان کے ساتھ 1894ء کے رمضان المبارک میں پوری ہوئی۔

بعثت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام
اور کتب ساویہ کی پیشگوئیاں

یہودی اور عیسائی مذہب کی کتب میں درج پیشگوئیاں:

یہودی اور عیسائی مذہب میں ہمیں آخری زمانہ میں ایک مصلح کی آمد کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے: ’’تم نے اپنی باتوں سے خدا کو بیزار کر دیا ہے۔ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے میری راہ درست کرے گا اور وہ خداوند جسکی تلاش میں ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں نا گہاں آئے گا۔ دیکھو وہ یقیناً آئے گا۔ ربّ الافواج فرماتا ہے۔‘‘

(ملاکی نبی کی کتاب، باب 2، آیت 17)

متی کی انجیل میں لکھا ہے: ’’دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔‘‘

(متی، باب 23، آیت 38 تا 39)

اسی طرح پطرس میں لکھا ہے: ’’اور یہ پہلے جان لو کہ اخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنے والے آئیں گے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلیں گے اور کہیں گے کہ اس کے آنے کا وعدہ کہاں ہے...... خداوند اپنے وعدے میں دیر نہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں۔‘‘

(پطرس 2، باب 3، آیت 3 تا 9)

اور متی باب 19 آیت 28 میں یہ بھی بتایا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ کوئی اور شخص ہوگا جو ان کی خو بو پر پیدا ہوگا چنانچہ لکھا ہے کہ: ’’جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔‘‘ اس میں آنے والے موعود کو نئی پیدائش سے تعبیر کیا ہے۔

بائبل کے بیان کے مطابق آخری زمانہ میں آنے والے موعود کا وقت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی آمد سے 1290 سال بعد بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو دانیال نبی کی کتاب باب 12 آیت 9 تا 12 جس میں لکھا ہے: ’’اے دانی ایل تو اپنی راہ چلا جا کہ یہ باتیں آخر کے وقت تک سر بمہر رہیں گی اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کریں گے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور بتوں کو تباہ کیا جائے گا۔ ایک ہزار دوسونوے (1290) دن ہونگے۔‘‘

دانیال نبی کی یہ پیشینگوئی آخری زمانہ میں مسیح موعود کی آمد کے وقت کا پتا دیتی ہے۔ اس سے پہلے حضرت نبی اکرم ﷺ کے ظہور کے وقت کی دو نشانیاں بتائی گئی ہیں۔

اوّل: دائمی قربانی کا موقوف کیا جانا۔

دوم: بتوں کا تباہ کیا جانا۔

یہ دونوں نشانیاں رسول کریم ﷺ کے ذریعہ پوری ہوئیں۔ ہر دو نشانیوں کے پورا ہونے کے بعد سے 1290 دن تک مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور الہامی کتب میں دن سے مراد سال بھی ہوتے ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کا ظہور تیرہویں صدی ہجری کا آخر بنتا ہے۔ بائبل سے ہمیں یہ بھی پیشگوئی ملتی ہے کہ آنے والا مسیح موعود مشرق سے ظاہر ہوگا۔

چنانچہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے:

’’اے بحری ممالک میرے آگے چپ رہو۔ اور قومیں جو ہیں وہ از سر نو زور پیدا کریں وہ نزدیک رہیں تب عرض کریں آؤ ہم ایک ساتھ محکمے میں داخل ہوں۔ کس نے اس راستباز کو پورب کی طرف برپا کیا اور اپنے پاؤں کے پاس بُلایا اور امتوں کو اسکے آگے دھر دیا۔‘‘ (یسعیاہ، باب 41، آیت 1)

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا موعود مشرق سے ظاہر ہوگا اور عربی بائیل میں ’’لنتقدم معًا الی المحاکمۃ‘‘ کے الفاظ ہیں یعنی وہ مشرق سے اٹھنے والا حکم اور عدل ہوگا نیز لکھا ہے ’’یلاقیہ النصر عند رجلیہ‘‘ کہ نصرت اور مدد اس کے قدم چومے گی اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ آنے والا راستباز سب سے آخر میں آنے والا ہے۔

(یسعیاہ، باب 41، آیت 4)

متی کی انجیل میں ہے: ’’جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھّم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔‘‘ (متی، باب 24، آیت 27) یہاں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہے جس کا امام مہدی کی صورت میں ظاہر ہونا مقدّر تھا اور یہاں اس کا پورب یعنی مشرق سے ظاہر ہونا بتایا گیا ہے اور مشرق سے مراد ہندوستان کی سرزمین ہی ہے۔

انجیل سے ہمیں مسیح موعود کی صداقت میں ظاہر ہونے والے عظیم الشان نشان کسوف خسوف کا بھی ذکر ملتا ہے۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے: ’’اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔‘‘

(متی، باب 24، آیت 29 تا 30)

ہندو مذہب کی کتب کی پیشگوئیاں

ہندو مذہب کی کتب میں زمانے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا (1) ست یُگ (2) تریتا یُگ (3) دواپر یُگ (4) کل یُگ۔

ہندو شاستروں کے مطابق ان چار یگوں کی مدّت اس طرح ہے: (1) ست یُگ کی میعاد 1200 سال قرار دی جاتی ہے۔ (2) تریتا یُگ کی میعاد 2400 سال قرار دی جاتی ہے۔ (3) دواپر یُگ کی میعاد 3600 سال قرار دی جاتی ہے۔ (4) کل یُگ کی میعاد 4800 سال قرار دی جاتی ہے۔

ہندو شاستروں میں کل یُگ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت دھرم کا بالکل زوال ہو جائیگا۔ اس زمانہ میں شری کرشن جی مہاراج کلکی اوتار کے روپ میں ظاہر ہو کر لوگوں کا سدھار کریں گے۔ اور ان کے آنے سے کل یُگ ختم ہو کر ست یُگ شروع ہوگا۔ اس کے متعلق شریمد بھاگوت گیتا میں شری کرشن جی مہاراج نے خود فرمایا: ’’جب بھی دھرم کا ناش اور ادھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے تو میں نیکوں کی حفاظت اور گناہ گاروں کی سرکوبی اور دھرم کو قائم کرنے کیلئے یُگ یُگ میں پرکٹ ہوتا ہوں۔‘‘

(شریمد بھگوت گیتا، ادھیائے 4، شلوک 7 اور 8)

اس شلوک میں ایک بات جو قابل غور ہے وہ یہ کہ مختلف زمانوں میں اصلاح الناس کیلئے جو مصلح آتے ہیں وہ کرشن کے روپ میں ہوتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی کام، ایک ہی مقصد اور ایک ہی مشن ہونے کے اعتبار سے باوجود الگ وجود ہونے کے وہ سب ایک ہی نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شری کرشن جی مہاراج نے فرمایا کہ جب بھی مذہب کو طاقت بخشنی ہوگی تو میں ہی کسی نہ کسی وجود میں ظاہر ہونگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس موعود نے آخری زمانہ میں کلکی اوتار کے روپ میں آنا تھا اس نے مثیل مسیح ہونے کے ساتھ ساتھ کرشن جی مہاراج کا بھی مثیل ہونا تھا۔

اس آخری زمانہ میں آنے والا موعود اوتار جسکا انتظار کیا جا رہا تھا، وہ آنے والا سب قوموں کیلئے ایک ہو کر آنے والا تھا۔ اس بات کی تصدیق خود ہندوؤں کے تعلیم یافتہ طبقہ نے کی ہے۔ چنانچہ سوامی بھولا ناتھ جی رسالہ ست یُگ میں لکھتے ہیں: ’’دنیا کے تمام مذہبی گرنتھوں میں لکھا ہے کہ آجکل کسی روحانی طاقت کا ظہور ہونے والا ہے اور وہ آکر ہمارے سارے دکھوں کو دور کرے گا۔ ہندو کہتے ہیں کہ وہ پورن برہم نشکلنک اوتار دھارن کریں گے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ سکھوں کا

میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے
جب تک کہ خدائے تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے
حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجّالیہ کو پاش پاش نہ کرے

’’اس وقت ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ بیرونی اور اندرونی دونوں قسم کی خرابیوں کی اصلاح کرنے کیلئے بدل وجان کوشش کریں اور اپنی زندگی کو اسی راہ میں ←

عقیدہ ہے کہ کلکی اوتار ظاہر ہوگا۔عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا سے الگ ہو کر ظاہر ہوں گے۔ اب یہ غور کرنا ہے کہ یہ ساری ہستیاں ایک ہوں گی یا علیحدہ علیحدہ۔اسکا جواب یہ ہے کہ وہ ایک ہی ہستی ہوگی۔جسکو سب اپنا جانیں گے اور مختلف ناموں سے پکاریں گے۔مسلمان ہندو عیسائی بدھ سب ان کو اپنی اپنی نظر سے دیکھیں گے اور وہ تمام دھرموں کی ان باتوں کو جو کہ غلطی سے دھرم کا جزو بن گئی ہیں دور کر کے دھرم کے پوتر چہرہ کو پیش کرے گا اور اس کو کوئی پرایا خیال نہیں کرے گا۔" (رسالہ ستیہ یگ، الٰہ آباد، مارچ 1941ء، صفحہ 3)

اتھروید میں آنے والے موعود کے مقام ظہور کا ذکر کچھ اس طرح آتا ہے: "اس رِشی کا بہادری دکھانے کا مقام "قدون" ہی پوری طرح بتایا گیا ہے۔اسکے حیرت انگیز کاموں کے باعث اسکی شہرت کو کون نہیں سنے گا۔"

(اتھروید، کانڈ 20، سوکت 97، منتر 3)

اسی طرح وید میں "احمدؐ" نام سے بھی ایک پیشگوئی ملتی ہے۔اتھروید میں ہی درج ہے: "احمد ہی فی الحقیقت اپنے روحانی باپ کی لائی ہوئی صداقت کو پکڑے گا۔"

(اتھروید، کانڈ 20، سوکت 115، منتر 1)

بدھ مذہب میں پیشگوئی

بدھ مذہب کی ایک مقدس کتاب میں حضرت بدھؑ کے اقوال درج ہیں۔حضرت بدھؑ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کے ایک خاص شاگرد جس کا نام آنند تھا اس نے حضرت بدھؑ سے سوال کیا: "جب تو چلا جائے گا، ہم کو کون تعلیم دے گا؟ مبارک بدھ نے جواب دیا۔ صرف میں ہی اکیلا بدھ نہیں ہوں، جو دنیا میں آیا ہوں۔اور میں آخری بھی نہیں ہوں گا۔میں تم کو سچائی سکھلانے کو آیا تھا اور...... سچائی کی اشاعت ہوگی...... تب تھوڑے دنوں کے واسطے بھرم کے بادل روشنی کو دھندلا کر دینگے اور مناسب وقت میں دوسرا بُدھ پیدا ہوگا اور وہ تم پر اس سچائی کا اظہار کریگا جسکی میں نے تعلیم دی ہے۔آنند نے پوچھا ہم اسکو کس طرح پہچانیں گے۔مبارک بُدھ نے کہا۔میرے بعد جو بُدھ آویگا "میتر یہ" کے نام سے مشہور ہوگا۔یعنی وہ جس کا نام خود "مہربانی" ہوگا۔" (کلیان دہرم، صفحہ 373، باب 96، آیت 12 تا 15، مترجم شوبرت لعل ورمن ایم.اے)

اس قول میں آنے والے موعود کو "میتر یہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔اور اسے دوسرا بدھ بھی کہا ہے۔ "میتر یہ" سے مراد "مسیحا" بھی لیا جا سکتا ہے کیونکہ میتر یہ کا مطلب اس قول میں حضرت بدھؑ نے " وہ جسکا نام خود "مہربانی" ہوگا" بیان کیا ہے اور عام فہم میں مسیحا ایک مہربان انسان کو بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ سے یہ معنی مسیح موعود پر بھی صادر آتے ہیں۔

پارسی مذہب میں پیشگوئی

پارسی مذہب کی کتاب سفرنگ دساتیر جو حضرت زرتشتؑ کے اقوال کا مجموعہ ہے اور پارسیوں کے نزدیک بہت مقدس خیال کی جاتی ہے۔اس میں بھی ایک پیشگوئی درج ہے کہ: (ترجمہ از فارسی عبارت) جب ایرانیوں کے بُرے ایام آئیں گے اور برے افعال ان سے سرزد ہوں گے، تو عرب سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ ابراہیمؑ کے پیروکاروں میں سے اور ایرانیوں کا تمام تخت و سلطنت تاخت و تاراج ہو جائیگا اور سرکش زیر دست (مغلوب) ہو جائیں گے اور ایران کے آتشکدہ اور بُت خانہ کی بجائے بے تصویر مکان کی طرف نماز پڑھی جائے گی اور یہ بے تصویر مکان عرب کے ریگستان میں آباد ہے۔جس میں ستاروں کی تصاویر ہیں۔ ان تصویروں کو اکھیڑ کر وہاں نماز پڑھی جائے گی۔

(سفرنگ دساتیر، صفحہ 188، مطبوعہ 1280ھ)

یہ پیشگوئی ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے روز روشن کی طرح پوری ہوئی۔اسکے آگے ہمیں وہ پیشگوئی ملتی ہے جو آخری زمانہ کے مصلح کے بارے میں اشارہ کرتی ہے۔چنانچہ لکھا ہے: (ترجمہ از فارسی عبارت) پھر ایک عرصہ بعد ان کی آپس میں خانہ جنگی شروع ہوگی اور خاک پرستی شروع کر دیں گے اور روز بروز ان میں دشمنی اور جدائی بڑھتی چلی جائیگی۔پس تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا اور اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی ہوگا، تو کسی کو تیرے فرزندوں میں سے کھڑا کرونگا جو تیری عزّت و آبرو کو قائم کریگا اور پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں سے نہیں اٹھاؤنگا۔ (سفرنگ دساتیر، مطبوعہ 1280، صفحہ 189 تا 190)

پیشگوئی کے اس دوسرے حصہ میں مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگی اور فرقوں میں تقسیم ہونے کی پیشگوئی مضمر تھی۔پھر خاک پرستی یعنی توحید چھوڑ کر قبر پرستی میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔اور آخری حصہ میں پیشگوئی کی کہ تیرے فرزندوں یعنی فارسی الاصل میں سے کسی کو کھڑا کروں گا۔یہ صاف صاف اشارہ ہے آخری زمانہ میں آنے والے موعود کے بارے میں۔جب مندرجہ بالا پیشگوئیوں کا پہلا حصّہ بڑی شان سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے پورا ہوا تو پیشگوئی کا دوسرا حصہ بھی اپنے پورا ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔الحمد للہ کہ یہ پیشگوئی بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پوری ہو چکی ہے۔

بعثت مسیح موعود اور صلحائے امت کی پیشگوئیاں

امت مسلمہ میں گزشتہ صدیوں میں بے شمار بزرگان اولیاء کرام اور صلحائے امت گزرے ہیں جن کی تکریم ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ ایسے صلحائے کرام نے بھی مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیاں کی ہیں۔ان میں سے بعض ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔

بارہویں صدی کے مجدّد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میرے ربّ بڑی عظمت والے نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدیؑ ظاہر ہونے کو تیار ہیں۔" (تفہیمات الٰہیہ، جلد 2، صفحہ 123)

حضرت حافظ برخوردار خان علیہ الرحمۃ جو سیالکوٹ کے ایک ولی کامل بزرگ گزرے ہیں۔مسیح موعود کی آمد کے بارہ میں فرماتے ہیں:

پچھے اک ہزار پہ گزرے تریسے سال
عیسیٰؑ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

یعنی جب ہجری سن کے پورے تیرہ سو سال گزر جائیں گے تب حضرت عیسیٰ کا ظہور ہوگا۔یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت حافظ برخوردار صاحبؒ عیسیٰؑ کے "ظہور" کے قائل ہیں آسمان سے اترنے کے نہیں۔

ایک مشہور شیعہ بزرگ حضرت ابوسعید خانم ہندی گزرے ہیں۔آپ نے کشف میں حضرت امام مہدیؑ کی زیارت کی تھی۔آپ پورا کشف بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں: "كُلُّ ذٰلِكَ بِكَلَامِ الْهِنْدِ" (صافی شرح اصول کافی، کتاب الحجہ، باب مولد صاحب الزمان، جزو سوم، حصہ دوم، صفحہ 304) یعنی کشف میں حضرت امام مہدیؑ نے جس زبان میں کلام فرمایا وہ سارا ہندوستانی زبان میں تھا۔

(امام مہدی کا ظہور، صفحہ 363)

ایک صوفی بزرگ حضرت شیخ حسن العراقی گزرے ہیں۔انکے بارے میں شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب غایۃ المقصود میں لکھا ہے: "میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں...... جب میں شام میں نوجوانی کی حالت میں جامع بنی امیہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کو کرسی پر بیٹھے ہوئے مہدی اور اسکے خروج کے بارے میں گفتگو کرتے سنا۔اس وقت سے مہدی کی محبت میرے دل میں گڑ گئی اور میں دعا میں لگ گیا، کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے ملائے۔پس میں ایک سال تک دعا کرتا رہا۔ایک دن میں مغرب کے بعد مسجد میں تھا کہ اچانک ایک آدمی میرے پاس آیا، کہ جسکے سر پر عجمیوں کی پگڑی بندھی ہوئی تھی اور اونٹ کے بالوں کا جُبّہ تھا۔اس نے میرے کندھے کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور مجھے کہا، میری ملاقات کی تجھے کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں مہدی ہوں، پس میں نے اسکے ہاتھ چومے۔"

(غایۃ المقصود، جلد دوم، صفحہ 81)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موعودِ زمانہ عجمی ہوگا نہ کہ عربی۔اس حوالہ کو پہلے حوالہ سے ملا کر دیکھیں تو موعود امام کا ہندوستان میں ظاہر ہونا

فدا کر دیں اور وہ صدق قدم دکھلاویں جس سے خدائے تعالیٰ جو پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والا اور سینوں کی چھپی ہوئی باتوں پر مطلع ہے راضی ہو جائے۔ اسی بنا پر میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدائے تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجّالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔"

(نشانِ آسمانی، رُوحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 406)

ہی ثابت ہوتا ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو انہیں رویاء میں حضورؐ نے فرمایا تھا، ایک کتاب فصوص الحکم تحریر فرمائی۔ اس میں پیشگوئی فرمائی کہ آنے والا موعود جو خاتم الاولیاء بھی ہے توام پیدا ہوگا۔ اس سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوگی اسکے بعد وہ پیدا ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔

’’اور او پر قدم اور طریق شیث علیہ السلام کے ہوگا۔ اخیر ایک لڑکا کہ پیدا ہوگا وہ اس نوع انسان سے اور وہ لڑکا اٹھانے والا ہوگا علم اسرارِ شیثؑ کا...... وہ لڑکا ختم کرنے والا ولادت آدم کا ہے اور پیدا ہوگی ساتھ بہن اسکی۔ پس نکلے گی اس کی شکمِ مادر سے آگے اسکے اور نکلے گا وہ بعد بہن اپنی کے۔ اسطرح کہ ہوگا سر اس کا نزدیک دونوں پاؤں بہن اپنی کے اور ہوگی ولادت اس کی چین میں۔‘‘

(فصوص الحکم، صفحہ 36، مترجم مولانا محمد مبارک علی حیدر آبادی، مطبوعہ 1308ھ، مطبع احمدی کانپور)

اس پیشگوئی میں سب سے پہلے بتایا گیا کہ آنے والا موعود خاتم الاولاد ہوگا۔ خاتم الاولاد کے معنے یہاں خاتم الاولیاء کے ہیں۔ دوسرے وہ توام پیدا ہوگا اور اس سے پہلے ایک اسکی بہن پیدا ہوگی اور اسکا مولد چین ہوگا۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ متن عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ عربی میں ’’الصین‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ عربی میں غیر عرب علاقہ یا دور دراز علاقہ کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی موعود زمانہ کا مولد غیر عرب علاقہ یا دور دراز کا ہونا ہی مراد ہے۔

حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ کی ہی ایک اور تصنیف ’’فتوحاتِ مکیہ‘‘ ہے۔ اس کتاب کی تیسری جلد میں آنے والے موعود کے اصحاب اور مقربین کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

’’وہ سب عجمی ہونگے۔ ان میں سے کوئی عربی نہ ہوگا۔ لیکن وہ عربی میں کلام کرتے ہونگے۔ ان کیلئے ایک حافظ قرآن ہوگا جو انکی جنس سے نہیں ہوگا کیونکہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔ وہ اس موعود کا خاص وزیر اور بہترین امین ہوگا۔‘‘

(فتوحات مکیہ، جلد سوم، صفحہ 364 تا 365)

سبحان اللہ! اس پیشگوئی میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کا ذکر ہے وہیں حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی طرف بھی واضح اشارہ ہے۔

ملتان کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد عبد العزیز پہارویؒ نے الہام الٰہی سے خبر پا کر مسیح موعود کی صداقت کے نشان کسوف خسوف کے واقع ہونے کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی:

درسن ’’غاشی‘‘ دو قرآن خواہد بود
از پئے مہدیؑ دجّال دو نشان خواہد بود

یعنی 1311ھ میں سورج اور چاند کو اکٹھا ایک مہینہ میں گرہن لگے گا اور یہ دو نشان سچے مہدی اور جھوٹے دجّال کے درمیان امتیاز کرنے کا باعث ہونگے۔ اس پیشگوئی میں سورج اور چاند گرہن کا 1311ھ میں ظاہر ہونا بتایا گیا ہے۔ عین اسی کے مطابق یعنی 1894ء میں یہ نشان ظاہر ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور پیشگوئیوں کا پورا ہونا

مذکورہ بالا تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قرآن، حدیث، کتب سماویہ اور صلحائے امت مسلمہ نے کیں وہ موعود مسیح و مہدی اس دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے اور وہ کوئی اور نہیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے بروز اور ظلّ اور آپؐ کے غلام صادق اور خود کو آپکا شاگرد قرار دینے والے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔ آپؑ کے آنے سے یہ تمام پیش خبریاں روز روشن کی طرح پوری ہوئیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آپؑ پیشگوئیوں کے مطابق 1250ھ میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی قادیان ہے جسے حدیثوں میں کدعہ کہا گیا جو دو نہروں کے درمیان ہے۔ اور دمشق سے مشرق میں ہندوستان کی سرزمین پر موجود ہے۔ آپؑ 1290ھ میں بعمر چالیس سال الہام الٰہی سے مشرف ہوئے اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز پر خدا تعالیٰ سے حکم پا کر آپ نے امام مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ کی صداقت پر کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان 1311ھ کے رمضان میں ظاہر ہوا۔ آپؑ نے دہریوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور دیگر اقوام کے مقابل پر اسلام کا مضبوطی سے دفاع کیا اور ہر دشمن کے دانت کھٹے کئے اور ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح ہر میدان میں اسلام کا جھنڈا اونچا کیا۔ آپ نے دنیا کے کناروں تک تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا ایک مضبوط نظام قائم فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد خلافت علی منہاج نبوّت کا قیام عمل میں آیا اور اب خلافت کے سائے تلے دنیا کے 212 ممالک میں اس موعود مسیح پر ایمان لانے والے موجود ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلك۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد وہ دن بھی آئے جب اس موعودِ زمانہ کے جھنڈے تلے ساری دنیا جمع ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختصر سوانح

(فلاح الدین قمر، مبلغ سلسلہ، نظارت علیاء جنوبی ہند قادیان)

خاندانی حالات

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود مشہور ایرانی قبیلہ برلاس کے چشم و چراغ تھے۔آپ کا خاندان ایک شاہی خاندان تھا آپکے مورث اعلیٰ مرزا ہادی بیگ تھے جو کہ 1530ء میں اپنے خاندان کے ساتھ کش سے پنجاب داخل ہوئے اور قادیان کی مثالی ریاست کی بنیاد رکھی جو 1802ء تک قائم رہی جس پر بالآخر آپ کے دادا مرزا عطا محمد صاحب کے وقت میں سکھ قابض ہو گئے اور آپ کے خاندان کو ریاست کپورتھلہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ یہ خاندان مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دوبارہ قادیان آ گیا اور آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو اپنی ریاست میں سے پانچ گاؤں واپس مل گئے۔

ولادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے بطن مبارک سے 14رشوال 1250ء ھ بمطابق 13رفروری 1835ء طلوع فجر کے بعد قادیان میں بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح ناصری کی طرح آپ کی ولادت میں بھی ندرت کا رنگ تھا۔کیونکہ آپ محی الدین ابن عربیؒ کی پیشگوئی کے مطابق توام پیدا ہوئے تھے۔

پاکیزہ بچپن، تعلیم اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپؑ فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے خانہ خدا میرا مکان ،صالحین میرے بھائی، ذکر الٰہی میری دولت اور خلق خدا میرا خاندان رہا ہے۔ ایک صاحب کرامت اور ولی اللہ مولوی غلام رسول صاحب نے آپ کو بچپن میں دیکھا تو بے ساختہ فرمایا کہ **"اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔"**

6-7سال کی عمر میں آپ نے قادیان میں ایک حنفی بزرگ فضل الٰہی صاحب سے قرآن کریم سیکھا اور چند فارسی کتابیں پڑھیں۔ قریباً 10سال کے ہوئے تو ایک اہل حدیث عالم مولوی فضل احمد صاحب نے بہت توجہ اور محنت سے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھائے۔ 17-18سال میں بٹالہ کے ایک شیعہ عالم مولوی گل علی شاہ صاحب سے آپ نے نحو منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ حاصل کئے اور طبی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔ دوران تعلیم آپ نے پہلی بار عالم خواب میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کرسی اونچی ہوگئی ہے۔حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور آپکا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔

سیالکوٹ میں تبلیغ اسلام

1864ء سے 1867ء تک آپ نے سیالکوٹ میں بسلسلہ ملازمت قیام فرمایا۔آپؑ کا زیادہ تر وقت تلاوت قرآن ،عبادت گزاری، خدمت خلق اور تبلیغ اسلام میں گزرتا تھا۔ عیسائیوں نے پنجاب کو اور پنجاب میں خصوصاً سیالکوٹ کو عیسائیت کے فروغ کا بھاری مرکز بنا رکھا تھا۔حضرت اقدس نے یہاں تبلیغ اسلام اور ردّ عیسائیت کا پُر جوش محاذ کھول دیا اور خصوصاً سکاچ مشن کے بڑے نامی گرامی پادری بٹلر سے آپ کے بڑے بڑے معرکے ہوئے۔

مناظرہ سے کنارہ کشی اور آسمانی بشارت

سیالکوٹ سے واپسی کے بعد آپ پھر قادیان میں تشریف لے آئے اور خدمت دین وملت کی سرگرمیاں جاری کر دیں۔ 1868ء میں جبکہ آپ نے بٹالہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے محض للہ مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور حنفیوں کی ہنگامہ آرائی کے باوجود قرآن مجید کے اقوالِ رسول سے مقدم ہونے کا اعلان عام کر دیا تو خدا نے اس پر خوشخبری کا اظہار فرمایا اور آپ کو خبر دی کہ "تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

قلمی جہاد کا آغاز

1872ء میں آپ نے اسلام کی تائید میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اور اخبار منشور محمدی آف بنگلور اور دوسرے مسلم پریس میں مضامین سپرد قلم کرنے شروع کئے۔اندازاً 1873ء میں آپ نے شعر وسخن کو اشاعت حق کا ذریعہ بنایا۔آپ اوائل میں فرخ تخلص کرتے تھے۔

روزوں کا عظیم مجاہدہ

1875ء میں آپ نے نو ماہ تک روزوں کا عظیم مجاہدہ کیا جس میں آپ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی اور گزشتہ انبیاء اور صلحاء اور حضرت علی و فاطمہ و حسن حسین رضی اللہ عنہم کے علاوہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عین بیداری کی حالت میں زیارت نصیب ہوئی۔

والد ماجد کی وفات کے بعد کثرت مکالمات کا آغاز

2رجون 1872ء کو آپ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا انتقال ہوا اور ساتھ ہی بڑے زور شور سے آپ پر مکالمات ومخاطبات کا نزول شروع ہو گیا۔اس کے بعد آپ مکمل طور پر خدمت دین میں سرگرم عمل ہو گئے اور خصوصاً آریہ سماج پر پوری قوت سے حملہ کر دیا جس میں اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

براہین احمدیہ کی اشاعت

1880ء سے 1884ء تک آپ کے قلم مبارک سے براہین احمدیہ جیسی معرکۃ الآراء تصنیف منظر عام پر آئی جس پر برصغیر پاک و ہند میں زبردست تہلکہ مچ گیا اور مسلمانان ہند جو غیر مذاہب کے خوفناک حملہ سے نیم جان اور نڈھال ہو چکے تھے۔ اسلام کے براہین احمدیہ جیسے زبردست دفاع سے ایک نئی زندگی اور نئی طاقت محسوس کرنے لگے اور مسلمان علماء وفضلاء مثلاً ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈووکیٹ اہل حدیث، حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی، مولانا محمد شریف صاحب بنگلوری نے اس کتاب کو ایک بے نظیر شاہکار قرار دیا۔

دعویٰ ماموریت اور نشان نمائی کی عالمگیر دعوت

مارچ 1882ء میں آپ کو ماموریت کی خلعت سے نوازا گیا جس کے بعد 1884ء اور 1885ء میں آپ نے دنیا بھر کے غیر مسلم لیڈروں اور راہ نماؤں کو نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی اور اس سلسلہ میں بیس ہزار اردو و انگریزی اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھجوائے مگر:

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

مبارک خاندان کی بنیاد اور پیشگوئی مصلح موعود

نومبر 1884ء میں دہلی کے صوفی حضرت خواجہ میر دردؒ کے نبیرہ حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بیٹی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ آپ کے عقد میں آئیں ۔اس طرح خدا نے تمام جہاں کی مدد کیلئے ایک مبارک اور مبشر خاندان کی بنیاد ڈالی۔ 1886ء میں بحکم الٰہی آپ نے ہوشیار پور میں چلہ کشی کی جسکے نتیجہ میں آپ کو اپنے مخلصین اور اپنے خاندان کی نسبت بھاری بشارتیں ملیں نیز مصلح موعود جیسے فرزند کی خبر دی گئی جو 12رجنوری 1889 کو سیدنا محمود المصلح الموعودؓ کے نورانی وجود کی ولادت سے پوری ہوئی۔

شہب ثاقبہ

1885ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ایک عجیب نشان ظاہر کیا یعنی 27و28رنومبر 1885 کی درمیانی رات کو ستاروں کے ٹوٹنے کا عجیب نظارہ ظاہر ہوا۔اس رات کثرت کے ساتھ ستارے ٹوٹے گویا شعلوں کی بارش ہو رہی تھی۔اس طرح ستاروں کا ٹوٹنا تصویری زبان میں اس بات کی علامت تھی کہ اب دنیا کی شیطانی فوجوں پر رحمانی فوجوں کے حملہ کا وقت

خدا تعالیٰ نے پچیس مرتبہ اپنی کتاب قرآن کریم میں بیان کر کے صاف طور پر کھول دیا کہ تَوَفِّی کے معنی روح کا قبض کرنا ہے

"جس لفظ کو خدا تعالیٰ نے پچیس مرتبہ اپنی کتاب قرآن کریم میں بیان کر کے صاف طور پر کھول دیا کہ اس کے معنی روح کا قبض کرنا ہے نہ اور کچھ۔اب تک یہ لوگ اس لفظ کے معنی مسیحؑ کے حق میں کچھ اور کے اور کر جاتے ہیں گویا تمام جہان کیلئے توفّی کے معنی تو قبض روح ہی ہیں مگر حضرت ابن مریم کے لئے زندہ اٹھا لینا اس کے معنی ہیں۔اگر یہ طریقہ شرک کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام، رُوحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 43)

آ گیا ہے اور آسمان کی طاقتیں غیر معمولی حرکت میں ہیں۔

لدھیانہ میں بیعت کی تقریب

23مارچ 1889ء کا مبارک دن ہمیشہ تاریخ احمدیت میں ممتاز رہے گا کیونکہ اس دن حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے مکان واقع محلہ جدید میں پہلی دفعہ بیعت کی تقریب ہوئی اور 40/افراد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف مولانا حکیم نورالدین صاحب بھیروی (خلیفہ المسیح الاول) کو حاصل ہوا۔

دعویٰ مسیحیت

1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر انکشاف کیا کہ ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔''اس پر 1891ء میں آپ نے ''فتح اسلام''''توضیح مرام''اور ''ازالہ اوہام'' کتابیں شائع کر کے علمائے وقت پر اتمام حجت کیا۔ علاوہ ازیں لدھیانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے اور دہلی میں مولوی بشیر احمد صاحب بھوپالی سے مباحثات کئے۔

دعویٰ مہدویت

آپ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اسلام میں جس مہدی کا مسیح کے زمانہ میں وعدہ کیا گیا تھا وہ میں ہوں مگر یہ کہ میں کسی جنگی مشن کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میرا کام امن و صلح کے طریق پر ہے۔آپ نے مسلمانوں کے خیال کہ خونی مہدی آئے گا کو غلط اور بے بنیاد ثابت کیا۔آپ نے فرمایا کہ مسیح و مہدی دراصل الگ الگ وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کے دو مختلف نام ہیں یعنی مثیل مسیح ہونے کے لحاظ سے آنے والے وجود کا نام مسیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظل اور بروز ہونے کے لحاظ سے اس کا نام مہدی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ مسیح موعود کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔

پہلا جلسہ سالانہ

27/دسمبر 1891ء کو جماعت احمدیہ کا پہلا سالانہ جلسہ نماز ظہر کے مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے حضور کی تصنیف آسمانی فیصلہ پڑھ کر سنائی اور جلسہ ختم ہوا۔اس پہلے اجتماع میں 75/افراد شامل ہوئے تھے۔

ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام

1893ء میں آپ نے آئینہ کمالات اسلام کے نام سے ایک پر معارف کتاب لکھی جس میں ملکہ وکٹوریہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جس پر حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑان شریف جیسے اہل اللہ نے خراج تحسین ادا کیا۔ جون 1897ء میں ملکہ کی جوبلی ہوئی اس تقریب پر آپ نے نہ صرف ملکہ کو دوبارہ دعوت اسلام دی بلکہ انگلستان میں ایک جلسہ مذاہب کی تجویز بھی پیش فرمائی۔

اہم انکشافات

1895ء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس سال آپ نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ایسے علمی انکشافات فرمائے جن سے اسلام کی فتح کے نقارے بجنے لگے۔ چنانچہ آپ نے زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ

(1) عربی زبان ام الالسنہ ہے

(2) حضرت مسیح کی قبر محلہ خانیار میں ہے

عربی میں مقابلہ کی دعوت

خدا نے آپ کو اسلام کی خدمت کیلئے مبعوث کیا اور آپ کو قرآنی علوم سے مالا مال کیا۔آپ علیہ السلام نے 1893ء میں علماء کو دعوت دی کہ وہ آپؑ سے عربی فصیح و بلیغ میں قرآن مجید کی تفسیر میں مقابلہ کر لیں۔آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ خدا کی طرف سے ایک رات میں آپؑ کو چالیس ہزار عربی مادہ سکھایا گیا ہے اور خدا نے عربی میں آپ کو ایسی کامل قدرت عطا فرمائی ہے کہ کوئی دوسرا شخص آپکے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا۔آخری عمر تک آپؑ اس دعویٰ کو دہراتے رہے مگر کسی کو بھی آپ کی عربی تصانیف کے مقابلہ میں لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔آپکی عربی کی کل تصانیف تقریباً 21 ہیں۔

کسوف وخسوف کا نشان

1894ء میں اللہ تعالیٰ نے آپکی تائید میں ایک عظیم الشان نشان دکھایا اور وہ یہ کہ اس قدیم پیشگوئی کے مطابق جو مہدی معہود کے متعلق پہلے سے بیان کی جا چکی تھی 1894ء مطابق 1311ھ کے رمضان میں چاند اور سورج گرہن لگا۔اس گرہن کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ اسکے متعلق پہلے سے معین تاریخیں بتادی گئی تھیں کہ رمضان کے مہینہ میں فلاں فلاں تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور یہ کہ اس وقت ایک شخص مہدویت کا مدعی ہوگا جو خدا کی طرف سے ہوگا۔1894ء کے رمضان میں عین انہی شرائط کے ساتھ یہ نشان ظاہر ہوا۔

تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے آئینی تحریک

1895ء میں آپ نے تعزیرات ہند کی دفعہ 298 کی توسیع کا مطالبہ کیا اور تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے ایک آئینی تحریک اٹھائی جسکا مسلمان حلقوں میں زبردست خیر مقدم کیا گیا۔

تعطیل جمعہ کی تحریک

یکم جون 1886ء کو آپ نے وائسرائے ہند کے نام اشتہار شائع کیا کہ مسلمان ملازمین کو جمعہ کے روز تعطیل دی جائے کہ یہ مقدس دن اسلامی شعار کی حیثیت رکھتا ہے۔

جلسہ مذاہب عالم لاہور

دسمبر 1896ء کے آخری ہفتہ میں لاہور میں ایک مذاہب عالم کانفرس منعقد ہوئی جس میں آپ نے اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے اسلامی اصول کی فلاسفی کے عنوان سے ایک بصیرت افروز مضمون لکھا جسے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے نہایت خوش بیانی سے سنایا۔آپ نے قبل از وقت بذریعہ اشتہار پیشگوئی فرمائی کہ یہ مضمون بالا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا اور اسلام کو آپ کے ہاتھوں فتح عظیم نصیب ہوئی جس کا اعتراف اردو اور انگریزی اخبارات نے بھی کیا۔

پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کی ہلاکت

پنڈت لیکھرام کا تعلق آریہ سماج سے تھا جو اسلام اور بانی اسلام کو گالیاں دیا کرتا تھا۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے استفسار پر اس نے بڑی بے باکی اور شوخی سے کہا کہ جو چاہو میرے متعلق پیشگوئی شائع کردو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ سال کے اندر اس کی موت کی پیشگوئی شائع کی۔ چنانچہ 2/مارچ 1897ء کو یہ مشہور شاتم رسول لیکھرام پشاوری آپکی پیشگوئی کے عین مطابق ''تیغِ بران محمد'' سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور انہیں احمدی لڑکیاں نہ دینے کے متعلق احکامات

1898ء میں آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے دو احکامات جاری فرمائے۔اوّل کہ آئندہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کی امامت میں نماز ادا نہ کرے۔اس حکم کا اعلان آپ نے 1900ء میں تحریری طور پر بھی فرمایا۔دوم کہ کوئی احمدی لڑکی کسی غیر احمدی لڑکے کے ساتھ نہ بیاہی جاوے۔

پنجاب میں طاعون کا زور اور جماعت کی غیر معمولی ترقیات

طاعون ایک وبائی مرض ہے جسکے جراثیم چوہوں کے ذریعہ پھیلتے ہیں اور یہ بیماری قانون قدرت کے تحت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں جب طاعون ممبئ میں ظاہر ہوئی اور ابھی وہ پنجاب میں نہیں آئی تھی تو 1898ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ پنجاب میں بعض لوگ سیاہ رنگ کے کریہہ المنظر پودے لگا رہے ہیں اور جب آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسے پودے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو اب اس ملک پنجاب میں پھیلنے والی ہے اور آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ اس مرض کے پھیلنے کا روحانی باعث لوگوں کی بے دینی اور ان کی حالت کی خرابی ہے۔اس طاعون کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں اور انکار کرنے والوں کے درمیان امتیاز قائم کر دیا۔ وہ لوگ جو آپ علیہ السلام کے ''الدار''میں شامل ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا تا وہ لوگوں کیلئے عبرت کا نشان بنیں۔

اعجاز المسیح اور تحفہ گولڑویہ کی تصنیف واشاعت

28/اگست 1900ء کو حضورؑ نے گولڑہ شریف کے مشہور سجادہ نشین پیر مہر علی شاہ صاحب کو تفسیر نویسی کی دعوت دی۔ پیر صاحب تو یہ دعوت ٹال گئے مگر حضورؑ نے ان پر دوہرے رنگ میں اتمام حجت کی۔ چنانچہ ایک تو ''اعجاز

یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا

''افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ در پردہ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر ایک حملہ سے اس کو بچاتا ہے۔اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو ان کیلئے یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دے دی کہ وہ بچائے گا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 122)

المسیح ’’ کی سورۃ الفاتحہ کے نام سے عربی میں انعامی تفسیر شائع فرمائی اور بلاد عرب وعجم میں اسکی خوب اشاعت کی جس میں اپنی سچائی کے ناقابل تردید دلائل تحریر فرمائے۔ پیر مہر علی عمر بھر اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔

خطبہ الہامیہ

1900ء کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک نہایت لطیف علمی معجزہ ظاہر ہوا۔ عید الضحیٰ کے موقع پر خدا نے آپکو حکم دیا کہ تم عربی زبان میں خطبہ دو اور ہم تمہاری مدد کریں گے۔ باوجود اس کے کہ آپ نے اس سے قبل کبھی عربی زبان میں تقریر نہیں کی تھی، آپ اس خدائی حکم کے تحت خطبہ کیلئے کھڑے ہو گئے اور قربانی کے مسئلہ کے اوپر ایک لمبی تقریر شروع کر دی۔ یہ تقریر خطبہ الہامیہ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

فرقہ احمدیہ نام

1901ء میں سرکاری طور پر مردم شماری ہونے والی تھی اسلئے آپ نے 4/نومبر 1900ء کو اشتہار دیا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمالی نام احمد تھا اس مناسبت سے جماعت کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جاتا ہے تا اس نام کو سنتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی و صلح پھیلانے آیا ہے۔

ریویو آف ریلیجنز کا اجراء اور دوسرے اخبارات و رسائل

1902ء میں آپ کے حکم سے اردو اور انگریزی میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کیا گیا جس سے مغربی ممالک میں تبلیغ کا نیا دور شروع ہوا۔ اس رسالہ نے دینی انقلاب کا ماحول پیدا کر دیا۔

جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز ترقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر قبل از وقت یہ بتا دیا تھا کہ ملک طاعون کی لپیٹ میں آنے والا ہے اور اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی مخلص جماعت کو خارق عادت طور پر محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ 1902 میں طاعون نے ہر طرف ایک قیامت برپا کر دی لیکن مخلصین جماعت اور بالخصوص آپکا ’’الدار‘‘ اس کے حملہ سے بالکل محفوظ رہا۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزانہ سلوک کو دیکھ کر بے شمار سعید روحیں آپ پر ایمان لے آئیں۔ ’’دافع البلاء‘‘ اور ’’کشتی نوح‘‘ اس دور کی یادگار تصانیف ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا خلاصہ

جب 1902ء میں طاعون کا زور ہونے لگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی اور لوگوں کو تباہی سے بچانے کیلئے ایک کتاب شائع فرمائی جس کا نام آپ نے ’’کشتی نوح‘‘ رکھا۔ گویا اس تباہی کے طوفان میں یہ کتاب ایک نوحؑ کی کشتی تھی جس میں بیٹھ کر لوگ ہلاکت سے بچ سکتے تھے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا اور بتایا کہ آپ اپنی جماعت سے کن عقائد اور کن اعمال کی توقع رکھتے ہیں۔

جماعت کے چندوں کی تنظیم

آپ علیہ السلام کی طرف سے کوئی ایسی تحریک نہیں تھی کہ ہر شخص ضرور باقاعدہ ماہوار چندہ دے۔ جماعت کے تمام قسم کے اخراجات ان چندوں سے پورے کئے جاتے تھے جو جماعت کے دوست اپنی خوشی سے بھجواتے رہتے تھے لیکن اب نہ صرف ہر مد کا خرچ بڑھ گیا تھا اور خصوصاً مہمان خانہ کا خرچ بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ نے 1902ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ جماعت کے نام یہ ہدایت جاری فرمائی کہ آئندہ ہر احمدی باقاعدہ ماہواری چندہ دیا کرے جس میں کسی صورت میں تخلف نہ ہو۔ آپ نے اس چندہ کی کوئی شرح مقرر نہیں فرمائی بلکہ رقم کی تعین کو ہر شخص کے اخلاص اور حالات پر چھوڑا لیکن یہ لازم قرار دیا کہ ہر شخص اپنے لئے ایک رقم معین کر کے اطلاع دے۔ یہ وہ بنیادی اینٹ تھی جس پر سلسلہ کے چندوں اور محاصل کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔

’’اعجاز احمدی‘‘ کی تصنیف

8/نومبر تا 12/نومبر 1902 یعنی صرف چار دن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباحثہ امرتسر کے متعلق ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں ایک اعجازی عربی قصیدہ بھی لکھا اور 15/نومبر کو شائع کیا اور اسکا نام اعجاز احمدی رکھا۔ اس کتاب میں آپ نے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے علماء کو دعوت دی کہ اگر وہ بھی پانچ دنوں میں ایسا عربی قصیدہ مع اسی قدر اردو مضمون کے شائع کر دیں تو میں بلا توقف ان کو دس ہزار روپیہ دے دوں گا۔ مگر ساتھ ہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ یہ کبھی نہیں ہو سکے گا۔ ’’خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور انکے دلوں کو غبی کر دے گا۔‘‘ چنانچہ حضرت سلطان القلم کی یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہوئی اور کسی کو اس عظیم عربی قصیدہ کے مقابل پر عربی قصیدہ اور مضمون لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

مقدمات کا نیا سلسلہ

1903 سے 1905 تک آپکو مقدمات کے ایک نئے سلسلہ سے دوچار ہونا پڑا جس کے آغاز میں آپ کو جہلم کا سفر کرنا پڑا جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست مقبولیت بخشی اور ہزاروں لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہوئے۔ جہلم کے مقدمہ میں بریت ہوئی۔ مگر جلد ہی، مولوی کرم دین نے بھی جہلم کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا جو جون 1903 میں منتقل ہو کر گورداسپور میں ایک متعصب آریہ چندولال کی عدالت میں آ گیا۔ آریہ لوگوں نے جو قتل لیکھرام کے بعد آپ کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور چندولال سے ملکر آپ کی قید کا منصوبہ بنایا۔ مگر چندولال خدا کی قہر کی تجلی کا شکار ہو گیا اور آپؑ ہائی کورٹ میں باعزت بری ہو گئے۔ یہ 7/جنوری 1905 کا واقعہ ہے۔

منارۃ المسیح کی بنیاد

13/مارچ 1903 بروز جمعہ حضورؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تکمیل کیلئے منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا جسکی تکمیل خلافت ثانیہ کے اوائل میں ہوئی۔

تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح

18/مئی 1903 کو قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہوا۔ اس تقریب میں حضور بیماری کے باعث بنفس نفیس تشریف نہ لا سکے مگر بیت الدعا میں اس کالج کیلئے بہت دعا کی جس کی قبولیت پر تعلیم الاسلام کالج ایک زندہ اور مجسم برہان بن گیا۔

تین سو سال میں غلبہ احمدیت کی پیشگوئی

14/جولائی 1903 کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کابل میں شہید کر دیئے گئے جس پر حضور نے تذکرۃ الشہادتین تصنیف فرمائی اور اس میں نہایت درد سے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کی تفصیل لکھی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: ’’اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں تو نے میری زندگی میں ہی صدق کا نمونہ دکھایا۔‘‘

نیز یہ پرشوکت پیشگوئی فرمائی کہ تین صدیوں کے اندر تمام دنیا میں احمدیت غالب ہو جائے گی۔ چنانچہ فرمایا: ’’دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 67)

ملک کے اہم شہروں میں ایمان افروز لیکچر

حضور اقدسؑ نے 3/ستمبر 1904 کو لاہور اور 2/نومبر 1904 کو سیالکوٹ کے پبلک جلسوں میں ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اگلے سال اکتوبر 1905 میں آخری سفر دہلی کیا۔ واپسی پر آپ کے لدھیانہ میں 6/نومبر کو اور امرتسر میں 9/نومبر کو لیکچر ہوئے۔

ایک تباہ کن زلزلہ اور خدائی پیشگوئی کا ظہور

4/اپریل 1905ء کو ایک خطرناک زلزلہ آیا۔ اس زلزلہ کا مرکز ضلع کانگڑہ کے پہاڑ تھے جہاں سب سے زیادہ تباہی آئی مگر یہ تباہی صرف دھرم شالہ تک محدود نہیں تھی بلکہ پنجاب کے ایک بہت بڑے علاقہ میں تباہی آئی۔ یہ تباہ کن زلزلہ آپؑ کی ایک پیشگوئی کے مطابق تھا جو چند ماہ پہلے شائع کی گئی تھی اور جس کے الفاظ یہ تھے کہ ’’عفت الدیار محلها ومقامها‘‘ یعنی عنقریب ایک تباہی آنے والی ہے جس میں سکونت کی عارضی جگہیں اور مستقل جگہیں دونوں مٹ جائیں گی۔ چنانچہ ایک اور الہام ہوا تھا کہ ’’دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور موتا موتی لگ رہی ہے۔‘‘
(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 515)

دونوں پیشگوئیوں کے مطابق دنیا نے ایک قیامت کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بڑی صفائی کے ساتھ دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔

ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجال تو میں ٹھہرا مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں

’’یہ عجیب بات ہے۔ کیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجال تو میں ٹھہرا مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں قہر الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے پھر ذلت اور رسوائی بھی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 227)

قرب وصال کے الہامات

آپکو اکتوبر و دسمبر 1905ء میں بذریعہ رؤیا و الہامات یہ خبر دی گئی کہ آپ کا زمانہ وفات قریب ہے۔ جس پر آپ نے دسمبر 1905 میں رسالہ الوصیت رقم فرمایا اور اس میں اپنی جماعت کو اہم نصائح فرمائیں۔

قدرت ثانیہ کی خبر

اس رسالہ میں آپ نے خاص طور پر یہ خبر دی کہ قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا نظام میرے بعد جاری ہوگا۔

بہشتی مقبرہ اور صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد

رسالہ الوصیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ایک بہشتی مقبرہ بھی قائم کیا اور اس کے چندہ کے ذریعہ ہونے والی آمد کو اشاعت دین کے اغراض پر خرچ کرنے کیلئے صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اس سلسلہ کی مالی اور انتظامی خدمات اس کے سپرد کیں۔

مدرسہ احمدیہ کا قیام

صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ ساتھ مدرسہ احمدیہ کی بھی کلاس دینیات کی شکل میں بنیاد رکھی گئی جو پہلے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ساتھ منسلک تھا۔ یہ مدرسہ خلافت اولیٰ میں ایک مستقل تعلیمی ادارہ میں بدل گیا جسکے فرزندوں نے آگے چل کر عالمی سطح پر تبلیغی خدمات سرانجام دیں اور دے رہے ہیں۔ جماعت کے دو ممتاز عالم حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے انتقال پر جماعت میں زبردست خلا پیدا ہو گیا تھا۔ اس خلا کو پُر کرنے اور آئندہ علماء پیدا کرنے کیلئے اس مدرسے کی ضرورت پڑی۔

حقیقۃ الوحی کی تصنیف و اشاعت

15 مارچ 1907 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے دور مسیحیت کی ایک جامع اور ضخیم کتاب ''حقیقۃ الوحی'' تصنیف ہوئی جس کے ساتھ فصیح و بلیغ عربی رسالہ الاستفتاء بھی شامل کیا گیا جس میں فقہائے ملت خیر الانام کو ان آسمانی تائیدات کی طرف توجہ دلائی گئی جو ہر لمحہ آپ کے شامل حال رہیں۔

وقف زندگی کی پہلی تحریک

اب جماعت احمدیہ کا حلقہ تبلیغ روز بروز وسیع ہو رہا تھا اس لئے حضور علیہ السلام نے ستمبر 1907 میں وقف زندگی کی پہلی عام تحریک فرمائی جس میں متعدد نوجوانان احمدیت نے کمال ذوق و شوق سے لبیک کہا۔

آپ کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ

26-27-28 دسمبر 1907ء کو آپکی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں آپ نے دو تقاریر فرمائیں جو نہایت بیش قیمتی ہدایات پر مشتمل تھیں۔ جلسہ کے پہلے دن حضور سیر کیلئے باہر تشریف لائے تو پروانوں کا ہجوم اُمڈ آیا جسے دیکھ کر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بے ساختہ کہا کہ **''لوگ بچارے سچے ہیں کیا کریں۔ تیرہ سو سال بعد ایک نبی کا چہرہ نظر آیا ہے۔''**

آخری سفر لاہور

چشمہ معرفت کی تصنیف اور بعض دوسری مسلسل علمی و دینی مصروفیات کے باعث آپ کی صحت تشویشناک طور پر گر چکی تھی آپ علیہ السلام 27 اپریل 1908 کو لاہور تشریف لے آئے اور احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام فرما ہو کر تقریر و نصائح کا آغاز کر دیا۔ یہ حضور کا آخری سفر تھا جس میں شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب، مسٹر علی صاحب جعفری، پروفیسر کلمٹ ریگ، مسٹر فضل حسین اور بہت سی دوسری نامور شخصیات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپکی زبان مبارک سے مقدس کلمات سننے کی سعادت پائی۔ 17 مئی کو آپ نے ایک پبلک جلسہ میں رؤسائے لاہور کو تبلیغ فرمائی جس سے لوگ ازحد متاثر ہوئے۔ 25 مئی کو حضورؑ نے ایک جلالی تقریر فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ تھے: ''عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی کو آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔'' (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 694، حاشیہ، ایڈیشن 2003 قادیان)

پیغام صلح

قیام لاہور کے دوران حضور علیہ السلام نے ایک رسالہ ''پیغام صلح'' تصنیف فرمایا، جس میں آپ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو اتحاد اور اتفاق سے رہنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔'' (پیغام صلح، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 459)

وصال

حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اس آخری سفر لاہور سے قبل قادیان میں خواب دیکھا کہ: ''میں نیچے اپنے صحن میں ہوں اور گول کمرہ کی طرف جاتی ہوں تو وہاں بہت سے لوگ ہیں جیسے کوئی خاص مجلس ہو۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ دروازے کے پاس آئے اور کہا کہ بی بی جاؤ ابّا سے کہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ تشریف لائے ہیں آپ کو بلاتے ہیں۔ میں اوپر گئی اور دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت تیزی سے لکھ رہے تھے اور ایک خاص کیفیت آپ کے چہرہ پر ہے پُرنور اور پُرجوش، میں نے کہا ابّا مولوی عبدالکریم کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں آپ نے لکھتے لکھتے نظر اٹھائی اور مجھے کہا کہ جاؤ کہو یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔''

(تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 543)

اس آسمانی خبر کے عین مطابق 25 مئی کی شام کو ''پیغام صلح'' کا مضمون ختم ہوا اور اگلے روز صبح نو بجے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ اپنے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت حضور کی عمر تہتر سال کے قریب تھی۔ دن منگل کا تھا اور شمسی تاریخ 26 مئی 1908 تھی جو کہ ایک جدید تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم وصال کا دن بھی تھا۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

❁❁❁

مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا......لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے

''مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو یہاں تک کہ مکے تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے......اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کیلئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے۔ بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تھا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 250)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام عشق الٰہی، عشق قرآن اور عشق رسولؐ کے آئینہ میں

(سید سعید الدین احمد، مبلغ سلسلہ، دفتر ہفت روزہ اخبار بدر)

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب جب دنیا میں گمراہی اور تاریکی کا زور ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی اصلاح اور راہنمائی کیلئے اپنا جانشین مبعوث فرماتا ہے جو لوگوں کی اصلاح کرتا ہے اور اپنے عملی نمونہ سے لوگوں کو ازسرنو صحیح راستہ کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور پھر اس آخری دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو بھیجا۔

جب ہم مصلح آخر الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آپؑ کے بے شمار اخلاق فاضلہ نظر آتے ہیں، لیکن ان میں سے سب سے اہم وہ تین خلق ہیں جو حقیقی معنوں میں بنی نوع کی اصلاح اور مقصد پیدائش کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یعنی اوّل خالق حقیقی سے محبت یعنی عشق الٰہی، دوم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے محبت یعنی عشق قرآن اور سوم اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت یعنی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؑ کی سیرت کے یہ تین عظیم خلق ایسے نمایاں ہیں کہ آپکی ہر تقریر و تحریر ہر قول و فعل ہر حرکت و سکون اسی عشق و محبت کے جذبہ سے لبریز پائے جاتے ہیں اور یہ عشق اس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا کہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض عبادت بیان فرمائی۔ لہٰذا جب انسان اپنی پیدائش کے مقصد کے حصول کیلئے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اُس کو اِس عبادت میں ایک لذّت اور سرور آتا ہے نیز آہستہ آہستہ اس عبادت کے نتیجہ میں خالق اور مخلوق کے درمیان باہمی تعلق مضبوط ہو جاتا ہے اس کیفیت کو دوسرے لفظوں میں عشق الٰہی بھی کہا جاتا ہے۔

گزشتہ تمام انبیاء کی طرح جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام میں عشق الٰہی کا خُلق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کیا بچپن کیا جوانی اور کیا بوڑھاپا غرضیکہ زندگی کے ہر دور میں یہ عظیم خلق آپ میں نمایاں نظر آتا ہے، آپؑ کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا غرضیکہ ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکی محبت کے حصول کیلئے ہی تھا۔

حضور علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''حقیقی زندگی وصالِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی زندگی عین نجات ہے اور وہ بجز عشق الٰہی اور وصال حضرتِ عزّت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔'' (چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 366)

یہی وجہ ہے کہ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کے عشق الٰہی کا ایک عجیب عالم تھا۔ آپؑ اکثر ذکر الٰہی اور قرآن شریف کے مطالعہ اور نوافل میں ہی مصروف رہتے۔ تعلق باللہ کا تو یہ عالم تھا کہ اسکی خاطر جوانی کے عالم میں جبکہ انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے کمال پر ہوتی ہے، اپنی نوکری کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپؑ کے والد صاحب نے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ آپؑ کو کہلا بھیجا کہ آجکل ایسا بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ اس پر اس سکھ زمیندار نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؑ کے والد صاحب کا یہ پیغام پہنچایا اور تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقع ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلا توقف جواب میں فرمایا کہ والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر ''میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں'' (سیرۃ المہدی، جلد 1، حصہ اول، صفحہ 43) یہ سکھ زمیندار واپس آپؑ کے والد صاحب کی خدمت میں حیران و پریشان حاضر ہوا اور سارا معاملہ بیان کیا۔ اس پر آپؑ کے والد صاحب، جن کی طبیعت بڑی نکتہ شناش تھی کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ ''اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں! تو پھر خیر ہے اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا۔'' اور اس کے بعد آپ علیہ السلام کے والد صاحب کبھی کبھی بڑی حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ ''سچا رستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے۔ ہم تو دنیاداری میں الجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔'' (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ، صفحہ نمبر 3 تا 4)

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک بڑے افسر رئیس نے آپؑ کے والد صاحب سے پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے، مگر میں نے اُسے کبھی دیکھا نہیں۔ اس پر آپؑ کے والد صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے اگر اسے دیکھنا ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں جا کر دیکھ لیں وہ تو مسیتڑ ہے اور اکثر مسجد میں ہی رہتا ہے اور دنیا کے کاموں میں اُسے کوئی دلچسپی نہیں۔ (سیرت المہدی، جلد 1، حصہ دوم، صفحہ 367)

آپ علیہ السلام کے والد صاحب شفقت پدری اور دُنیا کے ظاہری حالات کے ماتحت آپؑ کے بارے میں اکثر فکرمند رہتے تھے کہ میرے بعد اس بچے کا کیا ہوگا؟ لیکن اسلام کا خدا بڑا وفادار اور بڑا قدر شناس ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس نوکر کو جس نے اپنی جوانی میں اس کا دامن پکڑا تھا اس عظیم الشان الہام کے ذریعے تسلی دی کہ ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' یعنی اے میرے بندے تو کس فکر میں ہے؟ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ (تذکرہ، صفحہ 20)

اس الہام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا تھا؟ اور فرماتے تھے کہ اسکے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ مَیں ان کا شمار کر سکوں۔ (روحانی خزائن، جلد 13، کتاب البریہ 194 مفہوماً)

آپ علیہ السلام کے ان دلی جذبات کا اظہار آپؑ کے اس ایک شعر سے ہوتا ہے ؎

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثل طفل شیر خوار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر عشق تھا کہ سوتے ہوئے بھی آپ کے لبوں پر سبحان اللہ کے الفاظ ہوتے تھے۔ (سیرت المہدی، جلد 1، حصہ اول، صفحہ 287)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تب بھی آپ کی زبانِ مبارک سے جو کلمات نکلے وہ ''اللہ میرے پیارے اللہ'' ہی کے الفاظ تھے۔ (سلسلہ احمدیہ، جلد اول، صفحہ 177) اور آپ اس قدر اطمینان کی کیفیت میں تھے جیسے ایک

میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں

میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں

''اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا۔

لمبے سفر کے بعد ایک مسافر اپنی منزل مقصود کو دیکھ لیتا ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اگر کسی بات سے آپ کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا اندازا لگایا جاسکتا ہے تو وہ تنہائی میں لکھے ہوئے نوٹ بُک کے ایک صفحے پر آپؑ کے وہ الفاظ ہیں جو آپ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے۔ اس نوٹ کا ہر ایک لفظ اس محبت کو جو آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کیلئے تھی کھول کھول کر بیان کر رہا ہے۔ یہ تنہائی کے ان لمحات میں لکھے ہوئے الفاظ ہیں کہ جب ایک بندہ اپنے رب کے ساتھ اکیلے میں باتیں کرتا ہے، جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کے اور اسکے رب کے ساتھ اور تیسرا کوئی نہیں تو وہ اپنے الفاظ میں اس طاقت کو تلاش کرتا ہے کہ ان میں اس محبت کو بیان کیا جاسکے جو اس کے دل کی گہرائیوں میں بستی ہے۔ اس کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ میرے دل کی حالت کو میرے رب سے زیادہ کون جانتا ہے؟ مگر پھر بھی وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ کسی طرح اس محبت کو الفاظ کی شکل دے کر خود بھی اپنی اس کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ ایسے ہی کسی وقت میں لکھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ پکار پکار کر بیان کرتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے کس قدر عشق تھا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس نوٹ میں لکھا ہے کہ:

''او میرے مولیٰ! میرے پیارے مالک! میرے محبوب! میرے معشوق خدا! دنیا کہتی ہے تُو کافر ہے۔ مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے؟ اگر ہو تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن مَیں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہوجاتے ہیں۔ جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا کہ میں کس حال میں ہوں اس وقت تو مجھے جگاتا ہے اور محبت سے پیار سے فرماتا ہے کہ غم نہ کھا۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے پھر میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔''

(انوار العلوم، جلد 1، صفحہ 375 تا 376)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں خدا کی محبت اتنی رچی تھی ہوئی اور اس کا اتنا غلبہ تھا کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی اور آپ علیہ السلام اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل نمونہ تھے کہ ''اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ'' (ابوداؤد، کتاب السنۃ) یعنی سچے مومن کی ہر محبت اور ہر ناراضگی خدا کی محبت اور خدا کی ناراضگی کے تابع اور اسی کے واسطے سے ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خالق حقیقی سے محبت اور غیرت پر ناز تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سن 1904 میں جب آپؑ کو مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپؑ کے قید کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپ اس وقت ناسازی طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی جوش کے ساتھ اُٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!

(سیرۃ المہدی، جلد 1، حصہ اول، صفحہ 86)

چنانچہ آپ علیہ السلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اَے روبۂ زار و نزار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اَے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

مخالفین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پریشان کرنے اور آپ کے مشن میں روک ڈالنے کی غرض سے مختلف قسم کی تکالیف آپکو دیں جن میں فوجداری اور اقدام قتل کے مقدمات بھی شامل تھے، لیکن دیکھیں کہ آپ کو کس قدر اپنے پیارے اللہ تعالیٰ سے محبت کے نتیجہ میں یقین حاصل تھا کہ وہ آپ کو تمام مشکلات اور پریشانیوں سے باہر نکال لائے گا۔

1897ء کا واقعہ ہے کہ آپ علیہ السلام پر مخالفین نے مارٹن کلارک کے قتل کے منصوبہ کا الزام لگاتے ہوئے آپ پر فوجداری مقدمہ کر دیا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے منصوبوں کو کامیاب نہ ہونے دیا اور قبل از وقت ہی آپ کو اس مقدمہ سے بریت کی خبر دے دی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے خبر دیدی تھی اور ہم تو اسکی تائید اور نصرت کا انتظار ہی کر رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے آغاز پر ہم خوش ہیں اور اس کے انجام بخیر ہونے پر یقین رکھتے ہیں ہمارے دوستوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔''

(کتاب البریہ، طبع اوّل، صفحہ 237)

آپ علیہ السلام کو اپنے خالق حقیقی سے جتنی محبت تھی اسی قدر خدا تعالیٰ نے بھی آپ علیہ السلام کو نوازا اور اس محبت کی قدر شناسی بھی فرمائی۔ اکثر اوقات خدا تعالیٰ آپ علیہ السلام سے ہمکلام ہوتا تھا اور آپؑ پر بارش کی طرح الہامات نازل فرماتا رہا۔ ان میں بے شمار ایسے ہیں جو پیشگوئیوں کا رنگ رکھتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں الہامات کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ پیشگوئیاں اپنے وقت میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوری ہیں۔

آپ کو اس بات پر بھی پختہ اور کامل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ آپؑ کو خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر پورا یقین تھا اور آپ یہ ایمان رکھتے تھے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے خدا تعالیٰ کی بات نہیں ٹل سکتی۔ اس بات کا اپنے تو اپنے غیر بھی اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک انگریزی اخبار ''پائنیر'' نے آپ کی وفات کے وقت آپ کے بارہ میں لکھا کہ:

''مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ ان کو ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد اول، صفحہ 255)

آپ علیہ السلام کے دل میں خدا تعالیٰ سے محبت کی آگ اس قدر موجزن تھی کہ اس کے مقابل پر دوسری تمام محبتیں ہیچ تھیں اور پھر یہ ایک عجیب نظارہ ہے کہ جوں جوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُنیا سے اپنا منہ موڑا خدا تعالیٰ نے دونوں جہاں کی نعمتیں آپؑ کی جھولی میں ڈال دیں۔ مگر آپ کی نظر میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے بالمقابل ہر دوسری نعمت ہیچ تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب قرآن مجید جس کو کلام اللہ کا مقام و مرتبہ حاصل ہے اور جو بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے بطور آخری شریعت دنیا میں نازل ہوا، اس سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو والہانہ عشق و محبت تھا۔ قرآن کریم کے ساتھ عشق و محبت اور تعظیم و تکریم کے انوکھے اسلوب آپ علیہ السلام نے اپنائے اور بنی نوع انسان کو سکھائے۔ قرآن مجید سے محبت کا جو طریق آپ نے اپنایا اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے قرآن کو اپنے دل میں اُتارا اور اپنے متبعین کے سینوں میں داخل کیا۔ اسکی عظمت وجلال کو اغیار پر ایسا قائم کیا کہ ان پر ہیبت طاری ہوگئی اور اس کتاب کی حقانیت اور اس کی عظمت کو دیگر تمام کتب سماوی کے مقابلہ پر ثابت کر دکھایا اور اس کیلئے مخالفین کو مقابلہ کیلئے بھی بلایا۔ قرآن مجید سے عشق و محبت اور یہ انداز دفاع اور کہیں نظر نہیں آتا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

یعنی قرآن کی خوبیاں تو ظاہر وعیاں ہیں، مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ ہے جسے بار بار چومنے اور اس کے گرد طواف کرنے کیلئے میرا دل بے چین رہتا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر آپ علیہ السلام قرآن مجید کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اس کو مانتے ہیں میں اس کو سن رہا ہوں اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ←

جمال وحسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اسی طرح ایک اور جگہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف ونکات، اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرمادیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اُسکی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کررہا ہے۔ اور بلند آواز سے **ھَلْ مِن معارض** کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق حقائق اُس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اُسکے دقائق تو بحرِ زخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ، حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 662، 663 حاشیہ 11)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق قرآن کے نظارے ہمیں آپ کی درجنوں کتب کے علاوہ بلند پایہ منظوم کلام میں بھی نظر آتے ہیں۔ یہ خوبصورت جھلکیاں ہم آپ کے اقوال میں بھی دیکھ سکتے ہیں اور آپ کے کردار میں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ آپ علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"مَیں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ مَیں دنیاداری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ مَیں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا۔"

(سناتن دھرم، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 474)

قرآن کریم پر تفکر وتدبر کی عادت گویا آپ علیہ السلام کی فطرت ثانیہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"آپ کے مشاغل بجز عبادت وذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔ آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی۔ اسی تلاوت اور پُرغور مطالعہ نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کیلئے ایک جوش پیدا کردیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآن کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔" (حیات احمد، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 172 تا 173)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جارہے تھے اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔"

(سیرت طیبہ صفحہ نمبر 11 اور 12، بحوالہ سیرۃ المہدی، جلد 1، حصہ دوم، صفحہ 395)

آپ علیہ السلام کو قرآن مجید سے اس قدر عشق ومحبت تھا کہ تلاوت قرآن کریم کے سننے سے ہی آپ کو سردرد سے افاقہ ہوجاتا۔ چنانچہ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جس شب کو عشاء کے قریب حسین کامی سفیر روم قادیان آیا اس دن نماز مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ کو دورانِ سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہوگئے تو آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہوگیا۔"

(سیرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ نمبر 439)

پھر قرآن مجید سے صرف محبت ہی نہیں بلکہ اس کی خدمت کا جذبہ اور جوش آپ علیہ السلام میں موجزن تھا۔ ایک طرف جہاں آپ علیہ السلام نے عمر بھر قرآن مجید سے عشق کا اظہار اپنے عمل سے کر کے دکھایا وہیں دوسری طرف آپ خدمت قرآن پر ہمیشہ کمربستہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام بار بار اپنے ماننے والوں کو خدمت قرآن کی نصیحت فرماتے رہے اور ان لوگوں میں یہ جذبہ پیدا کرنے کی آپ کے اندر ایک تڑپ تھی۔ جیسا کہ آپ اپنے ایک فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے بے خبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یعنی اے بےخبر قرآن کریم کی خدمت کیلئے کمربستہ ہوجا قبل اس کے کہ یہ پکار سنائی دے کہ فلاں شخص اب دنیا میں نہیں رہا۔ غرض آپ علیہ السلام کی یہ دلی خواہش تھی کہ آپ کے ماننے والے قرآن مجید کی خدمت پر کاربند ہوجائیں اور قرآن مجید کے ساتھ وہ محبت اور پیار کریں جو کسی اور نے نہ کیا ہو اور عشق ومحبت کے وہ اسلوب اپنائیں جن کا نمونہ آپ نے دکھایا۔

یوں امت محمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے بے شمار قرآن کریم سے محبت کرنے والے اور قرآن کریم کی تفاسیر لکھنے والے پیدا ہوتے رہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا عاشق قرآن اور کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن کریم کے حسن واحسان کے جلوے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی رحمانیت کے تابع آپ پر ظاہر فرمائے اور پوشیدہ حقائق ومعارف پر اطلاع بخشی ہے۔

آپ علیہ السلام نے متعدد دفعہ اپنی تحریرات اور تقاریر میں اپنے خداداد علوم قرآنی کو علماء اسلام کے سامنے بطور اپنی صداقت پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ حضور علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ چار نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۲) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (ضرورت الامام، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 496)

سورۃ فاتحہ کی جو تفسیر آپ نے فرمائی اور اُس کے اچھوتے حقائق اور معارف آپ نے ظاہر فرمائے، 14 سو سال میں اُس کی کہیں نظیر نہیں مل سکتی۔ اِس بارہ میں اس چیلنج کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حضور علیہ السلام نے جولائی 1900ء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو دیا تھا کہ لاہور میں ایک جلسہ کرکے اور قرعہ اندازی کے ذریعہ قرآن کریم کی چالیس آیات لے کر اُس کے حقائق ومعارف، فصیح و بلیغ عربی میں سات گھنٹے کے اندر لکھنے کیلئے تیار ہوجائیں۔ موصوف نے اس دعوتِ مقابلہ کو تو قبول نہیں کیا البتہ بغیر اطلاع لاہور پہنچ کر مباحثہ کی شرط رکھ دی اور واپس جاکر شور مچادیا کہ خود دعوت دینے والے لاہور نہیں پہنچے اور بھاگ

ہے اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کیلئے یہ خوب موقعہ ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کرسکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اس کے حوالہ کردوں گا یا جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔" (آئینہ کمالات اسلام، رُوحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 275)

گئے وغیرہ۔

حضور علیہ السلام نے ان کے دھوکہ اور میدانِ مقابلہ سے فرار کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ گھر بیٹھے تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی کہ 15 ردسمبر 1900ء سے لیکر ستّر (70) دِن تک فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھیں، بے شک عرب اور عجم کے علماء کی مدد حاصل کر لیں۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب اُن کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت وفصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو میں پانچ سو روپیہ نقد اُن کو انعام دونگا اور تمام اپنی کتب جلا دوں گا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اِس مدت تک یعنی 70 روز تک وہ کچھ بھی نہ لکھ سکے تو مجھے ایسے لوگوں کی بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش۔ صرف یہی دکھلاؤں گا کہ انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا۔

پھر اس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص تائید سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدت معینہ کے اندر 23 رفروری 1901ء کو 'اعجاز المسیح' کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع فرما دی جبکہ پیر مہر علی شاہ کو گھر بیٹھ کر بھی بالمقابل تفسیر لکھنے کی توفیق نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے شکست کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی جہالت اور کذب پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

نیز آپ علیہ السلام نے اپنے خدا داد علوم قرآنی کو بار ہا علماء اسلام کے سامنے بطور اپنی صداقت پیش فرمایا ہے۔ اس کی ایک نظیر آپ کی کتاب انجام آتھم میں بھی ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر مَیں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 304)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے حقائق ومعارف کا ایک خزانہ کھول دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے قرآن کریم کی حقیقت کو جس رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جو کچھ آپ نے اس کی شان بلند کے اظہار میں سعی کی ہے وہ واقعی میں خراج تحسین کے قابل ہے۔ اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی بار ہا آپکی اس خدمت کا اظہار کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جیسے حدیث شریف میں مسیح موعود کے متعلق آیا ہے کہ وہ قرآن (ایمان) کو ثریا سے لائے گا اس کا ایک پُر کیف نظارہ دنیا نے آپکے وجود میں ہی دیکھا۔

اسکے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک اور بے مثال اور بے نظیر خلق عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ عشق رسول ﷺ آپ علیہ السلام کی روح کی غذا تھا، اسی سے آپ کی ذات کا خمیر اٹھایا گیا اور اسی میں ہر دم فنا رہتے ہوئے آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ بسر ہوا۔ عشق رسول کے میدان میں بھی آپ علیہ السلام کا عدیم المثال مقام تھا۔ جیسا کہ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کُفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

رسول کریم ﷺ سے آپ علیہ السلام کی محبت کی مثال ایسی ہے کہ دنیا کے کسی انسان نے کسی دوسرے انسان سے ایسی محبت نہیں کی جیسے اس عاشق رسول ﷺ نے کی اور اسکی ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ کہ آپؑ دل سے یہ یقین رکھتے تھے اور آپ کو یہ دکھایا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بغیر محبوب حقیقی کے وصال کا خیال، خیالِ خام ہے اور آپ ذاتی مشاہدہ سے جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ مظہر اتم الوہیت اور جامع کمالاتِ انسانی ہیں اور حسن واحسان میں اور خوبی اور محبوبی اور دلبری اور ناز میں مخلوقات میں سے کوئی اس محبوبِ خدا کا ہم پلہ اور شریک نہیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

از بنی آدم فزوں تر در جمال
و از لآلے پاک تر در گوہرے

آپ ﷺ حسن وجمال میں تمام بنی آدم سے بڑھ کر ہیں اور چمک دمک اور آب وتاب میں ہر موتی سے بڑھ کر۔ آپ علیہ السلام یہ یقینی طور پر جانتے تھے کہ جتنا احسان بنی نوع انسان پر آنحضور ﷺ کا ہے کسی دوسرے نبی کا نہیں۔

سچے عاشق کی ایک نشانی یہ ہے کہ عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کے ذکر میں رطب اللسان رہتا ہے۔ آپ علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان کا جو عرفان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اس نے آپ کے قلب اطہر کو کچھ اس طرح عشق رسول ﷺ کی آماجگاہ بنا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی یاد میں آپ کے شب وروز بسر ہوتے اور اسی محبوب پر درود وسلام پڑھنا آپ کا دن رات کا وظیفہ تھا۔ ایک بار کسی نے آپؑ سے دریافت کیا کہ درود شریف کس قدر پڑھنا چاہئے؟ دیکھیں کیا ہی خوب جواب ارشاد فرمایا نے: ''تب تک پڑھنا چاہئے کہ زبان تر ہو جائے۔'' (سیرت المہدی، حصہ 4، صفحہ 156)

نیز درود شریف کے حوالہ سے اپنے ایک تجربہ کا ذکر آپ علیہ السلام ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔'' (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 598)

آپ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں فرماتے ہیں:

جسمي يطير اليك من شوقٍ علا
ياليت كانت قوة الطيران

یعنی اے میرے محبوب! میری روح تو کب کی تیری ہو چکی۔ اب تو میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی بے تاب تمنا رکھتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی!

آپؑ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

انسان کی تحریرات اس کی دلی جذبات کی بہترین ترجمان ہوتی ہیں۔ آپ علیہ السلام کی روح پرور اور عارفانہ تحریرات میں سے چند نمونے پیش ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا ومطاع محمد عربی ﷺ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید ومولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 160)

عشق حقیقی تو مشک کی طرح ہوتا ہے جو چھپائے سے بھی چھپ نہیں سکتا۔ ہر شخص اس کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ

میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے

اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں

اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ←

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو سچا عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ ملاء اعلیٰ نے اس کی گواہی دی۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیاء دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا ھٰذا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُولَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 598)

غیروں کی گواہی کے سلسلہ میں بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی کا بیان ہے کہ وہ 1918 میں قادیان گئے اور ایک ہندو لالہ بڈھامل یا غالباً لالہ ملاوامل سے جن کا ذکر آپ علیہ السلام کی کتب میں کثرت سے آتا ہے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل عمر میں دیکھا، آپ نے انہیں کیسا پایا۔ ان کا جواب تھا:

’’میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔‘‘ (سیرت المہدی، حصہ سوم، صفحہ 19)

اسی طرح مشہور مصنف علامہ نیاز احمد خاں نیاز فتح پوری نے آپ علیہ السلام کے عشق رسول کے بارہ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ ’’وہ صحیح معنی میں عاشقِ رسول تھے۔‘‘ (نگار، جولائی 1960، بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد سوم، صفحہ 580)

خاکسار اپنے اس مضمون کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس کے ساتھ اختتام کرے گا جس میں آپ علیہ السلام نے بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا ہے اور انہیں حقیقی دین کی نشان دہی کی ہے اور انہیں نجات کا راستہ بتایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اَے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔‘‘ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 141)

خدا تعالیٰ کے اس حقیقی عاشق کی سیرت کے بے شمار پہلوؤں میں سے ان تین اہم اور عظیم الشان پہلوؤں پر غور کریں اور اس محبت اور تڑپ کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں جو آپ کی سیرت کی تہہ میں پنہاں ہے۔ ہم یقیناً اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر بھی اندازہ ہم اپنے اپنے ظرف کے مطابق کریں گے اسکے نتیجہ میں لازماً ہماری روحانیت میں علیٰ قدر مراتب غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی نیز غیر معمولی روشنی پیدا ہوگی اور ہم اپنے پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کرے کہ ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ ہمیش آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں بن کر رہیں۔ آمین!

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے کسی رشتہ دار کی عیادت کے لئے آتے تو اپنا دایاں ہاتھ اس کے سر پر پھیرتے اور یہ دُعا کرتے۔ اے میرے اللہ! جو لوگوں کا ربّ ہے اس بیماری کو دُور کر دے اور اسے شفاء دے کہ تُو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے سوا کوئی اور شفاء نہیں۔ تو اسے ایسی شفاء دے جو بیماری کا کچھ بھی اثر نہ چھوڑے۔ (مسلم کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض)

ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔ (آئینہ کمالات، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 254، حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں

(محمد عارف ربانی، مبلغ سلسلہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح آخر الزماں و مہدی دوراں کی صداقت کی ایک اہم اور عظیم الشان دلیل جو کہ بذات خود بھی سینکڑوں بلکہ ہزاروں دلائل پر مشتمل ہے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نہایت کثرت سے غیب کی خبروں پر مطلع فرمایا جس سے روز روشن کی طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مرسل اور فرستادہ تھے۔

قرآن مجید سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جس شخص کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملے اور اس پر وحی مصفّٰی بارش کی طرح برسے اور روشن نشان اس کو دیئے جائیں اور عظیم الشان امور سے قبل از وقت اسے آگاہ کیا جاوے وہ اللہ تعالیٰ کا مامور ہوتا ہے۔ بائبل میں بھی آتا ہے کہ جھوٹے نبی کی علامت یہ ہے کہ جو بات وہ اللہ کی طرف سے کہے وہ پوری نہ ہو۔

(استثناء، باب 18، آیت 22، بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور، مطبوعہ 1994ء)

اس معیار کے مطابق جب ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو آپ کی سچائی روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اس کثرت اور تواتر کے ساتھ غیب کی خبریں ظاہر کیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کی پیشگوئیوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ جو پیشگوئیاں آپ نے کیں اُنہیں ہم موٹے طور پر دو حصّوں میں منقسم کر سکتے ہیں۔ ایک انذاری اور دوسرے تبشیری۔ سنت انبیاء و مامورین کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں بھی دونوں پہلو بڑی عظمت اور شان سے نمایاں ہیں۔ یعنی آپؑ کی پیشگوئیاں انذاری بھی ہیں اور تبشیری بھی۔ ذیل میں آپؑ کی کچھ انذاری پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں طاعون پھیلنے کے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کی گئی اس پیشگوئی کا پس منظر یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق 1894 میں رمضان کی تیرہ تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن ہوا تو اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کو بتایا گیا کہ اگر لوگوں نے اس نشان سے فائدہ نہ اٹھایا اور تجھے قبول نہ کیا تو ان پر ایک عام عذاب نازل ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وحاصل الکلام ان الکسوف والخسوف اٰیتان مخوفتان و اذا اجتمعا فھو تحدید شدید من الرحمٰن واشارۃ الی ان العذاب قد تقرر و اُکد من اللہ لاھل العدوان“ (نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 232)

یعنی کسوف وخسوف اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو ڈرانے والے نشان ہیں اور جب اس طرح جمع ہو جائیں جس طرح اب جمع ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید تنبیہ ہوتی ہے اور اشارہ ہوتا ہے کہ عذاب مقرر ہو چکا ہے ان لوگوں کیلئے جو سرکشی سے باز نہ آویں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے آپؑ کے دل میں تحریک کی کہ آپؑ ایک وباء کیلئے دعا کریں، چنانچہ آپ اپنے ایک عربی قصیدے میں فرماتے ہیں۔

فلما طغی الفسق المبید بسیلہ
تمنّیت لو کان الوباء المتبر
فان ھلاك الناس عند اولی النھی
احب و اولیٰ من ضلال یدمر

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 303)

یعنی جب ہلاک کر دینے والا فسق ایک طوفان کی طرح بڑھ گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کاش ایک وبا پڑے جو لوگوں کو ہلاک کر دے۔ کیوں کہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا مر جانا اس سے زیادہ پسندیدہ اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ تباہ کر دینے والی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں۔

6 فروری 1898ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ ”خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ”یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔“ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارہ میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ یعنی جب تک دلوں کی وبا اور معصیّت دور نہ ہو تب تک ظاہری وباء بھی دور نہیں ہوگی۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 361)

اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے آپؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا اور لوگوں کو اس وبا یعنی طاعون سے بچنے کیلئے حفظ ماتقدم کے طور پر صحت کے اصولوں کو اپنانے کی نصیحت فرمائی۔ اس اشتہار کا نکلنا تھا کہ مکذبین اور مکفرین کو استہزا کا ایک موقع ہاتھ آ گیا کیونکہ جس وقت حضورؑ نے اشتہار شائع فرمایا اس وقت پنجاب میں طاعون کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اخبارات نے بھی ہنسی اڑائی۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے جو اس وقت لاہور کے چوٹی کے اخبارات میں شمار ہوتا تھا لکھا کہ مرزا اسی طرح لوگوں کو ڈرایا کرتا ہے۔ دیکھ لینا۔ خود اسی کو طاعون ہوگا۔

اب جبکہ ملک میں طاعون پھوٹ پڑا اور کہیں کہیں اس سے موتیں ہونا شروع ہوگئیں تو حضورؑ نے از راہ ہمدردی پھر ایک اشتہار ”طاعون“ کے عنوان سے شائع فرمایا۔ جس میں 26 فروری 1898ء کی پیشگوئی کو یاد دلانے کے بعد لکھا:

”سو اے عزیزو! اس غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ، تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بلا جو بہت نزدیک آ گئی ہے۔ خدا اس کو نابود کرے۔ اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی ہے اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے۔“

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو، ایک بھی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں ......جب یہ بلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستبازوں کے وجود سے خالی ہے۔ تب اس شہر سے جلد نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 402، اشتہار 17 مارچ 1901ء)

جب آپؑ کے بار بار متنبہ کرنے کے باوجود لوگوں نے توبہ نہ کی اور ہنسی اور تمسخر سے باز نہ آئے تو بالآخر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا تھا اگلے ہی جاڑے میں جالندھر اور ہوشیار پور کے اضلاع میں طاعون کی بیماری پھوٹ

تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے

ملائکہ اور روح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں ....وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ (فتح اسلام، رُ.خ.ج.3، صفحہ 12، حاشیہ)

پڑی اور یہ بیماری اس قدر پڑی کہ گورنمنٹ کو اسکی روک تھام کیلئے انتظام کرنا مشکل ہو گیا۔ قادیان میں بھی انسداد طاعون کیلئے ایک جلسہ کیا گیا جس میں گورنمنٹ کی احتیاطی تدابیر کو سراہا گیا۔ طاعون زدہ مریضوں کے لئے حضور نے ایک دوائی تیار فرمائی جس کا نام ’’تریاق الٰہی‘‘ رکھا اور طاعون کی گلٹی اور زخم پر لگانے کیلئے ایک دوا تیار فرمائی جس کا نام ’’مرہم عیسیٰ‘‘ رکھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس طاعون کی ہولناکیوں اور پھر حضورؑ کی اس پیشگوئی کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’طاعون کی ابتداء گو بمبئی سے ہوئی تھی اور قیاس چاہتا تھا کہ وہیں اس کا دورہ سخت ہونا چاہئے مگر وہ تو پیچھے رہ گیا اور پنجاب میں طاعون نے اپنا ڈیرہ لگا لیا اور اس سختی سے حملہ کیا کہ بعض دفعہ ایک ایک ہفتے میں تیس تیس ہزار آدمیوں کی موت ہوئی اور ایک ایک سال میں کئی کئی لاکھ آدمی مر گئے۔ سینکڑوں ڈاکٹر مقرر کئے گئے اور بیسیوں قسم کے علاج نکالے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ہر سال طاعون مزید شدت اور سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئی اور گورنمنٹ منہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی اور بہت سے لوگوں کے دلوں نے محسوس کیا کہ یہ عذاب مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں نے اس قہری نشان کو دیکھ کر صداقت کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائے اور اس وقت تک طاعون کے زور میں کمی نہ ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو نہ بتایا کہ طاعون چلی گئی بخار رہ گیا۔ اس کے بعد طاعون کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا اور برابر کم ہوتی چلی گئی...... میرے نزدیک یہ پیشگوئی ایسی واضح اور مؤمن و کافر سے اپنی صداقت کا اقرار کرانے والی ہے کہ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص ضد کرتا ہے تو اس کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔‘‘ (دعوۃ الامیر، صفحہ 311، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انذاری پیشگوئیوں میں زلزلوں کی پیشگوئیاں بھی کی ہیں۔ ایک زلزلہ جو پنجاب میں 4 اپریل 1905ء کو آیا اور اس کے ذریعہ سے کل ادیان کے پیروؤں پر صداقت اسلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حجت قائم ہوئی، اسکے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ الہام شائع کئے تھے۔ ’’زلزلہ کا دھکا‘‘ **عفت الدّیار محلھا و مقامھا**۔ (روحانی خزائن، جلد 21، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 248)

یعنی ایک خطرناک زلزلہ آئے گا جس سے لوگوں کی مستقل سکونت کے مکانات بھی تباہ ہو جائیں گے اور عارضی سکونت کے کیمپ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اسکے بعد جب زلزلہ موعودہ کے دن قریب آ گئے تو آپؑ نے ایک اشتہار ’’الوصیت‘‘ کے عنوان سے شائع فرمایا جس میں لکھا کہ: ’’اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ میں نے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** کہ میں بیدار ہو گیا اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے، میں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا۔ دوستو! اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آ گیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 515، اشتہار ’’الوصیت‘‘ 27 فروری 1905ء)

چنانچہ حضورؑ کی اس پیشگوئی کے بعد 4 اپریل 1905ء کو کانگڑہ (پنجاب) میں وہ ہیبت ناک زلزلہ آیا جس نے دنیا کے سامنے ایک قیامت کا نمونہ پیش کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ’’کانگڑے کی آتش فشاں پہاڑی جو مدتوں سے بالکل بے ضرر چلی آتی تھی......اور جسکے متعلق علم طبقات الارض کے ماہروں کا خیال تھا کہ اپنی قوت انفجار کو ضائع کر چکی ہے اور اس سے کسی تباہی کا خطرہ نہیں رہا ہے اور جسکے ارد گرد سینکڑوں سال پہلے کے بنے ہوئے بڑے بڑے قیمتی مندر موجود تھے اور ہزاروں آدمی جن کی زیارت کیلئے جاتے رہتے تھے۔ اس نا قابل اندیشہ پہاڑی کو صاحب قدرت و جبروت ہستی کی طرف سے حکم پہنچا کہ وہ اپنے اندر ایک نیا جوش پیدا کرے اور اسکے مامور کی صداقت پر گواہی دے۔

الہام میں جیسا کہ اس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے ایسی جگہ زلزلے کے سب سے زیادہ تباہ کن ہونے کی خبر دی گئی ہے جہاں ایسے مکانات کثرت سے ہوں جو عارضی سکونت کیلئے ہوتے ہیں اور ایسے مکانات یا تو سرائیں اور ہوٹل ہوتے ہیں یا کیمپ کی فوجی بارکیں جن میں فوجیں آتی جاتی رہتی ہیں اور جو مستقل سکونت کیلئے نہیں ہوتیں۔

ان الہامات کے شائع کرنے کے ایک عرصہ بعد جبکہ کسی کو وہم وگمان بھی نہیں تھا، کانگڑے کی خاموش پہاڑی جنبش میں آئی اور 4/اپریل 1905ء کی صبح کے وقت جبکہ لوگ نمازوں سے فارغ ہوئے ہی تھے اس نے سینکڑوں میل تک زمین کو ہلا دیا۔ کانگڑہ اور اسکے مندر اور اس کی سرائیں برباد ہو گئیں آٹھ میل پر دھرم سالہ کی چھاؤنی تھی اس کی بیرکیں زمین کے ساتھ مل گئیں اور ان کوٹھیوں کی جو موسم گرما میں انگریزوں کی سکونت کیلئے تھیں اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ ڈلہوزی اور بکلوہ کی چھاؤنیوں کی عمارتیں بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ دیگر شہروں اور دیہات کو بھی سخت صدمہ پہنچا اور بیس 20 ہزار آدمی اس زلزلے سے موت کا شکار ہوئے۔ طبقات الارض کے ماہر حیران رہ گئے کہ اس زلزلے کا کیا باعث تھا مگر وہ کیا جانتے تھے کہ اس زلزلے کا باعث حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب تھی اور اس کی غرض لوگوں کو اس کے دعوے کی طرف توجہ دلانی تھی۔ وہ اس کا باعث زمین کے نیچے تلاش کر رہے تھے مگر درحقیقت اس کا باعث زمین کے اوپر تھا اور کانگڑے کی خاموش شدہ آتش فشاں پہاڑی اپنے ربّ کا حکم پورا کر رہی تھی۔ اس زلزلے کے علاوہ آپ نے اور بہت سے زلزلوں کی خبر دی جو اپنے وقت پر آئے اور بعض ابھی آئیں گے۔ (دعوت الامیر، صفحہ 314 تا 315، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی ساری دنیا کیلئے حجت ہوئی۔ یہ پیشگوئی 1905ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس زلزلہ یعنی جنگ عظیم کی کسی قدر تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک اردو نظم میں بیان فرمائی جسکے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کشفی رنگ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو آنے والی جنگ عظیم کا نقشہ دکھا دیا تھا۔

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہو گا وہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کریگا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی و بردبار

اسی نظم کے حاشیے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہء قیامت ہوگا۔ بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہئے۔ جسکی طرف سورۃ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا اشارہ کرتی ہے لیکن میں

مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے

مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے، جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کیلئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُنکے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کیلئے دیئے گئے ہیں۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 11، حاشیہ)

ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے،جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں،مَیں کاذب ٹھہروں گا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ،روحانی خزائن ، جلد21،صفحہ151)

اسکے علاوہ بھی آپؑ کو اور الہامات ہوئے جو واضح طور پر جنگ عظیم کی طرف اشارہ کرتے تھے۔چانچہ ایک یہ الہام بھی تھا ’’کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں (تذکرہ،صفحہ616،ایڈیشن چہارم) نیز یہ بھی آپؑ نے لکھا کہ یہ سب کچھ سولہ سال کے عرصہ میں ہوگا۔اور آپؑ کو ایک الہام بھی ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ زلزلہ آپؑ کی زندگی میں آئے گا۔مگر پھر الہاماً آپؑ کو یہ دعا سکھائی گئی کہ **ربّ اخّر وقت هذا** (الہام 27/ مارچ 1907ء تذکرہ صفحہ 599،598) یعنی اے میرے خدا! یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے،اسکا وقت کچھ پیچھے ڈال دے۔اسکے بعد دوسرے ہی روز اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے فرمایا: **اخّره الله الٰی اجلٍ مسمًّی** (یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے ایک معین عرصہ کیلئے پیچھے ڈال دیا ہے) حضورؑ نے فرمایا: ’’چھوٹے چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں،لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈال دی گئی ہے،مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔‘‘ (الہام28/مارچ1906،تذکرہ،صفحہ599)

مذکورہ بالا الہامات اور پیشگوئی پر مشتمل منظوم کلام اور پھر آپؑ کی اپنی وضاحت میں اس موعود زلزلے کی جو علامات بیان کی گئی تھیں وہ سب من وعن جنگ عظیم پر چسپاں ہوتی ہیں۔ ان تمام علامات کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔تاہم مختصراً تحریر کیا جاتا ہے کہ حضورؑ کا وصال 1908ء میں ہوا اور اس زلزلہ عظیمہ کی ابتداء جنگ عظیم کی شکل میں پہلی بار 1914ء میں ہوئی اور متواتر چار سال تک دنیا نے اس کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کیا۔حتی کہ زار روس جو اس زمانہ میں دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ مانا جاتا تھا۔اسکی حالت زار کا نقشہ بھی صاف اور واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔دنیا جانتی ہے کہ کس طرح جنگ عظیم میں دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ زار روس جس کی جاہ وحشمت کی نظیر کم از کم یورپ کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر تھی،اسے 15 مارچ 1917ء کو دن کے سوا گیارہ بجے اپنے ہاتھ سے یہ اعلان لکھنا پڑا کہ وہ اور اس کی اولاد تخت روس سے دست بردار ہوتے ہیں۔15 مارچ 1915ء کو وہ تخت حکومت سے دستبردار ہوا اور 21/مارچ کو قید کر کے ’سکوسیلو‘ بھیج دیا گیا۔جہاں اسے شاہی محل میں نظر بند کر دیا گیا۔ گویہ بھی ایک مطلق العنان بادشاہ کیلئے بڑی سزا تھی اور مسیح محمدی کی پیشگوئی کے مطابق اس کی ’حالت زار‘ ہونے کا کافی ثبوت تھا۔مگر نظر بندی کے دوران اسکو وہ تکالیف اور اذیتیں پہنچائی گئیں جن کو پڑھنے سے بھی انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور روح کانپ اٹھتی ہے۔اس پر ڈھائی جانے والی سختیاں انسانیت کی حدود سے بھی آگے نکل جاتی ہیں۔ مسلسل 16/جولائی تک اسکی یہی حالت رہی اور 16/ جولائی کو نہ صرف زار کو بلکہ اس کی شہزادیوں اور بیوی کو نہایت بے دردی سے مار کر لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مٹی کا تیل چھڑک کر ان کو آگ لگا دی گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے مامور کی بات نہایت صفائی سے پوری ہوئی کہ ’’زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار۔‘‘

جب متحارب قومیں لڑتے لڑتے تھک گئیں تو کچھ عرصہ کیلئے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کر کے نئی تیاریوں اور ہلاکت خیز ہتھیاروں کی ایجاد میں مصروف ہوگئیں۔چنانچہ 1939ء میں دوسری بار پھر آپس میں گتھم گتھا ہوگئیں۔ 1945ء میں اس جنگ کا بھی عارضی طور پر خاتمہ ہوگیا اور اس کے بعد سائنسی ایجادات اور مہلک ہتھیاروں اور اسلحہ سازی نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر دنیا کے قیام کی متقاضی نہ ہو تو چند لمحوں میں دنیا کی صف لپیٹی جاسکتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنی کتاب دعوۃ الامیر میں جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی کی تفصیل بیان کرنے کے بعد آخر میں تحریر فرماتے ہیں: زار’’16/جولائی 1918ء کو معہ کل افراد خاندان کے نہایت سخت عذاب کیساتھ قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے نبی کی بات پوری ہوئی کہ ’’زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار‘‘ (تذکرہ،صفحہ540،ایڈیشن چہارم) زار دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت کرتا ہوا مر گیا۔جنگ ختم ہوگئی۔قیصر اور آسٹریا کے بادشاہ اپنی حکومتوں سے بے دخل ہوگئے۔شہر ویران ہوگئے۔پہاڑ اڑ گئے۔لاکھوں آدمی مارے گئے۔خون کی ندیاں بہہ گئیں۔دنیا تہ و بالا ہوگئی مگر افسوس کہ دنیا ابھی اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی صداقت کی دلیل طلب کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے خزانے عذاب سے بھی خالی نہیں جس طرح کہ رحمت سے خالی نہیں مگر مبارک ہیں جو وقت پر سمجھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے لڑنے کی بجائے اس سے صلح کرنے کیلئے دوڑتے ہیں اور اسکے نشانوں سے اندھوں کی طرح نہیں گزر جاتے۔اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوتی ہیں اور اسکی برکتوں سے وہ حصہ پاتے ہیں اور دنیا کیلئے مبارک ہوجاتے ہیں۔‘‘

(دعوت الامیر،صفحہ 333 تا334،مطبوعہ جنوری2017 قادیان)

تبشیری پیشگوئیاں

جماعتی ترقیات کے بارے میں پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی اس مشن کی تکمیل اور اس تعلیم کی اشاعت کے متعلق ہے جسکے ساتھ آپ مبعوث کئے گئے تھے اور یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی تھی جبکہ اس کے پورا ہونے کے سامان موجود نہیں تھے۔بلکہ اسکے برعکس مخالفین اس تعلیم کی اشاعت میں روڑے اٹکا رہے تھے اور اس کو صفحہ ہستی سے نابود کرنا چاہتے تھے۔چنانچہ وہ پیشگوئی یہ ہے: ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

(تذکرہ،صفحہ312،ایڈیشن چہارم)

’’میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس واموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔‘‘ (تذکرہ،صفحہ141،ایڈیشن چہارم)

(اللہ تعالیٰ) اس (گروہ احمدیان) کو نشونما دیگا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ **یاتون من کل فج عمیق** ‘‘(تذکرہ،صفحہ 297،ایڈیشن چہارم)یعنی دنیا کے ہر ملک سے لوگ تیری جماعت میں داخل ہونے کیلئے آئیں گے۔ **انّآ اعطینٰک الکوثر** ‘‘(تذکرہ،صفحہ 476، ایڈیشن چہارم) ہم تجھے ہر چیز میں کثرت دیں گے جن میں جماعت بھی شامل ہے۔انگریزی میں بھی آپکو اس کے متعلق الہام ہوا I shall give you a large party of Islam (تذکرہ،صفحہ103،ایڈیشن چہارم) میں تم کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دوں گا۔

’’**ثلة من الاوّلين و ثلة من الآخرين**‘‘ پہلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم کو دی جائے گی اور پچھلوں میں سے بھی جس کے معنی یہ بھی ہیں کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں سے بھی ایک گروہ کثیر تم پر ایمان لائے گا اور مسلمانوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم پر ایمان لائے گی۔’’**انّا نرث الارض ناكلها من اطرافها**‘‘(تذکرہ،صفحہ466،ایڈیشن چہارم) ہم زمین کے وارث ہونگے اسے اسکے کناروں کی طرف سے کھاتے آویں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کا ذکر کرنے کے بعد ان کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کے تعلق سے فرماتے ہیں: ان الہامات میں سے بہت سے تو ایسے وقت میں ہوئے اور اسی وقت شائع بھی کرا دیئے گئے جبکہ آپؑ پر

قرآن کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اوّلین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ سے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سر سیّد احمد خان صاحب بانی علی گڑھ یونیورسٹی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں : آپ کو یاد رہے کہ قرآن کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اوّلین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ سے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا وہ ایسا پتھر ہے کہ جس پر گرے گا اس کو پاش پاش کرے گا اور جو اس پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہوجائے گا پھر آپ کو دب کر صلح کرنے کی کیوں فکر پڑ گئی آپ نے اسلام کے لئے بجز اس کے اور کیا کیا ہے کہ فلسفہ موجودہ کے بہت سے باطل خیالات کو مان لیا۔(آئینہ کمالات،رُ.خ.ج.5 صفحہ 257،حاشیہ)

ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا اور بعض بعد کو ہوئے جب سلسلہ قائم ہو چکا تھا مگر وہ بھی ایسے وقت میں ہوئے ہیں جبکہ سلسلہ اپنی ابتدائی حالت میں تھا اس وقت آپ کا یہ الہام شائع کر دینا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہو جائے گی اور صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام ممالک میں آپ کے مرید پھیل جائیں گے اور ہر مذہب کے لوگوں میں سے نکل کر لوگ آپ کے مذہب میں داخل ہوں گے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ بہت بڑھائے گا اور کسی ملک کے لوگ بھی آپؑ کی تبلیغ سے باہر نہیں رہیں گے۔ کیا یہ ایک معمولی بات ہے؟ کیا انسانی دماغ قیاسات کی بناء پر ایسی بات کہہ سکتا ہے؟...... آخر وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا۔ وہ شخص جو تن تنہا ایک تنگ صحن میں ٹہل ٹہل کر اپنے الہامات لکھ رہا تھا اور تمام دنیا میں اپنی قبولیت کی خبریں دے رہا تھا، حالانکہ اس وقت اسے اس کے علاقے کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے باوجود سب روکوں کے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے اٹھا اور ایک بادل کی طرح گرجا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے حاسدوں اور دشمنوں کے کلیجوں کو چھلنی کرتا ہوا تمام آسمان پر چھا گیا ہندوستان میں وہ برسا، افغانستان میں وہ برسا، عرب میں وہ برسا، مصر میں وہ برسا، سیلون میں وہ برسا، بخارا میں وہ برسا، مشرقی افریقہ میں وہ برسا، جزیرہ ماریشس میں وہ برسا، جنوبی افریقہ میں وہ برسا، مغربی افریقہ کے ممالک میں وہ برسا، نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، سیرالیون میں وہ برسا، آسٹریلیا میں وہ برسا، انگلستان اور جرمن اور روس کے علاقوں کو اس نے سیراب کیا اور امریکہ میں جا کر اس نے آبپاشی کی۔

آج دنیا کا کوئی برّاعظم نہیں جس میں مسیح موعودؑ کی جماعت نہیں اور کوئی مذہب نہیں جس میں سے اس نے اپنا حصہ وصول نہیں کیا، مسیحی، ہندو، بدھ، پارسی، سکھ، یہودی سب قوموں میں سے اسکے ماننے والے موجود ہیں اور یورپین، امریکن، افریقن اور ایشیا کے باشندے اس پر ایمان لائے ہیں اگر جو کچھ اس نے قبل از وقت بتا دیا تھا اللہ تعالیٰ کا کلام نہ تھا تو وہ کس طرح پورا ہو گیا؟ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ وہ یورپ اور امریکہ جو اس سے پہلے اسلام کو کھا رہا تھے مسیح موعودؑ کے ذریعے سے اب اسلام ان کو کھا رہا ہے۔ کئی سو آدمی اس وقت تک انگلستان میں اور اسی طرح امریکہ میں اسلام لا چکا ہے اور روس اور جرمن اور اٹلی کے بعض افراد نے بھی اس سلسلے کو قبول کیا ہے۔ وہی اسلام جو دوسرے فرقوں کے ہاتھ سے شکست پر شکست کھا رہا تھا اب مسیح موعود کی دعاؤں سے دشمن کو ہر میدان میں نیچا دکھا رہا ہے اور اسلام کی جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

(دعوت الامیر، صفحہ 348 تا 350، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلسلہ کی ترقیات کے بارے میں جو خبریں دیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی: ’’اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 38، صفحہ 162، سن 1957)

خدا کے فرستادہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ حرف بحرف پورے ہوئے۔ جماعت احمدیہ آج تک مخالف علماء اور ان کے ہمنواؤں کی شدید مخالفت، ریشہ دوانیوں اور رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقیات پر ترقیات حاصل کر رہی ہے، جس کا خود مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔ بے شمار بیانات میں سے بطور نمونہ صرف دو بیان ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن میں صاف اور کھلے لفظوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر ہے۔ بلکہ خود ان مخالفین کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہلوا دیا کہ اگر مرزا صاحب کی وفات کے بعد آپ کا مشن نیست و نابود ہو گیا تو سمجھ لینا کہ آپ جھوٹے اور اگر آپ کے مشن نے ترقی کی تو سمجھ لینا کہ آپ سچے اور الہام الٰہی سے مستفیض تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اخبار وفادار لاہور نے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا: ’’مرزا صاحب کے بعد اگر سلسلہ احمدیہ نابود ہو جائے گا تو سمجھو کہ مرزا جھوٹا اور اگر ترقی کرے گا اور اس کے بعد اس کی جماعت یا اس کا کوئی جانشین اس کے مشن میں ترقی دینے میں کامیاب ہوا تو سمجھ لینا کہ مرزا سچا اور وہ الہام باری سے مستفیض ہوا اور اگر اس کی جماعت اور جانشین مٹتے چلے گئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی مذہبی رخنہ اندازی کبھی بھی پسند نہیں۔‘‘

(اخبار وفادار لاہور، 14 جولائی 1908، بحوالہ مخالفین کا انجام، صفحہ 406)

جماعت اسلامی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے جماعت احمدیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس کے ایک لیڈر مولوی عبدالرحیم اشرف اپنی ناکامی کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں کہ ’’ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے، سیّد نذیر حسین دہلوی، مولانا انور شاہ دیوبندی، مولانا قاضی سیّد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر۔ ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری طرف 53ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اسکا 56-57ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ ہو۔‘‘

(الخیر، لاہور 23 فروری 1956ء)

قادیان کی ترقیات کے بارے میں پیشگوئی

قادیان کی ترقی کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ قادیان کا گاؤں ترقی کرتے کرتے ایک بہت بڑا شہر ہو جائے گا جیسے کہ بمبئی اور کلکتہ کے شہر ہیں۔ گویا کہ نو دس لاکھ کی آبادی تک پہنچ جائے گا اور اس کی آبادی شمالاً اور شرقاً پھیلتے ہوئے بیاس تک پہنچ جائے گی۔

(تذکرہ، صفحہ 782، ایڈیشن چہارم)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ قادیان کی ابتدائی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’یہ پیشگوئی جب شائع ہوئی ہے اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اسکی آبادی دو ہزار کے قریب تھی سوائے چند ایک پختہ مکان کے باقی سب مکانات کچے تھے مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرایہ پر مل جاتا تھا۔ مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپئے کو قابل سکونت مکان بنانے کیلئے زمین مل جاتی تھی۔ بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیوں کہ لوگ زمیندار طبقہ کے تھے اور خود دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے۔ تعلیم کیلئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا اور اسی کا مدرس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ ڈاک ہفتہ میں دو دفعہ آتی تھی تمام عمارتیں فصیلِ قصبہ کے اندر تھیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے۔ کیوں کہ قادیان ریل سے گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اس کی سڑک بالکل کچی ہے اور جن ملکوں میں ریل ہو ان میں اسکے کناروں پر جو شہر واقع ہوں انہی کی آبادی بڑھتی ہے۔ کوئی کارخانہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے قادیان کی ترقی ہو۔ نہ ضلع کا مقام تھا نہ تحصیل کا۔ حتی کہ

مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائے گا

نہ بالمقابل دعا کی استجابت جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دے گا

مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو فنا فی النبی ہے اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشے۔ اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے گو ایسا سوال جواب پچاس دفعہ واقعہ ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے ←

پولیس کی چوکی بھی نہ تھی۔ قادیان میں کوئی منڈی بھی نہ تھی جس کی وجہ سے یہاں کی آبادی ترقی کرتی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اس وقت حضرت اقدسؑ کے مرید بھی چندسو سے زیادہ نہ تھے کہ ان کو حکماً لاکر یہاں بسادیا جاتا تو شہر بڑھ جاتا۔‘‘(دعوت الامیر، صفحہ 335، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق آج قادیان نے باوجود مخالف حالات کے کسقدر ترقی کی ہے اسکا مشاہدہ ہر ایک صاحب بصیرت اور انصاف پسند خود کر سکتا ہے۔ تمام سہولیات سے لیس بلند و بالا عمارتیں اسکی شان کو دوبالا کرتی ہیں۔ اسکول، کالج، ہسپتال، ڈاکخانہ، پولیس تھانہ اور اسی طرح کے بے شمار سرکاری وغیر سرکاری ادارے یہاں پر بکثرت موجود ہیں۔ ریل وسڑک کے ذریعہ قادیان آج ہندوستان کے تمام شہروں اور صوبوں سے منسلک ہے۔ نہ صرف ہندوستان سے بلکہ دنیا کے کونے کونے سے ہزاروں کی تعداد میں احمدی ہر سال اس مقدس مقام کی زیارت کیلئے آتے ہیں۔ ہندوستان کے بہت سے صوبوں اور علاقوں سے لوگ اپنے آبائی وطنوں کو چھوڑ کر قادیان میں آکر بس گئے جسکی وجہ سے قادیان میں مختلف رنگ ونسل، اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں اور قادیان ایک چھوٹے ہندوستان کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ قادیان میں جماعتی ادارے، اسکول، کالج، ہسپتال، دفاتر، گیسٹ ہاؤسز، مساجد اور بہت سی بھی عالیشان عمارتوں پر مشتمل ادارے جدید سہولتوں سے مزین دن رات اشاعت اسلام، خدمت خلق اور رفاہی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔ غرض جس پہلو سے بھی دیکھیں قادیان نے بے مثال ترقی کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قادیان کی ترقی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’غرض بالکل مخالف حالات میں اور بلا کسی ظاہری سامان کی موجودگی کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کی کہ قادیان بہت ترقی کر جائے گا۔ اس پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی جماعت کو بھی ترقی دینی شروع کردی اور ساتھ ہی ان کے دلوں میں یہ خواہش بھی پیدا کرنی شروع کردی کہ وہ قادیان آکر بسیں اور لوگوں نے بلا کسی تحریک کے شہروں اور قصبوں کو چھوڑ کر قادیان آکر بسنا شروع کردیا اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہاں آکر بسنا شروع کردیا۔ ابھی اس پیشگوئی کے پوری طرح پورے ہونے میں تو وقت ہے مگر جس حد تک یہ پیشگوئی پوری ہوچکی ہے وہ بھی حیرت انگیز ہے ....نہایت مخالف حالات میں قادیان نے وہ ترقی کی ہے جسکی مثال دنیا کے پردے پر کسی جگہ بھی نہیں مل سکتی۔ اقتصادی طور پر شہروں کی ترقیات کیلئے جو اصول مقرر ہیں ان سب کے علی الرغم اس نے ترقی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت ظاہر کی ہے جس سے وہ لوگ جو قادیان کی پہلی حالت اور اس کے مقام کو جانتے ہیں خواہ وہ غیر مذاہب کے ہی کیوں نہ ہوں اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ بے شک ’’یہ غیر معمولی اتفاق ہے‘‘ مگر افسوس لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کیا سب غیر معمولی اتفاق مرزا صاحبؑ ہی کے ہاتھ پر جمع ہوجاتے تھے۔‘‘(دعوت الامیر، صفحہ 337 تا338، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الٰہی نوشتوں کے مطابق قادیان کی ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

میں تھا غریب وبیکس وگمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

مالی نصرت کے بارے پیشگوئی

1876 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کی وفات ہوگئی۔ پدری سایہ کے اٹھ جانے کا صدمہ ایک طبعی امر تھا مگر ساتھ ہی بشریت کے تقاضا کے ماتحت ایک لحظہ کیلئے آپؑ کے دل میں یہ بھی خیال گزرا کہ وہ آمدنی کے ذرائع جو حضرت والد صاحب کی زندگی کے ساتھ وابستہ تھے ان کے منقطع ہوجانے کی وجہ سے نہ معلوم کیا کیا مشکلات پیش آئیں۔ اس خیال کا دل میں پیدا ہونا تھا کہ یکدم آپ کو یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزّ وجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔‘‘(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 195 حاشیہ)

آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی کہ ’’ینصرك الله. ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء‘‘ کہ خدا اپنی جناب سے تیری مدد کرے گا اور وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً خبر دی تھی: ’’میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔‘‘(تبلیغ رسالت، جلد اوّل، صفحہ 60 تا62، از اشتہار 20/فروری 1886ء)

قارئین کرام! ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بھاوج صاحبہ دستر خوان کا بچا ہوا کھانا آپؑ کیلئے بھجوایا کرتی تھیں لیکن ان خدائی بشارات کے مطابق آج ہزار ہا خاندان آپؑ کے دستر خوان پر پل رہے ہیں۔ آپؑ خود ان دونوں حالتوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں۔

لفاظات الموائد کان اکلی
فصرت الیوم مطعام الاھالی

یعنی ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ بہت سے خاندان میرے دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر ایک زمانہ وہ تھا کہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو کھانا کھلانے کیلئے آپکے پاس پیسے نہیں تھے۔ حضورؑ نے اپنے سسر محترم میر ناصر نواب صاحبؓ کو فرمایا میری بیوی صاحبہ کا کوئی زیور فروخت کر کے مہمانوں کے کھانے کا انتظام کر لیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بشارت کے مطابق آج جبکہ قادیان کی طرز پر دنیا کے کئی ممالک میں جلسہ سالانہ کا انعقاد اور مسیح موعودؑ کے جاری فرمودہ لنگر کی شاخیں قائم ہیں اور ایک ایک جلسہ پر کروڑوں کے اخراجات ہوتے ہیں اور پھر ایک وہ زمانہ تھا کہ براہین احمدیہ کی طباعت کیلئے آپؑ خود امرتسر جاتے تھے اور اس کی طباعت کے اخراجات کیلئے بے حد فکر مند رہتے تھے لیکن آج مالی تائیدات اور نصرت الٰہی کا یہ عالم ہے کہ آپؑ کے مشن کی تکمیل کیلئے جماعت اربوں روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں جماعت کے اپنے پریس قائم ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں کتب اور لٹریچر ہر سال شائع ہوتا ہے (MTA) انٹرنیشنل کی صورت میں جماعت کا اپنا ٹی وی چینل اور کئی ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں جنکے ذریعہ سے جماعت کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے۔

قارئین کرام! جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی پر مخالفین کے کرب کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ جماعت احمدیہ کا سالانہ بجٹ اب لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں اور کروڑوں سے نکل کر اربوں میں داخل ہو چکا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کی مالی نصرت کا یہ عالم ہے کہ آپؑ کے مشن کی تکمیل کیلئے جماعت احمدیہ اربوں روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ دنیا حیران اور انگشت بدنداں ہے کہ ایک چھوٹی سی غریب جماعت کے پاس

تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔ **اوّل**۔ ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ **دوم** اس کو خدا تعالیٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ **سوم**۔ اس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔ پس جو شخص اس عاجز کا مکذب ہوکر پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں پایا جاتا ہے میں اس کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے اور فریقین میں قرآن شریف کے کسی مقام کی سات آیتیں تفسیر کیلئے بالاتفاق منظور ہوکر ان کی تفسیر دونوں فریق لکھیں یعنی فریق مخالف اپنے الہام سے اسکے معارف لکھے اور میں اپنے الہام سے لکھوں اور چند ایسے الہام قبل از وقت وہ پیش کرے جن میں قبولیت ←

اتنا روپیہ کہاں سے آتا ہے۔ دنیاداری کی سوچ رکھنے والوں کو جب کچھ سمجھ نہیں آتا تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کو اسرائیل سے پیسہ آتا ہے یا فلاں ملک انکی مدد کرتا ہے۔ ایک ایسے ہی موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا:

''ہماری دولت امریکن یا کینیڈین ڈالر نہیں یا یورپین کرنسی یا برٹش پاؤنڈ نہیں۔ ہماری دولت وہ مخلص دل ہے جو ایک منور سینہ کے اندر دھڑک رہا ہے۔ جب تک یہ دل ہمارے ہیں اور جب تک ان سینوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے پیسہ کی کسے پرواہ ہے۔ وہ تو ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ آسمان سے پھینکے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ر نومبر 1975ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مالی نصرت کے متعلق پیشگوئی کے عظیم الشان رنگ میں پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ابتداءً غریب لوگ ہی اسکے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں مَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ (سورہ ہود:28) اور اس میں اسکی حکمت یہ ہوتی ہے تا کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ سلسلہ میری مدد سے پھیلا اور تا نادان مخالف بھی اس قسم کا اعتراض نہ کرسکیں۔ پس ایسی جماعت سے اس قدر بوجھ اٹھوانا بلا نصرت الٰہی نہیں ہوسکتا۔ یہ غریب جماعت اسی طرح سرکاری ٹیکس ادا کرتی ہے جس طرح اور لوگ ادا کرتے ہیں۔ زمینوں کے لگان دیتی ہے۔ سڑکوں شفاخانوں وغیرہ کے اخراجات میں حصہ لیتی ہے۔ غرض سب خرچ جو دوسرے لوگوں پر ہیں وہ بھی ادا کرتی ہے اور پھر دین کی اشاعت اور اس کے قیام کیلئے بھی روپیہ دیتی ہے اور برابر پینتیس 35 سال سے اس بوجھ کو برداشت کرتی چلی آرہی ہے۔ اس زمانے میں بے شک نسبتاً زیادہ آسودہ حال اور معزز لوگ اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں مگر اسی قدر اخراجات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے پس کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ جبکہ باقی دنیا باوجود ان سے زیادہ مالدار ہونے کے اپنے ذاتی اخراجات کی تنگی پر ہی شکوہ کرتی رہتی ہے۔ اس جماعت کے لوگ لاکھوں روپیہ سالانہ بلا ایک سال کا وقفہ ڈالنے کے اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس امر کیلئے بھی تیار ہیں کہ اگر ان سے کہا جائے کہ اپنے سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو تو وہ اسی وقت دے دیں۔ یہ بات کہاں سے پیدا ہو گئی؟ یقیناً أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کا الہام نازل کرنے والے نے لوگوں کے دلوں میں تغیّر پیدا کیا ہے ورنہ کونسی طاقت تھی جو اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کو معمولی اخراجات کی فکر تھی، اس قدر بڑھ جانے والے اخراجات کے پورا کرنے کا وعدہ کرتی اور اس وعدہ کو پورا کر کے دکھا دیتی۔'' (دعوۃ الامیر، صفحہ 345، مطبوعہ جنوری 2017 قادیان)

پیشگوئی مصلح موعود یعنی
ایک عظیم الشان موعود فرزند کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کے جو نشان عطا فرمائے، ان میں الٰہی بشارات پر مشتمل ایک بہت بڑا نشان پیشگوئی مصلح موعود ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کا ڈنکا اطراف عالم میں بج رہا تھا اور ہر ایک مخالف کو اس کے زندہ نشانات دیکھنے کی دعوت عام تھی کہ اسی دوران سن 1885ء میں ساہوکاران و دیگر ہندو صاحبان قادیان کا ایک خط حضرت اقدسؑ کی خدمت میں موصول ہوا جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ''جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان در بارہ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہمشہری ہیں، لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ ترحق دار ہیں...... ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کے زیر و زبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپکی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپکو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 92 تا 93)

اس خط کے موصول ہونے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا: ''آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کیلئے درخواست کی ہے...... یہ تمام تر شکر گزاری اس کے مضمون کو قبول منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں ...... خدائے قادر مطلق جلّ شانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 95)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے باہر چلّہ کشی اور خدا تعالیٰ سے ایک خاص نشان طلب کرنے کی غرض سے بموجب الہام الٰہی 22 ر جنوری 1886ء کو ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ چالیس دن تک ایک گھر کے بالا خانہ میں رہ کر تخلیے میں اپنا سارا وقت عبادت، دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزارا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکاشفات اور مخاطبات کا خاص سلسلہ جاری ہوا۔ ایک مرتبہ آپؑ نے اسی دوران فرمایا: ''ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اگر ان کو لکھا جاوے تو کئی ورق ہو جاویں۔''

(تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 276)

ان تمام الہامات میں سب سے زیادہ اہمیت اس پیشگوئی کو حاصل ہے جس میں آپ کو پسر موعود کی خبر دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر یہ بھی بتلا دیا تھا کہ وہ موعود لڑکا نو سال کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ جب آپؑ کی طرف سے یہ پیشگوئی شائع ہوئی تو مخالفین اسلام اس پیشگوئی کی تضحیک کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک آریہ سماجی پنڈت لیکھرام نے ایک نہایت گستاخانہ اشتہار شائع کیا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مرزا صاحب کی ذرّیت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی اور لکھا کہ اگر کوئی لڑکا پیدا بھی ہوا تو وہ رحمت کا نشان نہیں بلکہ زحمت کا نشان ہوگا۔ نیز یہ کہ خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلك)

مخالفت اور تکذیب کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ 15 ر اپریل 1886ء کو صاحبزادی عصمت پیدا ہوئیں جس پر ہندوؤں اور عیسائیوں نے اور زیادہ طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ لیکن ابھی انکے فتنے کا انتہائی مرحلہ باقی تھا۔ سوا سال بعد 17 ر اگست 1887ء کو بشیر اوّل کی پیدائش ہوئی۔ جو الٰہی نوشتوں کے مطابق 4 ر نومبر 1888ء کو فوت ہو گئے۔ اس پر تو مخالفین نے مخالفت کا بہت طوفان برپا کیا۔ چنانچہ آپ نے سبز اشتہار لکھا جس میں بڑی تحدّی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ: ''دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔''

(سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد 2 صفحہ 453 حاشیہ)

نیز فرمایا: ''سوا اے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد روشنی

دعا کی بشارت ہو اور وہ دعا فوق الطاقت ہو ایسا ہی میں بھی پیش کروں اور چند امور غیبیہ جو آنیوالے زمانہ سے متعلق ہیں وہ قبل از وقت ظاہر کرے اور ایسا ہی میں بھی ظاہر کروں اور دونوں فریق کے یہ بیان اشتہارات کے ذریعہ سے شائع ہو جائیں تب ہر ایک کا صدق کذب کھل جائے گا۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائے گا نہ بالمقابل دعا کی استجابت جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دے گا فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ پس اب میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے جو شخص اس کے بعد اس سیدھے طریق سے میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آوے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 303 حاشیہ)

آئے گی۔‘‘(سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ نمبر 463)

پیشگوئی کی میعاد نو سال تھی لیکن تین سال کے اندر اندر پیشگوئی کے عین مطابق 12 جنوری 1889ء کو وہ موعود لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام مرزا بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ اس طرح لیکھرام کی وہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی کہ تین سال تک آپکی ذرّیت منقطع ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا...... چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔‘‘

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 36)

پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے اس موعود فرزند میں باون علامات کا متحقق ہونا بیان فرمایا تھا۔ یوں تو آپؓ کے وجود باجود میں بچپن سے ہی پسر موعود ہونے کی جھلک نمایاں تھی مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپکے متعلق آسمانی وعدوں کا ایک ایک جزو نہایت برق رفتاری سے پورا ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ ابھی آپ کے عہد خلافت پر تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ایک عالم کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور بالآخر مسلم و غیر مسلم حلقے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ آپؓ واقعی موجودہ دنیا کی ایک عظیم ترین شخصیت ہیں۔ لیکن خود آپ نے اس وقت مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے الہاماً وضاحت سے آپکو اس بارے میں بتایا۔ 1944 میں آپ کو یہ خبر دی گئی تھی کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ آپ جلسہ لاہور میں فرماتے ہیں:

’’آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اسکے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں...... یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح ہوں جسکے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔‘‘

(انوار العلوم، جلد 17، میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، صفحہ 229)

خلافت ثانیہ کے عہد میں 1914 سے 1965 تک اس پیشگوئی کا عظیم الشان رنگ میں ظہور اس میں بیان کی گئی علامات کی شکل میں کل عالم نے دیکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ قائم کردہ پاک جماعت کو اپنی مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا۔ دنیا کے ایک کونے سے لیکر دوسرے کونے تک کیا براعظم افریقہ و ایشیا و یورپ، کیا امریکہ اور کیا آسٹریلیا، دنیا کے 40 سے زائد ممالک میں دین حق کی نشاۃ ثانیہ کی آپؓ نے داغ بیل ڈال دی۔ واقفین زندگی اور مربیان کا ایک جال بچھا دیا۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں تراجم قرآن کریم شائع کروا دیئے۔ سلسلہ احمدیہ کا دین حق کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل لٹریچر زمین کے کناروں تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موعود کو زمین کے کناروں تک شہرت عطا فرما کر آسمان کی رفعتوں تک پہنچا دیا۔ اسی کے وجود سے قوموں نے برکت پائی اور اسی کے وجود سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوا۔ اسی کے مسیحی نفس اور روح القدس کی برکت سے بہتوں نے بیماریوں سے نجات پائی اسی کی ذہانت و فہم سے ایک عالم نے فائدہ اٹھایا اور بہت سے اسیروں کی رستگاری ہوئی۔ وہ موعود معاندین اور متعصبین کی مخالفت، بددعاؤں، بدزبانیوں، تعصّبات اور فتنوں کے باوجود جلد جلد بڑھا اور زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفی ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جسکی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 114)

......☆......☆......☆......

تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی

’’اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کیلئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعتِ نُورِ حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کیلئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔‘‘ (فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 6)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیگر مذاہب کی پیشگوئیوں کے آئینہ میں

(شیخ مجاہد احمد شاستری، مبلغ سلسلہ، ایڈیٹر اخبار بدر ہندی قادیان)

دنیا میں بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ہر مذہب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی اور اُنکے بانی خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے جو اپنے زمانہ میں لوگوں کو سچائی کی گم گشتہ راہ بتانے کیلئے مامور تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے پہلے سے پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ان پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے۔

ہر ایک مدعی کی شناخت کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اُس مدعی کو ایسے معیاروں پر پرکھا جائے جن کے ذریعہ پہلے انبیاء کو سچا اور راستباز تسلیم کیا گیا ہو۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر کسی نبی یا راستباز نے اُس کی آمد کی علامات قائم کی ہوں تو اُن کی تحقیق کی جائے کہ آیا وہ مدعی کی ذات میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اس اعتبار سے جب ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر غور کرتے ہیں اور گزشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں ایک آنے والے موعود نبی کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ آیئے مذاہب عالم میں پائی جانے والی چند پیشگوئیوں کا جائزہ لیں۔

آخری زمانے میں گناہوں کا بڑھنا اور ایک عظیم الشان مصلح کا قادیان میں آنا

اس آخری زمانہ کی خطرناک گمراہی کی خبر کئی مذہبی کتب اور کئی بزرگوں نے دی تھی۔ حضرت کرشن علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا کہ سب عورتیں اور مرد گناہ میں پھنس جائیں گے۔ اسی طرح کئی بزرگوں نے اس زمانے کی خبر دی تھی اور انہی بزرگوں نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے مصلح کو بھیجے گا جو کہ لوگوں کو گمراہی سے نجات دلائے گا۔ مسلمانوں کی کتب میں اس موعود کا نام مسیح اور مہدی آتا ہے۔ ویدک دھرم کی کتب میں اسکا نام نشکلنک اوتار آتا ہے۔ مہاتما بدھ نے اسکا صفاتی نام میتر یا بدھ یعنی مختلف قوموں میں حقیقی صلح اور دوستی پیدا کرنے والا بتایا ہے۔

اس زمانہ میں مختلف مذاہب میں بیان کردہ علامات اور پیشگوئیوں کے عین مطابق موعودِ ادیان قادیان نگری میں آیا جس نے صاف اعلان فرمایا کہ

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

ویدک دھرم کی مستند کتب میں حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں پیشگوئیاں

ہندو مذہب میں گیتا کو بہت نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ شری کرشن جی کی اُن نصائح کا مجموعہ ہے جو انہوں نے جنگ کے میدان میں اپنے شاگرد ارجن کو کی تھیں۔ گیتا کے ادھیائے 4 شلوک 7، 8 اور 10 میں آپ کہتے ہیں کہ (ترجمہ از سنسکرت عبارت) اے ارجن جس وقت دھرم (ایمان) دنیا سے اٹھ جاتا ہے ضلالت بڑھ جاتی ہے۔ اس خاص وقت میں مَیں نیکوں کی حفاظت کرنے کیلئے اور بُروں کو تباہ کرنے کیلئے اور ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کیلئے ظاہر ہوتا ہوں۔ (صرف میں پہلا ہی اس کام کیلئے مامور نہیں ہوا بلکہ) مجھ سے پہلے بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو میری طرح مامور ہو چکے ہیں جنہوں نے غصہ اور دنیا کا خوف وغیرہ بری عادات ترک کر دی تھیں اور معرفت الٰہی سے پُر ہو کر وہ بالکل میرے جیسے ہی ہو گئے تھے۔

شری کرشن کے اس ارشاد سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں: (1) آغاز عالم سے لے کر ہر ایک گمراہی کے دور میں متھرا والے حضرت کرشن کی صفات کے مصلح آئے اور انہوں نے دنیا کی اصلاح کی (2) اور آپ کے بعد بھی جب گمراہی زوروں پر ہو گی تو پھر آپکی صفات والا ایک اور کرشن آئے گا (3) یہ موعود کرشن ویسے ہی شری کرشن کے علاوہ کوئی شخص ہوگا جس طرح کہ ان سے پہلے آنے والے انکے علاوہ اور انسان تھے (4) وہ آنے والا موعود کرشن انسان ہوگا جیسا کہ حضرت کرشن سے پہلے آنے والے اوتار اور حضرت کرشن خود بھی انسان تھے کیونکہ انہوں نے اپنے سے پہلے جن آنے والوں کی خبر دی تھی انہیں آپ نے انسان ہی بتایا ہے (5) یہ کوئی ضروری نہیں کہ موعود اوتار ویدک دھرمی ہو کیوں کہ آپ نے اوتار کیلئے ویدک دھرمی ہونا قطعاً ضروری قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی ان سے پہلے اوتاروں کا آپ نے ویدک دھرمی ہونا بتایا ہے۔

اگر معمولی سا بھی انسان غور و فکر سے کام لے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی کو دیکھے تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ موعود کرشن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔

معین دنوں میں چاند سورج کے گرہن کی پیشگوئی

ہندو شاستروں میں کلیگ کے موعود یعنی نشکلنک اوتار کی ایک یہ علامت بھی لکھی ہوئی ہے کہ اُسکی سچائی کیلئے چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ چند حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

مہابھارت کی پیش خبری

(ترجمہ از سنسکرت عبارت) جس وقت سورج، چاند اور برہسپتی ایک ساتھ پُشپ نکشتر کرک راشی میں داخل ہوں گے، اسی وقت سے ستیگ کا آغاز ہوگا۔ (مہابھارت ون پرو ادھیائے 190، شلوک 90)

بھاگوت مہاپُران کی پیش خبری

شریمد بھاگوت مہاپُران میں لکھا ہے کہ کلیگ کے ختم ہونے کا ایک نشان چاند سورج کو گرہن لگنا بھی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے: (ترجمہ از سنسکرت عبارت) جس وقت چاند، سورج اور برہسپتی ایک ہی وقت ایک ہی ساتھ پُشپ نکشتر کے پہلے لمحے میں داخل ہو کر ایک راشی پر آتے ہیں، اسی وقت سے ست یگ کا آغاز ہوتا ہے۔ (شریمد بھاگوت پُران سکندھ 12، ادھیائے 2، شلوک 24)

مندرجہ بالا شلوک جو کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ شریمد بھاگوت پران اور مہابھارت میں لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں کلیگ کے اختتام کے وقت سیاروں کی ایک خاص حالت کا ایک یوگ دیا گیا ہے یعنی جب چاند، سورج اور برہسپتی یہ تینوں سیارے پشپ نکشتر میں ایک ہی راشی میں جمع ہوں گے اس وقت سے ستیگ کی ابتداء ہوگی یعنی جب یہ نشان ظاہر ہوگا تو کلکی اوتار ظاہر ہونگے اور کلکی اوتار کے آنے سے کلیگ ختم ہو کر ستیگ شروع ہو جائے گا۔

اسی طرح 1931ء میں ''گنگا'' نام کے ہندی ماہنامہ میں جو الہ آباد یو پی سے شائع ہوتا تھا، اس میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ ''شریمد بھاگوت کے 12ویں سکندھ کے اس شلوک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ستیگ شروع ہو گیا ہے۔

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یہ تھی کہ چاند کو اس کی گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی 13 کو اور سورج کو اس کی گرہن کی تاریخوں میں سے

میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی

''میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی ہے۔ اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کر کے یہ کہا←

درمیانی تاریخ یعنی 28 کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ 13 رمضان 1311 ہجری بمطابق 22 مارچ 1894ء کو چاند کو گرہن لگا اور 28 رمضان 1311 ہجری بمطابق 6 اپریل 1894ء کو سورج کو گرہن لگا۔ اور اس وقت بانیٔ جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی طرف سے چار سال قبل اعلان کیا جا چکا تھا کہ وہ موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مصلح کے رنگ میں ظاہر ہوئے ہیں اور وہی کلکی اوتار اور مثیل کرشن ہیں۔

حضرت کرشن قادیانی

حضرت کرشن اول کی سی صفات والے تھے

حضرت کرشن اول نے مثیل کرشن یعنی موعود کرشن کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ وہ اُن کی طرح بروں کو تباہ کرے گا اور نیکوں کی حفاظت کرے گا۔

حضرت کرشن اول ویدوں کو ایک حد تک مانتے ہوئے ان کے محرف و مبدل ہونے کی وجہ سے انکے مخالف تھے بلکہ اپنے متبعین کو حقیقی نجات کیلئے ان کی پیروی سے روکتے تھے چنانچہ گیتا باب 2 شلوک 45 اور 46 میں آپ فرماتے ہیں کہ (ترجمہ از سنسکرت عبارت) اے ارجن موجودہ وید تین باتوں سے بھرے پڑے ہیں مگر تو ان تینوں کاموں سے بالکل الگ ہو جا اور کسی سے بغض نہ رکھ اور حی و قیوم ذات کو ہر وقت یاد کرنے والا اور لالچ سے خالی ہو جا اور ویدوں کے بارے میں سُن لے کہ اچھا بڑا تالاب جو کہ پانی سے خوب بھرا ہوا سکے مل جانے پر ایک چھوٹے سے پانی کے گڑھے کی جس قدر ضرورت باقی رہتی ہے اسی طرح موجودہ ویدوں کی حالت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ویدوں کو الہامی اور سچا تسلیم کیا (پیغام صلح) مگر موجودہ ویدوں کو محرف و مبدل ہونے اور انکی مشرکانہ تعلیم کے سبب اسکو ناقابل عمل قرار دیا۔

حضرت کرشن اول نے اپنے وقت کے تمام مذاہب اور طریق کو غیر ہدایت یافتہ نیز رد کر کے صرف اپنی اطاعت کو ہی نجات کا ذریعہ قرار دیا۔ جیسا کہ آپ ارجن کو گیتا باب 18 شلوک 66 میں فرماتے ہیں (ترجمہ از سنسکرت عبارت) اے ارجن تو آج کل کے سبھی مذاہب کو چھوڑ کر میری پناہ میں آ یعنی میری ہی اطاعت کر میں تجھے سب گناہوں سے پاک کر دوں گا۔

اسی طرح کرشن ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی محض اپنے وقت کے تمام مذاہب اور فرقوں کو بدلائل قویہ ہدایت سے دور ثابت کر کے محض اپنی ہی اطاعت اور اسلام کو ہی نجات کا واحد ذریعہ قرار دیا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں: "مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 61)

عیسائیت کے موعود مسیح

کے ظہور کی صداقت کی پیشگوئیاں

اناجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اکثر اوقات اہم امور تمثیلوں میں ہی بیان فرمایا کرتے تھے۔ جس طرح انہوں نے دوسری اہم باتیں تمثیلوں میں بیان کی ہیں ویسے ہی اقوام عالم کیلئے جو موعود آخری زمانے کیلئے مقدر تھا اس کی آمد کی پیش گوئی بھی آپ نے تمثیلوں میں ہی بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اے یروشلم، تو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے، کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے، اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں، مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے، کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے، جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔"

(متی، باب 23، آیت 37 تا 39)

اس قول میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی دوبارہ آمد کی خبر دی ہے مگر اس بات کی طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ آپ درحقیقت دوبارہ نہیں آئیں گے اور کوئی اور شخص خداوند (آقا) کے نام پر ہوگا اور اسکا آنا خود مسیح کا آنا ہوگا کیونکہ مسیح کی خو بو اور صفات پر آئے گا۔

حضرت مسیح علیہ السلام ایک مقام پر اس بات کو زیادہ صاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسیح کی آمد کی جو خبر دی گئی ہے اسکا تعلق ایک نئی پیدائش سے ہے۔ چنانچہ لکھا ہے: "یسوع نے اُن سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اُس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ لیکن بہت سے اوّل آخر ہو جائیں گے اور آخر اوّل۔"

(متی، باب 19، آیت 28 تا 30)

نئی بادشاہت جس کا ذکر اس حوالہ میں ہوا ہے اس سے مراد کوئی زمینی اور ظاہری بادشاہت نہیں۔ انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ "جب فریسیوں نے اس سے پوچھا کہ خدا کی بادشاہت کب آئے گی تو اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ خدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہ آئے گی اور لوگ یہ نہ کہیں گے کہ دیکھو یہاں یہ ہے دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے درمیان ہے۔"

(لوقا، باب 17، آیت 20 اور 21)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کسی جسمانی اور ظاہری بادشاہت کے ساتھ نہیں آئے گا اور اس کی بادشاہت روحانی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

موعود کا ظہور مشرق سے

حضرت مسیح علیہ السلام نے موعود اقوام عالم کے بارہ میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: "جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم میں دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔"

(متی، باب 24، آیت 27)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کا ظہور ممالک مشرقیہ میں ہوگا اور وہاں سے اس کی تبلیغ کی روشنی سرعت کے ساتھ مغربی ممالک میں پہنچے گی۔

مسیح موعود کی بعثت تمام دنیا کیلئے

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اس موعود کی بعثت کو تمام عالم کیلئے قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ خود صرف بنی اسرائیل کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "دیکھو جو آخر تک صبر کرے گا وہ راہ نجات پائے گا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تا کہ سب قوموں کیلئے گواہی ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔" (متی، باب 24، آیت 13 اور 14)

مسیح موعود قوموں کے ہاتھ سے

دکھ اُٹھائے گا اور پھر عذاب کا ظہور ہوگا

مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جیسے بجلی آسمان کے ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے ویسے ہی ابن آدم اپنے دن میں ظاہر ہوگا۔ لیکن پہلے ضرور ہے کہ وہ دکھ اٹھائے اور اس زمانہ کے لوگ اسے رد کریں۔ اور جیسا نوح کے دنوں میں ہوا تھا اُسی طرح ابن آدم کے دنوں میں بھی ہوگا۔"

(انجیل لوقا، باب 17، آیت 24)

مسیح کے اس قول سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو قومیں اُس کو بہت دکھ دیں گی اور لوگ اُسے قبول نہ کریں گے تو پھر قوموں پر اس طرح عذاب نازل ہوگا جس طرح نوح کے زمانہ میں اور دیگر نبیوں کے زمانہ میں نازل ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور پر قوموں نے آپ کو سخت دکھ دیا۔ آپ کے ماننے والوں کو طرح طرح کی ایذائیں دیں انکا بائیکاٹ کیا انہیں عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمانی حملے شروع ہوئے اور قومیں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوئیں۔ کئی لاکھوں نفوس طاعون اور مری کا شکار ہوئے

کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے۔ مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پھر آپ ہی مر گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ میری موت کے شائق تھے اور انہوں نے خدا سے دعائیں کیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے آخر وہ مر گئے نہ ایک نہ دو بلکہ پانچ آدمی نے ایسا ہی کہا اور اِس دنیا کو چھوڑ گئے۔"

(تحفہ گولڑویہ، رُوحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 46)

اورزلزلہ میں لقمہ اجل بنے۔

تفصیلی نشانات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی علامات کو تفصیل سے یوں بیان کرتے ہیں ’’اورتم لڑائیاں اورلڑائیوں کی افواہ سنو گے۔خبردار! گھبرا نہ جانا! کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔کیونکہ قوم پرقوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اوربھونچال آئیں گے۔یہ سب باتیں مصیبتوں کی شروع ہوں گی۔اُس وقت لوگ تم کو ایذا دینے کیلئے پکڑوائیں گے اورتم کو قتل کریں گے اورمیرے نام کی خاطرسب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی اور اُس وقت بہتیرے ٹھوکرکھائیں گے اورایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اورایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبّت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔مگر جوآخرتک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیامیں ہوگی تاکہ سب قوموں کیلئے گواہی ہو۔تب خاتمہ ہوگا۔‘‘

(متی،باب24،آیت6تا14)

یہ تمام علامات جوحضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے بیان کی ہیں یہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے زمانہ کے متعلق بیان کی ہیں اور بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ میں پوری ہوچکی ہیں۔ چاندسورج کے گرہن کا آسمانی نشان بھی ظاہرہوا۔آپ کے زمانے میں کثرت سے شہاب ثاقب(ستارے) بھی ٹوٹے۔لڑائیاں بھی عالمگیرصورت میں ہوئیں۔جن میں قوموں نے دوسری قوموں اور ملکوں نے دوسرے ملکوں پر چڑھائی کی۔ پھر قحط اورزلازل نے دنیامیں تباہی مچائی۔مسیحیت اور نبوت کے جھوٹے دعویدار بھی کھڑے ہوئے۔چنانچہ امریکہ میں ڈاکٹرڈوئی نے آپ کے زمانہ میں نبوت کا دعوی کر کے لاکھوں آدمیوں کوگمراہ کیا۔اسی طرح آپ کے ماننے والوں کوطرح طرح کی ایذائیں دی گئیں۔ بعض کوقتل کیا گیا۔ کچھ پرجھوٹے مقدمات کھڑے کئے گئے۔تمام قومیں صرف حضرت مسیح موعود کے نام کی وجہ سے احمدیوں کی مخالف ہوئیں حالانکہ احمدی ساری دنیا کی قوموں کے خیرخواہ ہیں۔مسیح موعود آسمان کے بادلوں سے نمودار ہوئے یعنی آسمانی تائیدات اورنشانات آپکے ساتھ ظاہرہوئے مگردنیانے آپ کا انکار کیا کیونکہ جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا آپ کا آنا اس طرح مقدرتھا کہ ظلمت وتاریکی کے زمانہ میں آپ کا ظہورہونا تھامگراس کے ساتھ خدا کے فرشتوں نے اپنا نرسنگ بجایااور پاک دلوں نے اس نرسنگا کی آواز کو سنا اورفرشتوں کی آواز پر وہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دین واحد پرجمع ہونے لگے۔

یہودی مذہب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق پیشگوئیاں

یسعیاہ میں لکھاہے:’’اے جزیرو!میرے حضور خاموش رہو اوراُمتیں ازسرنو زورحاصل کریں۔وہ نزدیک آکرعرض کریں۔آؤ ہم ملکر عدالت کیلئے نزدیک ہوں۔کس نے مشرق سے اسکو برپا کیا جسکو وہ صداقت سے اپنے قدموں میں بلاتاہے؟وہ قوموں کواسکے حوالے کرتااوراسے بادشاہوں پرمسلط کرتاہے۔‘‘

(یسعیاہ،باب41،آیت1اور2)

پھراللہ تعالیٰ نے نہایت جلال کے ساتھ فرمایا’’میں خداہوں اورکوئی مجھ سانہیں......جو مشرق سے عقاب کویعنی اس شخص کو جومیرے ارادہ کو پوراکریگا دور کے ملک سے بلاتا ہوں میں نے ہی یہ کیا اور میں ہی اسکو وقوع میں لاؤنگا۔ میں نے اس کا ارادہ کیا اور میں ہی اسے پورا کرونگا۔اے سخت دلو جو صداقت سے دورہو میری سنو۔‘‘

(یسعیاہ،باب41،آیت9تا12)

ان اقتباسات میں آخری زمانہ کے موعود کے متعلق صاف پیش گوئی کی گئی ہے کہ وہ مشرق سے ظاہرہوگا اورایسے ملک سے ظاہرہوگا جوفلسطین سے مشرق میں ہو۔اسکا پیغام ساری دنیا کیلئے ہوگا اوراللہ تعالی اس کے ذریعہ اپنی مرضی کو پورا کرے گا۔چنانچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مشرقی ملک ہندوستان میں مبعوث ہوئے۔

آخری زمانہ میں عالمگیر پیغمبر کی بعثت ثانیہ

یسعیاہ نبی کی کتاب میں آخری زمانہ کے موعود اقوام عالم کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی حسب ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

’’اس وقت یوں ہوگا کہ خداوند دوسری بار اپنے ہاتھ بڑھائیگا کہ اپنے لوگوں کا بقیہ جوبچ رہاہواسوراورمصراورفتروس اورکوش اورعیلام اور سنعاراورحمات اورسمندرکے اطراف سے واپس لائے اور وہ قوموں کیلئے ایک جھنڈا کھڑا کریگا اوران اسرائیلیوں کوجوخارج کیے گئے ہوں جمع کریگااورسب بنی اسرائیل کوجوپراگندہ ہونگے زمین کی چاروں اطراف سے فراہم کریگا۔‘‘

(یسعیاہ،باب11،آیت1تا12)

اس اقتباس میں آخری زمانہ میں ایک عالمگیررسول کی بعثت کا ذکر کیا گیاہے۔اس کا آنادرحقیقت پہلے عالمگیررسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے۔بائبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدکوخداوند کی آمد قراردیا گیاہے۔

دانیال نبی کی پیشگوئی 1290 سال کا تعین

دانیال نبی کی کتاب میں بہت طویل کشف مذکورہے۔جس کے مختلف حصے ہیں اس کے آخری حصہ میں درج ہے کہ:’’اُس نے کہا اے دانی ایل تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری وقت تک بندوسربمہر رہیں گی۔اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اورصاف و براق ہوں گے لیکن شریرشرارت کرتے رہیں گے اورشریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا پردانش ور سمجھیں گے اورجس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اُجاڑنے والی مکروہ چیزنصب کی جائے گی، ایک ہزار دوسونوے دن ہوں گے۔مبارک ہے وہ جوایک ہزارتین سوپینتیس روزتک انتظارکرتاہے۔‘‘

(دانیال،باب12،آیت9تا12)

اس میں آخری زمانہ کے عظیم الشان پیغمبر کے ظہورکیلئے 1290 سے 1335 کا عرصہ متعین کیا گیاہے اوراس زمانہ کا شمار ایک عظیم الشان انقلاب سےشروع کیا گیاہے۔یہ انقلاب وہ ہےجس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسوی شریعت کومنسوخ کیا جانا تھااور بت پرستی کا زوال ہونا تھا۔ یہ انقلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اکمل واتم طورپرہوا۔اور موسوی شریعت کی جگہ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کوقائم کردیااس کے بعد 1290 سے لے کر 1335 تک کے اندرآخری موعود کا آنا ضروری تھا۔سو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اس پیشگوئی کے عین مطابق ظاہرہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:’’اس پیشگوئی میں مسیح موعودکی خبرہے جوآخری زمانہ میں ظاہرہونے والا تھا سودانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیاہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سوختنی کوچھوڑ دیں گے اور بدچلنیوں میں مبتلاء ہوجائیں گے ایک ہزار دوسونوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہرہوگا۔سواس عاجز کے ظہورکا یہی وقت تھا۔‘‘(روحانی خزائن،جلد22،حقیقۃ الوحی،صفحہ207)

اسی طرح آنے والے موعوداقوام عالم کے بارے میں بدھ مذہب پارسی مذہب سکھ مذہب نے بھی عظیم الشان پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔کسی نے اسے’’میتریا‘‘یعنی صلح پھیلانے والا کہاتوکسی نے نہہ کلنک اوتارکہہ کرپکارا۔یہی موعودشخصیت مسلمانوں کےنزدیک مہدی معہود اورعیسائیوں کےنزدیک مسیح موعودہے۔مبارک وہ جوآپ کوقبول کریں۔

......☆......☆......☆......

شکرکروکہ وہ زمانہ جسکاانتظارکرتےکرتےتمہارےبزرگ آباءگزرگئے وہ وقت تم نے پالیا

اگرتم ایماندارہوتوشکرکرواورشکرکے سجدات بجالاؤکہ وہ زمانہ جسکاانتظارکرتےکرتےتمہارےبزرگ آباءگزرگئےاوربیشمارروحیں اُسکےشوق میں ہی سفرکرگئیں وہ وقت تم نے پالیا۔اب اسکی قدرکرنایانہ کرنااوراس سے فائدہ اُٹھانایانہ اُٹھاناتمہارےہاتھ میں ہے۔ (فتح اسلام،روحانی خزائن،جلد3،صفحہ7)

جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کیلئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کیلئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں بھی نہ ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا　(سورۃ الطلاق: 4)

اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لیے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ یقیناً اللہ اپنے فیصلہ کو مکمل کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک منصوبہ بنا رکھا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں:

’’جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لیے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے۔ اور اس کیلئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغ گوئی کے سوا اس کا کام نہیں چل سکتا۔ اس لیے دروغ گوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کیلئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اُسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمٰن نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا......

فرمایا: انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کے لیے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے......

فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو در بدر دھکے کھاتا اور ٹکڑے مانگتے دیکھا......

اسی طرح فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہوگا۔ رزق کا خاص طور سے اس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیں تو خدا تعالیٰ ان کو خود رزق پہنچا دے......

نیز فرمایا: اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنے والے شخص کے لیے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لیے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔

(تفسیر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، جلد سوم، تفسیر سورۃ الطور تا سورۃ الناس، صفحہ 161)

احادیث نبوی ﷺ

قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے

اللہ تعالیٰ نمازوں کے ذریعہ گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دور کردیتا ہے

جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہوگیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہوگیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ان اوّل یحاسب بہ العبد)

......☆......☆......☆......

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دور کردیتا ہے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الخمس کفارہ للخطاء)

......☆......☆......☆......

حضرت عَمرو بن شعیبؓ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔ اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو اور اس عمر میں ان کے بسترے بھی الگ کردو یعنی ان کو الگ الگ بستر پر سلایا کرو۔

(ابوداؤد، باب متی یومر الغلام بالصلوٰۃ مسند احمد)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - آپ کی معرکۃ الآراء تحریرات وتصنیفات کی روشنی میں

(حافظ سید رسول نیاز، مبلغ سلسلہ، ایڈیٹر رسالہ انصار اللہ قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ یُفِیْضُ الْمَالَ وَلَا یَأْخُذُہٗ اَحَدًا (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ) یعنی وہ مال لُٹائے گا مگر کوئی اسکو قبول نہ کرے گا۔ اِس پیشگوئی کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ مسیح موعود اسلام کی شان وشوکت وعظمت کو قائم کرنے کیلئے مخفی اور مفقود روحانی خزائن لٹائے گا اور دنیا میں پھیلائے گا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اِن (یعنی روحانی خزائن) کتب کے جوابات لکھنے والوں کیلئے آپؑ انعامی چیلنج بھی دیں گے لیکن جواب تحریر کر کے انعامی اعلان شدہ رقم حاصل کرنی کی توفیق یا ہمت کسی کو نہ ہوگی۔ اِن علمی خزائن کے جاری کرنے کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ مَیں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے اُن کو پاک صاف کروں۔“

(ملفوظات، جدید ایڈیشن، جلد اوّل، صفحہ 60)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

دراصل یہی وہ آخری زمانہ ہے جس کی نسبت قرآنِ کریم واحادیث میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں کہ ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی سہولیات کے سامان میسر آئیں گے۔ جیسا کہ قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (سورۃ التکویر:11) اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔ چنانچہ اِس زمانہ میں اشاعت کیلئے مطبع خانے اور کتب اور تقریر وتحریر کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے حیرت انگیز ایجادات ہوئیں۔ اِس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:”

کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اسوقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے...... ایسا ہی آیت وَآخَرِینَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِھِمْ (جمعہ:3) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کیلئے موزون ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا اور اسکے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے...... اِس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَآخَرِینَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِھِمْ اور نیز حسب منطوق آیت یَآیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کیلئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 260 تا 263)

الٰہی تائید ونصرت کی وجہ سے مذہبِ اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی تحریرات وتصانیف لازوال ابدی صداقتوں کے ساتھ آفتاب کی مانند چمک رہی ہیں۔ برصغیر ہندو پاک کی تین اہم زبانوں یعنی اردو، فارسی اور عربی میں آپؑ کا منثور اور منظوم کلام جو ہر قسم کی فانی لذتوں سے پاک اور سراسر حق وحکمت کی طرف رہنمائی کرنے والا لاثانی کلام ہے۔ اپنی تصانیف میں نصرتِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 403)

انشاء پردازی کے وقت کس طرح خدا تعالیٰ آپکی معاونت کرتا ہے، اسکے متعلق آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 434)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام کتب خدا تعالیٰ کی خاص تائید سے تصنیف فرمائی ہیں۔ چنانچہ کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ جب تحریر کی گئی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی کے رنگ میں بشارت ملی کہ ”مضمون بالا رہا“ آپؑ کی تحریرات نہ صرف علمی معارف پر مشتمل ہیں بلکہ لوگوں کو زندگی بخشتی ہیں، ایسی ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی

چھ امور میں مقابلہ کا پرشوکت چیلنج

اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا

میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کر لیں۔ اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔ اوّل۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں ←

ہیں جن سے لوگوں کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آپؑ اپنی تحریرات کی اہمیت کے بارہ میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کیلئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جُرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُسکے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اسکو کوئی بند نہیں کرسکتا سو تم مقابلہ کیلئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل: 37) بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ اور پھر اس دکھ کے مقام میں تمہیں یہ کہنا پڑے کہ مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 104)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خدمت کیلئے 1872ء سے ہی قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اور منشور محمدی (جو کہ بنگلور کرناٹک) سے شائع ہوتا تھا میں مضامین تحریر فرما کر ارسال فرمانے لگے۔ نیز دوسرے مسلم پریس میں بھی اپنے مضامین بغرضِ اشاعت بھجوانے لگے۔ آپؑ کی کتابوں کو ’’روحانی خزائن‘‘ کے نام سے جمع کر کے 23 جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ ہے۔ جو 1880 سے 1884 کے درمیان 4 جلدوں میں شائع ہوئی۔ یہ ایک معرکۃ الآراء تصنیف تھی جسکے منظر عام پر آنے سے برصغیر ہندوپاک کی مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ یہ کتاب ایسے وقت میں تصنیف کی گئی کہ جب انگریزی دورِ حکومت بامِ عروج پر تھا جسکے زیر سایہ عیسائی مشن پوری قوت سے عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم عمل تھے۔ پورے ہندوستان میں عیسائی مشنز قائم کئے گئے۔ عیسائیوں کی طرف سے اسلام وبانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں صدہا کتب شائع کی گئیں اور کروڑہا کی تعداد میں مفت پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ مسلم عوام کا یہ حال تھا تو علماء اسلام آپس میں ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگانے میں مصروف تھے۔ اُس دور میں اسلام کی بے کسی و بے بسی کا نقشہ مولانا حالی مرحوم نے 1897ء میں اپنی مسدّس حالی میں کچھ یوں بیان کیا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کے ارتداد کو روکنے کیلئے نہایت دردمندانہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں قرآنِ مجید کو کلام الٰہی اور مکمل و بے نظیر کتاب ثابت کیا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دعویٰ نبوت ورسالت میں صادق ہونا ناقابلِ تردید دلائل سے ثابت کیا اور اِن دلائل کے بالمقابل کسی دشمنِ اسلام کے ایسے دلائل کے ثُلث یا رُبع یا خُمس پیش کرنے والے 10 ہزار روپئے کا انعام مقرر کیا اور ہر مخالفِ اسلام کو مقابلہ کیلئے دعوت دی۔ آپ علیہ السلام نے یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، برہموسماجیوں، بت پرستوں، دہریوں، اباحتیوں اور لامذہبوں وغیرہ سب کے وساوس کے مسکت جواب دیئے اور مخالفین کے اصولوں پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق کے ساتھ عقلی بحث کی۔

تمام فرقوں کے مقابلہ میں اِس کتاب کے تالیف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’قبل ازیں جو کتب...... لکھی جاتی رہیں وہ خاص خاص فرقوں کے مقابلے پر رقم ہوئیں اور ان کتب کی براہین اور وجوہات اور دلائل وہاں تک ہی محدود تھیں جو اس خاص فرقہ کے ملزم کرنے کیلئے کافی تھیں لیکن براہین احمدیہ تمام فرقوں کے مقابلے میں عام تحقیقات کے ساتھ تالیف ہوئی جو ہر ایک فرقہ کے مقابلہ پر سچائی اور حقیت، اسلام کی دلائل عقلیہ سے ثابت کرے کہ جن کے ماننے سے کسی کو چارہ نہیں۔ سوالحمد للہ کہ ان مقاصد کے پورا کرنے کیلئے یہ کتاب طیار ہوئی۔ اس سے یہ بھی غرض تھی کہ اجمالی طور پر اظہار دین اور اتمام حجّت براَدیان باطلہ ہو۔‘‘

(بحوالہ براہین احمدیہ حصہ دوم، صفحہ 56 تا 57)

اِس کتاب کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہوا۔ ارتداد کا طوفان تھم گیا۔ کئی مسلم علماء نے اِس کتاب کی تعریف کی۔ جن میں مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے اشد ترین معاند احمدیت بھی شامل ہیں۔

براہین احمدیہ کا ردّ لکھنے والے کیلئے آپ نے دس ہزار روپئے کا نقد انعام مقرر فرمایا۔ اِس اعلان کے بعد کئی مخالفینِ اسلام نے اِس کتاب کا ردّ لکھنے کا اعلان کیا تو ایسے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرمایا: ’’سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں افلاطون بن جاویں بیکن کا اوتار دھاریں ارسطو کی نظر اور فکر لاویں اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کیلئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے الٰہہ باطلہ۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 56، 57)

عیسائیوں، برہموسماجیوں کی طرف سے جواب لکھنے کیلئے عملاً کوئی آگے نہ آیا۔ لیکن ایک آریہ سماجی لیڈر پنڈت لیکھرام پشاوری نے ’’تکذیب براہین احمدیہ‘‘ تحریر کر کے شائع کی اور ہمیشہ کیلئے آریہ دھرم کی شکست فاش پر مہر لگا کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اُس نے اِس کتاب میں سوائے فضولیات کے اور کچھ نہ لکھا تھا۔ پھر بھی حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعد میں خلفیہ اوّل منتخب ہوئے، نے اِس کتاب کا جواب ’’تصدیق براہین احمدیہ‘‘ کے نام سے تحریر فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس چیلنج کے متعلق ایک برہموسماجی لیڈر دیویندر ناتھ سہائے تحریر کرتے ہیں۔

’’برہموسماج کی تحریک ایک طوفان کی طرح اُٹھی اور آناً فاناً نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اسکی شاخیں قائم ہوگئیں۔ بھارت میں نہ صرف ہندو اور سکھ ہی اس سے متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے بھی اس میں شمولیت اختیار کی ......عین ان ہی دنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے ایک بڑے عالم تھے ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور ان کو مناظرے کیلئے چیلنج دیا۔ افسوس ہے کہ برہمو سماج کے کسی وِدوان نے اس چیلنج کی طرف توجہ نہیں کی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ مسلمان جو کہ برہمو سماج کی تعلیم سے متاثر تھے نہ صرف پیچھے ہٹ گئے بلکہ باقاعدہ برہموسماج میں داخل ہونے والے مسلمان بھی آہستہ آہستہ اُسے چھوڑ گئے۔‘‘

(رسالہ کومدی کلکتہ، اگست 1920ء)

دراصل یہ کتاب اپنے بنیادی اور اصولی محکم دلائل کی بنیاد پر اسلام کی حقانیت اور صداقت پر آپکی باقی تمام کتب کیلئے متن کے طور پر ہے اور باقی سب اسکی شرح ہیں۔

اس کتاب میں اسلام کی تعلیمات کو ایک نئے زاویے سے پیش کرتے ہوئے آپؑ نے ثابت کردیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے، قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے اور حضرت محمد رسول اللہؐ ایک زندہ نبی ہیں۔ آپؐ کی اتباع واطاعت کے ثمرات تازہ بتازہ ہر زمانے کے کامل اور سچے متبعین کے ذریعے ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جنکا قطعی ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہونے والے

کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم ونثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کرسکے تو میں کاذب ہوں۔ دوم۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر مَیں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی مَیں جھوٹا ہوں۔ سوم۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے ←

مکالمات ومخاطبات ہیں۔

سرمہ چشم آریہ

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی ایک اوراہم تصنیف سرمہ چشم آریہ ہے۔جس میں لالہ مرلی دھر ڈرائنگ ماسٹر رکن آریہ سماج ہوشیارپور کے ساتھ ایک مذہبی مباحثہ کی روداد ہے۔اس میں معجزہ شق القمر،نجات دائمی ہے یا محدود،روح ومادہ حادث ہیں یاانادی اورمقابلہ تعلیمات ویدوقرآن کریم پرمفصّل بحث کی گئی ہے اور اس کتاب کا ردّ لکھنے والے کو پانچ صدروپیہ انعام دینے کا چیلنج بھی دیا ہے۔اسی کتاب میں ایک ’’اشتہار انعامی پانچ سوروپیہ‘‘ میں اس چیلنج کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’یہ کتاب یعنے سرمہ چشم آریہ بتقریب مباحثہ لالہ مرلیدھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر ہوشیارپور جوعقائد باطلہ وید کی بکلّی بیخ کنی کرتی ہے اس دعویٰ اوریقین سے لکھی گئی ہے کہ کوئی آریہ اس کتاب کا ردنہیں کرسکتا کیونکہ سچ کے مقابل پر جھوٹ کی کچھ پیش نہیں جاتی اور اگرکوئی آریہ صاحب ان تمام وید کے اصولوں اوراعتقادوں کو جواس کتاب میں رد کئے گئے ہیں سچ سمجھتا ہے اوراب بھی ویداوراس کے ایسے اصولوں کو ایشرکرت ہی خیال کرتا ہے تواس کو اسی ایشر کی قسم ہے کہ اس کتاب کا ردلکھ کر دکھلاوے اور پانسو روپیہ انعام پاوے۔ یہ پانسو روپیہ بعد تصدیق کسی ثالث کے جو کوئی پادری یا برہمو صاحب ہوں گے دیا جائے گا۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ،روحانی خزائن،جلد2،صفحہ 321)

لیکن آج تک کوئی بھی اِس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اِس کتاب کا ردّ نہیں لکھ سکا اور نہ انعام حاصل کرسکا۔

شحنۂ حق

سرمہ چشم آریہ کی اشاعت پر قادیان کے آریوں کی طرف سے ’’سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اورفن فریب غلام احمد کی کیفیت‘‘ شائع کی گئی۔جس میں نہایت گندہ دہنی اور دل آزاری اور سخت کلامی بھری ہوئی تھی۔ اِس کتاب کی تردید میں حضرت امام الزمان نے شحنۂ حق تحریر فرمائی کیونکہ یہ کتاب آریوں کے آوارہ طبع لوگوں کو سیدھا کرنے کیلئے شحنہ کا حکم رکھتی ہے۔ اِسلئے رسالہ کا ایک اورنام حضور نے ’’آریوں کی کسی قدر خدمت اورانکے ویدوں اورنکتہ چینیوں کی کچھ ماہیّت‘‘ تجویز فرمایا۔

فتح اسلام

عالمِ اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا شدّت سے انتظار کررہا تھا۔لیکن اسلام کی کسمپرسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ذریعہ اعلان کروایا کہ ’’مسیح جوآنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔‘‘ نیز تحریر فرمایا کہ ’’مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کردیا جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ’’مَیں صلیب کے توڑنے اورخنزیروں کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔‘‘ (فتح اسلام،روحانی خزائن، جلد3،صفحہ 10،11 حاشیہ) اِس کتاب میں حضورؑ نے سلسلہ کے اہم کاموں کو مدّنظر رکھتے ہوئے پانچ اہم شاخوں کا ذکر کیا ہے۔

(1)تصنیف وتالیف
(2)اشتہارات
(3)واردین اورصادرین کا سلسلہ
(4)مکتوبات
(5)مریدوں اوربیعت کرنے والوں کا سلسلہ

اِس کتاب میں ایک جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کیلئے خاص کرکے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام واشاعتِ نُورحضرت خیرالانام اور تائیدِ مسلمانوں کیلئے اورنیز اُنکی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اوراسے سرد اور بے رونق اور بے نُور نہیں ہونے دُوں گا۔وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور اِن اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چُپ رہتا اوراپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جسکو اپنے پاک کلام میں مؤکّد طور پر بیان کرچکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہرایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اسکے دین کی تجدید کریگا سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اورایمان اوریقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدہ کو پورا کردیا اوراپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کرکے دکھلایا بلکہ آئندہ کیلئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اورخوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگرتم ایماندار ہوتو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اوربیشمار روحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کرگئیں وہ وقت تم نے پالیا۔اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اوراس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اِس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ **مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا** تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کردیا جائے۔‘‘

(فتح اسلام،روحانی خزائن،جلد3،صفحہ 6 تا 8)

توضیح مرام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے عقیدہ کی تردید اورآپؑ کے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے لوگوں میں پھیلنے والے مخالفانہ رویّہ کو روکنے کیلئے حضورؑ نے مناسب سمجھا کہ اپنے دعویٰ کو مفصّل طور پر سمجھایا جائے۔اس لئے آپؑ نے وضاحت کرنے کیلئے یہ اہم کتاب توضیح مرام تحریر فرما کر لوگوں کو جلد بازی سے قدم نہ اُٹھانے کی نصیحت فرمائی۔اسی اثناء میں لدھیانہ میں کتاب ’ازالہ اوہام‘ تحریر فرمائی جس میں اسلام کے غلبہ کیلئے ضروری طریقہ کار سمجھایا ہے اوراپنے دعویٰ کے سلسلہ میں معاندین کی طرف سے اُٹھنے والے اعتراضات واوہام کا جواب دیا ہے۔ متلاشیانِ حق جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی صداقت کو سمجھنا چاہتے ہیں اُن کیلئے یہ تینوں رسالے نہایت اہم ہیں۔

تحفہ گولڑویہ

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اورانکے مریدوں اورہم خیال لوگوں پر اتمام حجت کی غرض سے ایک اورمعرکۃ الآراء تصنیف تحفہ گولڑویہ کے نام سے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے 1900ء میں تحریر فرمائی جس میں آپؑ نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر زبردست دلائل دیئے اورنصوص قرآنیہ وحدیثیہ سے ثابت کیا کہ آنے والے مسیح موعود کا امت محمدیہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور اسکے ظہور کا یہی زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔اِس قدر وثوق اوریقین سے یہ کتاب لکھی گئی کہ حضورؑ نے اِس کتاب کا ردّ لکھنے والے کو پچاس روپیہ انعام دینے کا وعدہ بھی فرمایا ہے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں یہ رسالہ لکھ کر اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھ کر میرے ان تمام دلائل کو اول سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کرکے ہم دونوں کی حاضری میں میرے تمام دلائل ایک ایک کرکے حاضرین کے سامنے ذکر کریں اور پھر ہرایک دلیل کے مقابل پر جس کو وہ بغیر کسی کمی بیشی اورتصرف کے حاضرین کو سُنادیں گے پیر صاحب کے جوابات سُنادیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح ہیں اوردلیل پیش کردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو میں مبلغ پچاس روپیہ انعام بطور فتح یابی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دے دوں گا اوراگر پیر صاحب تحریر فرماویں تو میں یہ مبلغ پچاس روپیہ پہلے سے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس جمع کرادوں گا۔مگر یہ پیر صاحب کا ذمہ ہوگا کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کو ہدایت کریں کہ تا وہ مبلغ پچاس روپیہ اپنے پاس بطور امانت جمع کرکے باضابطہ رسید دیدیں اورمندرجہ بالا طریق کی پابندی سے قسم کھا کرانکو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر میرے اجازت کے پچاس روپیہ پیر صاحب کے حوالہ کردیں۔ قسم کھانے کے بعد میری شکایت اُن پر کوئی نہیں ہوگی صرف خدا پر نظر ہوگی جس کی وہ قسم

میرے پاس رہے۔ اگراس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہوتو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔ **چہارم**۔اوراگر یہ بھی منظور نہ ہوتو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دے دیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگرکوئی نشان ظاہر ہوتو ہم توبہ کریں گے اورمصدق ہوجائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوخواہ پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔ **پنجم**۔اوراگر یہ بھی منظور نہ ہوتو شیخ محمد حسین بطالوی اوردوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کرلیں۔ پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں ←

کھائیں گے۔ پیر صاحب کا یہ اختیار نہیں ہوگا کہ یہ فضول عذرات پیش کریں کہ میں نے پہلے سے ردّ کرنے کیلئے کتاب لکھی ہے۔ کیونکہ اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلا شبہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں ہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 36)

اعجازِ احمدی

ضلع امرتسر میں ایک دیہات مدّ میں میاں محمد یعقوب صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو ان کی سخت مخالفت ہوئی۔ انہوں نے اپنے بھائی میاں محمد یوسف صاحب کو بلوالیا۔ گاؤں والوں نے مناظرہ کیلئے بار بار کہا تو میاں محمد یوسف صاحب کے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد سرور شاہ صاحب اور مولوی محمد عبداللہ صاحب کشمیری کو وہاں بھجوایا۔ دوسری طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر مقرر ہوئے۔ 29، 30 اکتوبر 1902ء کو مناظرہ ہوا جسکے دوران مولوی ثناء اللہ صاحب نے اعتراض کیا کہ (1) مرزا صاحب کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں (2) میں مرزا صاحب سے مباہلہ کیلئے تیار ہوں (3) چاہوں تو اعجاز المسیح کا جواب بڑی آسانی سے لکھ سکتا ہوں۔ اِس کے جواب میں حضورؑ نے یہ کتاب تالیف فرمائی۔

8 تا 12 نومبر 1902ء یعنی صرف پانچ دنوں میں یہ کتاب مکمل لکھی گئی۔ خدا تعالیٰ کی تائید سے لکھے جانے والے عربی قصیدہ اور اُردو عبارتوں کو آپؑ نے خدا تعالیٰ کا ایک نشان قرار دیا جسکا جواب لکھنے والے کیلئے دس ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا۔

اِس اشتہار میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اُس اُردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اِس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کیلئے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کیلئے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اِس اُردو کا ردّ بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جسکی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اِس شرط کا توڑنے والا ہوگا...... پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اُردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں مَیں اُسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو اِن تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو مَیں نے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اِسی قدر مضمون اُردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ جو اِسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اِسی مُدّت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو مَیں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا...... مَیں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب مل کر اُردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتملہ بر واقعات لکھ دیں مَیں کچھ عذر نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو مَیں بیشک جھوٹا ٹھہروں گا...... اِس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں اُن کا ازلی حصّہ ہوگا اور اِس انعام میں سے ثناء اللہ کو پانچ ہزار ملے گا۔ اور باقی پانچ کو اگر فتح یاب ہو گئے ایک ایک ہزار ملے گا۔'' (اعجازِ احمدی، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 203)

چنانچہ مقررہ میعاد گزر گئی مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری نہ تو انفرادی طور پر اور نہ ہی اجتماعی طور پر اِس کا جواب لکھنے کی جرأت کر سکا۔ پیشگوئی کے مطابق مخالفین کے دل غبی ہو گئے اور قلم ٹوٹ گئے۔ پیشگوئی پوری ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت نیّر النہار کی طرح ثابت ہو گئی۔ اشتہار کے اوپر یہ اشعار حضور علیہ السلام نے تحریر فرمائے:

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریرات میں متعدد امور میں مخالفین کو چیلنج دیا مگر کسی مخالف کو بھی آپ کے کسی بھی چیلنج کو قبول کرنے اور آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آپ نے بیسیوں پُر شوکت چیلنج دیکر بارہا اپنی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کیلئے اور اُنہیں اسلام کی طرف دعوت دینے کیلئے ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، جنگِ مقدس، انجام آتھم، تحفہ قیصریہ، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، ستارہ قیصریہ، گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، چشمہ مسیحی جیسی اہم کتب تحریر فرمائیں۔ آپؑ کی ایک محققانہ کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' ہے۔ اس کتاب میں آپ نے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ ہی امید رکھنی چاہئے کہ وہ پھر زمین پر نازل ہوں گے۔ دراصل وہ ایک سو بیس سال کی عمر پا کر سرینگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سرینگر خانیار محلہ میں اُن کی قبر موجود ہے۔ اِس امر کو اُس وقت سے لیکر آج تک کئی عیسائی محققوں نے اپنی تحقیق سے بھی ثابت کیا ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب اور آریوں کے متعلق پرانی تحریریں، سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، آریہ دھرم، قادیان کے آریہ اور ہم، چشمہ معرفت وغیرہ معرکۃ الآراء کتب تصنیف فرمائیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور معرکۃ الآراء تصنیف 'اسلامی اصول کی فلاسفی' ہے۔ جناب سوامی سادھو شوگن چندر صاحب کی طرف سے لاہور میں 26، 27، 28 دسمبر 1896 کی تاریخوں میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس تقریر کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھ کر سنایا۔ انتظامیہ کی طرف سے مندرجہ ذیل پانچ سوالات دیئے گئے تھے جن کا جواب مقررین کو دینا تھا۔

(1) انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں (2) انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ (3) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟ (4) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟ (5) علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

اِس جلسہ میں سناتن دھرم، ہندوازم، آریہ سماج، فری تھنکر، برہمو سماج، تھیوسوفیکل سوسائٹی، ریلیجن آف ہارمنی، عیسائیت، اسلام اور سکھ ازم کے نمائندوں نے تقریریں کیں لیکن ان تمام تقاریر میں سے صرف ایک ہی تقریر ان سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی۔ وہ تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر جسکے متعلق پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی تھی کہ 'مضمون بالا رہا'۔ اِس امر کا اظہار کرتے ہوئے 'سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری' کے عنوان سے آپؑ نے ایک اشتہار بھی شائع فرمایا۔

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون سب پر غالب رہا۔ چنانچہ ایک اخبار ''چودھویں صدی'' راولپنڈی نے برملا اِس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا: ''ان لیکچروں میں سب سے عمدہ لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیان کا لیکچر تھا جسکو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔''

(اخبار چودھویں صدی، یکم فروری 1897ء)

گا کہ میں جھوٹا ہوں یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں اور یا مباہلہ کر لیں۔ ششم اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے اور میری جماعت سے ←

اِس کتاب میں صرف اور صرف قرآنِ کریم کی تعلیمات کی روشنی میں مقررہ سوالوں کے جوابات دیئے گئے اور کسی دوسرے مذہب کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا گیا۔ اِس کتاب کو پڑھ کر آج تک سیکڑوں لوگ اسلام واحمدیت میں داخل ہوئے اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؑ کی تصانیف میں کس قدر خدائی تعاون ونصرت موجود ہے۔

کشتی نوح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب 5/اکتوبر 1902ء کو تحریر فرمائی۔ اِس کتاب کا دوسرا نام دعوت الایمان اور تیسرا تقویۃ الایمان ہے۔ اِس کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے کہ ’’رسالہ آسمانی ٹیکہ جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ خود نشان کے طور پر ہماری جماعت کو طاعون سے محفوظ رکھے گا اِس لئے ہماری جماعت کو ٹیکہ کرانے کی ضرورت نہیں اور فرمایا کہ طاعون کے بعد لوگ کثرت سے ہماری جماعت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ طاعون کے ظاہر ہونے کے بعد جماعت کے تمام افراد محفوظ رہے اور اِس نشان کو دیکھ کر ہزارہا لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی اِس کتاب کو بار بار پڑھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ 8/نومبر 1902ء کو مونگھیر سے محمد رفیق صاحب بی اے اور محمد کریم صاحب قادیانی تشریف لائے ہوئے تھے۔ دونوں نے نماز فجر کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ بیعت کر چکے تو حضور نے فرمایا کہ ’’ہماری کتابوں کو خوب پڑھتے رہو تا کہ واقفیت ہو اور کشتی نوح کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرتے رہا کرو اور ہمیشہ خط بھیجتے رہو۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 502)

ایک نوجوان کو گناہوں سے بچنے کے ذرائع بتاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’ایک یہ بھی علاج ہے گناہوں سے بچنے کا کہ کشتی نوح میں جو نصائح لکھی ہیں ان کو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 399)

کئی لوگ اِس کتاب کے مطالعہ سے ہدایت پا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور احمدیوں کی استقامت کیلئے بھی اِس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’مَیں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے۔ اگر مرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ جب کوئی طبیب کسی کو نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دے تو اُسے ہرگز فائدہ نہ ہوگا کیونکہ فائدہ تو اُس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا جس سے وہ خود محروم ہے۔ کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اسکے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 541)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2018ء میں کشتی نوح کو بار بار پڑھنے اور درسوں میں سننے اور سنانے کے انتظام کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

آئینہ کمالاتِ اسلام

اِس کتاب کا اردو حصہ 1892ء میں تحریر کیا گیا۔ اِس کا دوسرا نام دافع الوساوس ہے۔ پادریوں کی طرف سے اسلام، بانی اسلام اور قرآنِ مجید پر بے تحاشا الزامات عائد کئے جارہے تھے۔ وہ یقین کر رہے تھے کہ ہندوستان کا آئندہ مذہب عیسائیت ہوگا۔ پھر خود مسلمان بھی ایسے عقائد رکھ رہے تھے کہ جن سے پادریوں کے پیش کردہ عقائد کی تائید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت وفوقیت ثابت ہو رہی تھی۔ ایسے وقت میں آپؑ نے اسلام کے دفاع میں یہ معرکۃ الآراء کتاب تحریر فرمائی۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کے چار حصے لکھنے کے بعد 1905ء میں براہین احمدیہ پنجم تحریر فرمائی جسکی تاخیر کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ یہ حصہ پنجم درحقیقت پہلے حصّوں کیلئے بطور شرح کے ہے۔ اس کتاب میں حضورؑ نے سچے اور زندہ مذہب کی امتیازی خصوصیات بیان فرمائیں۔ نیز فرمایا کہ سچے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی قولی اور فعلی تجلیات کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت کامل نہیں ہوتی اور کامل معرفت کے بغیر گناہ سے نجات حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنے الہامات کے پورے ہونے کے متعلق تفصیل سے گفتگو فرمائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور پیشگوئیوں کو عظیم الشان رنگ میں پورا فرمایا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے علاوہ آپؐ کے من جانب اللہ ہونے کا بھی ثبوت ہیں۔ اسی لئے اس کتاب کا دوسرا نام ’نصرت الحق‘ بھی رکھا۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بعض معترضین کے اعتراضات کا جواب بھی آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ نیز انسان کی جسمانی وروحانی پیدائش کے چھ مراتب قرانی آیات کی روشنی میں بیان کئے ہیں اور ان دونوں پیدائشوں میں ایسے احسن رنگ میں مشابہت بیان کی ہے کہ اسلام کی 14 سو سالہ تاریخ میں ایسی اعلیٰ درجہ کی تفسیر نہیں ملتی۔

تریاق القلوب

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جسے آپؑ نے 28 اکتوبر 1902ء کو شائع فرمایا۔ دراصل منشی الٰہی بخش صاحب نے حضور اور سلسلہ احمدیہ کے خلاف جو پیشگوئیاں کی تھیں اُس کے جواب میں جولائی کے آخر میں آپ نے اِس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔ اس میں آپ نے اُن آسمانی نشانات کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی تائید میں ظاہر فرمائے تھے۔ نشان نمائی میں مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: ’’خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو مجھے آسمانی نشان عطا فرمائے ہیں اور کوئی نہیں کہ ان میں میرا مقابلہ کر سکے اور دنیا میں کوئی عیسائی نہیں کہ جو آسمانی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے۔‘‘ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 167، 168)

تفسیر نویسی کا مقابلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جابجا قرآنِ کریم کی تفسیر بھی بیان فرمائی ہے۔ قرآنِ کریم کی تفسیر بیان کرنا خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:80) یعنی کوئی اسے چُھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔ چنانچہ اِس میدان کے ذریعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے علماء کو تفسیر نویسی کے مقابلہ کی دعوت دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنِ کریم کی آیات کی ایسی اعلیٰ اور عمدہ تفسیر بیان فرمائی کہ جس کی نظیر گزشتہ تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ آپؑ کے اِس چیلنج کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی وغیرہ حیلہ بازی کرتے رہے لیکن کھل کر سامنے آ کر تفسیر کا نمونہ پیش کرنے سے قاصر رہے۔ مولوی محمد حسن فیضی صاحب جواب لکھنے کی تیاری کرتے ہوئے نوٹس لکھنے لگے تھے مگر خود ہی اپنے ہاتھ سے ایک جگہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین تحریر کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر عبرت کا نشان بن گئے۔ الغرض اِس میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہوئی۔

نشان کسوف وخسوف

قرآنِ کریم اور احادیث میں آخری زمانے میں امام مہدی کے ظہور کے وقت کسوف وخسوف کا نشان ظاہر ہونے کی پیشگوئی موجود ہے۔ دارقطنی کی حدیث کے مطابق پہلی

سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے ←

دفعہ 1894ء میں مشرقی کُرہ میں اور دوسری دفعہ 1895ء میں مغربی کرہ میں مقررہ تاریخوں میں یہ نشان ظاہر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشان کسوف وخسوف کو بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں نہایت تحدی کے ساتھ متعدد کتابوں میں پیش فرمایا ہے چنانچہ آپؑ نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ، انوارالاسلام، انجام آتھم، ضمیمہ نزول المسیح میں اِس نشان کا ذکر فرمایا۔ پھر چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں: ''پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اُسکے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتا دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا۔'' (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 329، 330 حاشیہ)

وفاتِ مسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں وفاتِ مسیح کا مسئلہ بہت پختہ اور کامل دلائل سے پیش کیا اور ہزاروں روپیوں کے انعامات کا بھی اعلان فرمایا۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار وقصائد ونظم ونثر قدیم وجدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض رُوح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 285/ح)

اپنی تصنیف لطیف کتاب البریہ میں آپ نے اس انعام کو بڑھا کر بیس ہزار کیا اور صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث ہی پیش کرنے کا چیلنج دیا۔ کتاب تحفہ غزنویہ میں لفظ خلت کے متعلق ہزار روپیہ کا چیلنج آپؑ نے دیا۔ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں مُردوں کے دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی راہ میں مانع آیات کو غیر قطعیۃ الدلالت ثابت کرنے پر ہزار روپیہ کا چیلنج دیا۔ لفظ توفی کے متعلق اسی کتاب میں ہزار روپئے کا چیلنج دیا۔ الغرض اِس مسئلہ میں ایسے واضح دلائل بیان فرمائے کہ مخالفین انگشت بدنداں رہ گئے اور کئی سعید فطرت لوگ آپکی صداقت کے قائل ہوکر احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔

کتب نویسی کا مقابلہ

اپنی صداقت ثابت کرنے کیلئے آپؑ نے اپنے مخالفین کو کتب نویسی کے مقابلہ کی بھی دعوت دی۔ ایک مقام پر ''اے شک کرنے والو! آسمانی فیصلہ کی طرف آجاؤ'' کے عنوان سے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اے بزرگو! اے مولویو! اے قوم کے منتخب لوگو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ غیظ اور غضب میں آکر حد سے مت بڑھو۔ میری اس کتاب کے دونوں حصّوں کو غور سے پڑھو کہ ان میں نور اور ہدایت ہے۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ و ملٰئکتِہٖ و کُتُبہٖ ورُسُلِہٖ والبعث بعد الموت واشھد ان لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شریك له واشھد ان محمّدًا عبدہٗ ورسوله فاتقوا الله ولا تقولوا لست مُسلما واتقواالملك الذی الیه ترجعون۔

اور اگر اب بھی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد شک ہے تو آؤ آزمالو خدا کس کے ساتھ ہے۔ اے میرے مخالف الرائے مولویو اور صوفیو! اور سجادہ نشینو!!! جو مُکَفِّر اور مُکَذِّب ہو مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ لوگ مل جل کر یا ایک ایک آپ میں سے اُن آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمٰن کے لازم حال ہوا کرتے ہیں تو خدائے تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا اور تمہارے پردوں کو پھاڑ دے گا اور اس وقت تم دیکھو گے کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے؟ کہ اس آزمائش کیلئے میدان میں آوے اور عام اعلان اخباروں کے ذریعہ سے دے کر ان تعلقات قبولیت میں جو میرا ربّ میرے ساتھ رکھتا ہے اپنے تعلقات کا موازنہ کرے یاد رکھو کہ خدا صادقوں کا مددگار ہے وہ اسی کی مدد کرے گا جسکو وہ سچا جانتا ہے چالاکیوں سے باز آجاؤ کہ وہ نزدیک ہے۔ کیا تم اس سے لڑو گے؟ کیا کوئی متکبرانہ اُچھلنے سے درحقیقت اونچا ہوسکتا ہے کیا صرف زبان کی تیزیوں سے سچائی کو کاٹ دو گے اس ذات سے ڈرو جسکا غضب سب غضبوں سے بڑھ کر ہے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 102)

قرآنِ کریم کا دیگر کتب مقدسہ سے مقابلہ کر کے اپنی تصانیف میں آپ نے ثابت کیا کہ قرآنِ کریم ہی زندہ کتاب ہے۔ توریت وانجیل اور وید کی تعلیمات کا موازنہ قرآنِ کریم کی تعلیمات سے متعدد کتب میں کرنے کے بعد دیگر مذاہب کے لوگوں کو فضائل القرآن میں مقابلہ کی دعوت دی۔ جس سے مخالفین لاجواب ہوکر آپ علیہ السلام کی صداقت کے گواہ بننے پر مجبور ہو گئے۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اِس ضمن میں فرماتے ہیں: ''اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد ویگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کیلئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اُڑا دیئے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اسکے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہورہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہورہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہورہے ہیں۔'' (پیغام برموقع روحانی خزائن، ایڈیشن 2008ء، صفحہ 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''مَیں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں گا اور ہر ایک مقابلہ میں روح القدس سے مَیں تیری مدد کروں گا۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 241)

خدا تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، قرآنِ کریم کی فوقیت اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت ثابت کرنے کیلئے ایسی اعلیٰ علمی وروحانی عقلی ونقلی دلائل پر مشتمل معرکۃ الآراء کتب تصنیف فرمائیں کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ تحریرات وتصنیفات آپ کی صداقت کو ثابت کرتی ہیں۔ اِن کتب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج کے طور پر مخالفین کے سامنے پیش کیا ہے مگر کوئی جواب دینے کی ہمت نہیں کر پایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہوجائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہوجانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہوجاؤں گا ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کرسکتا۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رُوحانی خزائن جلد 11، صفحہ نمبر 304 تا 319)

صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ۔ آپ کی عظیم الشان عربی تصنیفات کی روشنی میں

(محمد شریف کوثر، مبلغ سلسلہ، استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے امت محمدیہ میں آنے والے مسیح موعود و مہدی معہود کے بارے میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی: إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُوِ (مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر خروج الدجال) جب وہ (امام مہدی) اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے۔ جب وہ سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے موتیوں کی طرح سفید نظر آئیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کے بہت سے مطالب اور مفاہیم ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام جب الٰہی تفہیم کے مطابق اپنا سر جھکا کر معارف الٰہیہ کو تحریر کریں گے تو وہ روحانیت کے قطرے ہوں گے جو ان کی قلم مبارک سے صفحات قرطاس پر لکھے جائیں گے اور جب وہ سر اٹھا کر انہیں اپنی تقریر میں بیان کریں گے تو وہ قطرے موتیوں کی طرح سفید اور روشن ہوں گے۔ وہ روحانی براہین شیطانی تاریکیوں کو دور کر کے صدق اور سچائی کی روشنی کو دنیا میں پھیلائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے یہ مبارک کلمات بڑی شان سے پورے ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قلم اور تحریرات سے ہستی باری تعالیٰ کے اثبات اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کے زبردست اور ناقابل تردید دلائل دنیا کے سامنے پیش کئے اور آپ کی ہر ایک کتاب بہت سی سعید روحوں کیلئے موجب ہدایت بنی اور قیامت تک بنتی چلی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

عربی کتب کی تصنیف کا آغاز

ابتدا میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر وتقریر کیلئے ہندوستان کی معروف زبان اردو کا استعمال فرمایا اور 1892 میں آپ نے ایک کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' تصنیف فرمائی۔ روحانی خزائن کے صفحات کے مطابق جب آپ 363 صفحات تحریر کر چکے تو آپؑ کے ایک صحابی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ''حضور کچھ عربی میں بھی لکھیں'' تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا کہ ''میں عربی نہیں جانتا۔'' مولوی صاحب بے تکلف آدمی تھے انہوں نے پھر عرض کیا ''میں کب کہتا ہوں کہ حضور عربی جانتے ہیں، میری غرض تو یہ ہے کہ کوہ طور پر جایئے اور وہاں سے کچھ لایئے۔'' (حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا ''ہاں میں دعا کروں گا۔''

اس کے بعد آپ تشریف لے گئے، اور جب آپ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے تو فرمایا: 'مولوی صاحب میں نے دعا کر کے عربی لکھنی شروع کی تو یہ بہت آسان معلوم ہوئی'' چنانچہ پہلے میں نے نظم لکھی اور کئی سو شعر عربی میں لکھ کر لے آیا ہوں، آپ سنیں۔ یہ عربی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تصنیف تھی اور آئینہ کمالات اسلام میں درج ہوئی۔

(بحوالہ سیرت مسیح موعودؑ، صفحہ 527، مصنف حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ فرمایا کہ: ''میں عربی نہیں جانتا'' تو یہ قول آنحضرت ﷺ کے اس جواب سے مشابہ تھا جو آپ نے اس فرشتے کو دیا جو غار حراء میں وحی لیکر آیا تھا اور کہا ''اقرأ'' (تو پڑھ) تو رسول کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا: ما انا بقارئ کہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا اور نبی کریم ﷺ اسکے نتیجہ میں دنیا کے معلم بن گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدائے علیم نے خدمت قرآن مجید اور احیائے اسلام کے لئے عربی، اردو اور فارسی زبان میں وہ علوم سکھائے جن سے اولی الالباب استفادہ کر رہے ہیں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں اور اپنے رب کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور اس نے آپ کو رات ہی رات میں عربی کا چالیس ہزار مادہ سکھا دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ''عُلِّمْتُ أربعين ألفًا مِن اللغات العربيّة، وأُعطيتُ بسطة كاملة في العلوم الادبيّة'' (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 234)

مجھے چالیس ہزار عربی لغت (مادہ، روٹ) سکھائے گئے ہیں اور مجھے ادبی علوم میں وسعت عطا کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی شان میں عربی قصیدہ تحریر فرمایا، یہ قصیدہ اپنے مضمون، زبان، کے اعتبار سے منقطع النظیر قصیدہ ہے۔ جب حضور علیہ السلام یہ قصیدہ لکھ چکے تو آپ کا روئے مبارک خوشی سے چمک اٹھا اور آپ نے فرمایا کہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصیدہ کے متعلق بشارت دی کہ جو شخص یہ قصیدہ حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اسکے دل میں اپنی اور اپنے رسول محمد ﷺ کی محبت بھر دونگا، اور اسے اپنا قرب عطا کروں گا۔ اس قصیدہ کا پہلا اور آخری شعر درج ذیل ہے:

يا عينَ فيضِ الله والعرفان
يَسعى إليكَ الخَلقُ كالظَّمآن
جسمي يطيرُ إليكَ مِن شوقٍ عَلا
يا ليتَ كانت قوّةُ الطَّيَران

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 590)

اس قصیدہ کے بارہ میں غیر از جماعت عالم کا تاثر

مولانا نیاز محمد خان نیاز فتح پوری نے اس قصیدہ کے متعلق لکھا: ''مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ تجدید و مہدیت سے ملک کی فضا گونج رہی تھی اور مخالفت کا ایک طوفان ان کے خلاف برپا تھا۔ آریہ عیسائی اور مسلم علماء سبھی انکے مخالف تھے اور وہ تن تنہا ان تمام حریفوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے مخالفین کو ''ھل من مبارز'' کے متعدد چیلنج دیئے اور ان میں سے کوئی سامنے نہ آیا۔ ان پر منجملہ اور اتہامات میں سے ایک اتہام یہ بھی تھا کہ وہ عربی و فارسی سے نابلد ہیں اسی اتہام کی تردید میں انہوں نے یہ قصیدہ نعت عربی میں لکھ کر مخالفین کو اس کا جواب لکھنے کی دعوت دی لیکن ان میں سے کوئی بروئے کار نہ آیا۔ مرزا صاحب کا یہ مشہور قصیدہ 70 اشعار پر مشتمل ہے اپنے تمام لسانی محاسن کے لحاظ سے ایسی عجیب و غریب چیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک ایسا شخص جس نے کسی مدرسہ میں زانوئے ادب تہہ نہ کیا تھا کیوں کر ایسا فصیح و بلیغ قصیدہ لکھنے پر قادر ہو گیا۔''

(تاریخ احمدیت، جلد اول، صفحہ 474)

آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ ''التبلیغ'' کی تصنیف اور عرب علماء کا خراج تحسین

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی عربی تصنیف تھی اور اسکے مطالعہ کے بعد عربوں میں سے بہت سی سعید روحیں جماعت میں شامل ہو گئیں۔ چنانچہ ایک عرب فاضل نے کہا: ''اسے پڑھ کر ایسا وجد طاری ہوا کہ دل میں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان پہنچوں۔''

(تاریخ احمدیت، صفحہ 473، جلد اول)

---

22 کتابوں کے مقابل پر ایک کتاب بھی دس سال کے عرصہ میں کسی مخالف نے شائع نہیں کی

یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مر جائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اِس قدر کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں مگر خود اُن کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن

طرابلس کے ایک مشہور عالم السید محمد سعیدی شامی نے اسے پڑھتے ہی بے ساختہ کہا واللہ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا اور بالآخر اسی سے متأثر ہو کر احمدیت قبول کر لی۔

(تاریخ احمدیت، جلد اول، صفحہ 473)

قارئین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں پیدا ہوئے جو ہندوستان کا اس وقت ایک پسماندہ گاؤں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی کالج یا یونیورسٹی سے عربی تعلیم حاصل نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ زبان سکھائی اور آپ نے اس میں زبردست کتابیں تصنیف فرمائیں اور یہ عربی کتب آپؑ کی صداقت کا بین ثبوت ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ (بنی اسرائیل: 102) کہ ہم نے موسیٰ کو نو (9) روشن نشان دیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون بھیجا (الاعراف: 134) عہد نامہ قدیم میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کو عصا بطور نشان دیا۔ حضرت صالحؑ کی اُونٹنی اور حضرت نوحؑ کی کشتی کو نشان قرار دیا۔ حضرت عیسیٰؑ روحانی طور پر مُردہ روحوں کو اپنی تعلیمات کے ذریعہ روحانی زندگی عطا کرتے تھے۔ اسی طرح طینی فطرت رکھنے والے افراد میں سے پرندہ کے پیدا کرنے کی طرح مخلوق پیدا کرتے تھے۔ یعنی طینی فطرت رکھنے والوں کی ایسی تربیت کرتے تھے کہ وہ روحانی طور پر پرواز کر کے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح اندھے اور مبروص حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے شفا پاتے تھے۔

یہ سارے نشانات وقتی اور عارضی تھے۔ عصر حاضر کا انسان جب ان کو پڑھے گا تو ان پر ایمان بالغیب لانے کے علاوہ ان سے کوئی استفادہ نہیں کر سکتا۔ زندہ اور دائمی معجزہ قرآن مجید ہے جو قیامت تک قائم و دائم اور بنی نوع انسان کیلئے موجب ہدایت ہے۔ اسی کی متابعت میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات بھی ایک زبردست معجزہ ہیں جن سے سعید روحیں قیامت تک استفادہ کرتی رہیں گی۔

اعجاز المسیح کی تصنیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1896 میں بعض علماء و سجادہ نشینوں کو مباہلے کی دعوت دی تھی جسے کسی نے قبول نہیں کیا۔ ان سجادہ نشینوں میں سے ایک پیر مہر علی شاہ صاحب بھی تھے۔ جب یہ مقابلہ پر نہ آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔ پیر صاحب نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا اور راہ فرار اختیار کی۔

بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر مہر علی شاہ صاحب اور انکے ساتھیوں کو یہ چیلنج دیا کہ وہ ستر (70) دنوں میں سورۃ فاتحہ کی عربی میں تفسیر شائع کریں۔ آپ نے پیر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ (مفہوم): ہم دونوں ستر (70) دنوں میں اپنی اپنی جگہ فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کریں۔ نیز اعلان فرمایا کہ اگر تین اہل علم ادیب اور اہل زبان جو فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں، یہ فیصلہ دیں کہ پیر صاحب کی تفسیر فصاحت و معارف کے اعتبار سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی تفسیر پر فائق ہے تو حضور بلا توقف پانچ سو روپے پیر صاحب کی نذر کر دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کو یہ بھی اجازت دی کہ وہ بے شک اپنی مدد کیلئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی محمد حسن بھیں وغیرہ کو بُلا لیں بلکہ دو چار عرب کے ادیبوں کی بھی خدمات حاصل کر لیں اور میعاد مقررہ یعنی 15 دسمبر 1900 سے، 25 فروری 1901 تک جو ستر (70) دن بنتے ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اور اسکے کاذب ہونے کیلئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 367 تا 372)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں یہ تفسیر تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح القدس سے ایسی غیر معمولی تائید و نصرت فرمائی کہ آپ نے عربی زبان میں لکھنا شروع کیا۔ غیب سے بے تکلّف مضامین اور الفاظ صف بستہ ہو کر آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا سید محمد احسن صاحب کو کتب کے پروف دیکھتے ہوئے ایک جگہ یہ شبہ ہوا کہ جو لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے اس کا صلہ آنا چاہیے چونکہ کتاب کا مضمون خدا کی طرف سے آپ کے دل میں جاری ہوا تھا اس لیے جب حضور علیہ السلام کے سامنے اس شبہ کا اظہار کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ”جو کچھ میں نے لکھا ہے صحیح ہے آپ لغت کی کتاب دیکھ لیں۔“ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے لغت کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کی بعد معلوم کر لیا کہ جو کچھ حضورؑ نے لکھا ہے وہی درست ہے۔

(الحکم 28 جنوری 1938، صفحہ 4 و تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 167)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کو اعجاز المسیح کے نام سے 23 فروری 1901 کو شائع فرمادیا۔ یہ حضور علیہ السلام کا ایک عظیم الشان، نشان اور بے مثال معجزہ تھا جو آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔

اعجاز المسیح کے جواب سے علماء کا عاجز آنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کتاب اعجاز المسیح سے متعلق یہ الہام ہوا تھا: ”مَن قام للجواب و تنمر فسوف یری انه تندم و تذمّر“ یعنی جو شخص اس کتاب کے جواب پر آمادہ ہوا وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اعجاز المسیح کے سرورق پر درج کرنے کے علاوہ اس کتاب میں بڑی تحدّی کے ساتھ یہ اعلان فرما دیا کہ اگر آپ کے بالمقابل دنیا بھر کے علماء، حکماء اور فقہاء اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو کر اس جیسی تفسیر لکھنا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لکھ سکیں گے۔ چنانچہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق پیر مہر علی شاہ صاحب کو اپنی زندگی میں اس کا جواب لکھنے کی توفیق نہ ہوئی اور گزشتہ 117 سال میں ان کے علاوہ عرب و عجم کے کسی بڑے سے بڑے عالم و فاضل کو اس کتاب کا فصیح عربی جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

عربی اخبار مناظر اور ہلال کا اعتراف حق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب اعجاز المسیح کے چند نسخے حرمین و شام و مصر کے علماء کو بھی بھجوائے۔ قاہرہ کے دو اخبار مناظر اور ہلال نے اس کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا۔

اخبار مناظر کے ایڈیٹر نے یہاں تک لکھا کہ بلا شبہ اس کتاب کی فصاحت و بلاغت معجزے کی حد تک پہنچ گئی ہے اور علماء ہرگز اس کے مقابلہ پر تفسیر لکھنے پر قادر نہیں ہوں گے۔

(المنار، جلد 4، صفحہ 445، بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 171)

مصر کے عالم السید محمد رشید رضا صاحب کو عربی میں تحریری مقابلے کی دعوت اور ان کا سکوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعجاز المسیح کے چند نسخے السید محمد رضا صاحب کو بھجوائے۔ وہ اس زمانے میں عربی رسالہ المنار کے مدیر تھے۔ جب انہوں نے اعجاز المسیح کتاب کا مطالعہ کیا تو وہ سخت کلامی پر اُتر آئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں جہاد کا صحیح اسلامی نظریہ مسلمانوں کے سامنے رکھا تھا اور انہوں نے یہاں تک زبان درازی کی کہ اس کتاب میں باطنیہ اور متصوف کا مسلک اختیار کیا گیا ہے اور کتاب میں تفسیر کا نام و نشان نہیں ہے اور یہ بھی لکھا کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کا دعویٰ نہ کرتا اور سورہ فاتحہ کے الفاظ میں تحریف نہ کرتا تو یہ تفسیر مسلمانوں میں بڑی مشہور ہوتی۔ یہ شخص علم و فصاحت میں بہت سے مشائخ سے اعلیٰ ہے صرف مریدوں کی کثرت نے اسے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ اس کی تفسیر میں عجمیت نظر آتی ہے اور بہت سی باتیں عربی محاورے کے مطابق نہیں اور ستر (70) دنوں کی میعاد میں ایسی تفسیر لکھنا کچھ مشکل نہیں اور یہاں تک تحریر کیا۔ ان

کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکّہ کے کفّار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ کہ اگر ہم چاہیں تو اِس کی مانند کہہ دیں۔ لیکن جس حالت میں ان کو گالیاں دینے کے لئے تو خُوب فرصت ہے تو پھر کیا وجہ کہ ایک عربی رسالہ کی تالیف کے لئے فرصت نہیں ہے۔ اور جس حالت میں ہزاروں اشتہار گالیوں کے چھاپ کر شائع کر رہے ہیں تو پھر کیا وجہ کہ عربی کتاب کے چھاپنے کے لئے اِن کے پاس کچھ نہیں ہے۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 440)

كثيرا من اهل العلم يستطيعون ان يكتبوا خيرا منه في سبعة ايام یعنی بہت سے علماء سات (7) دنوں میں اس سے بہتر تفسیر لکھ سکتے ہیں۔ المنار کا یہ پرچہ راولپنڈی سے شائع ہونے والے اخبار ''چودھویں صدی'' میں شائع ہوا اور اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا گیا کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے بارے میں مخالفانہ رائے دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو آپ نے مورخہ 12/جون 1902 کو عربی میں ایک کتاب '' الھدٰی والتبصرة لمن یرٰی شائع فرمائی جس میں حضور علیہ السلام نے اسلام کے اندرونی و بیرونی فتنوں کا ذکر فرمایا اور اس کے صحیح حل کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا۔

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحب ''المنار'' کو مخاطب کر کے لکھا: وُفِّقْتُ لِتَالِيْفِ ذَالِكَ الْكِتٰبِ فَسَاُرْسِلُه اليه بَعْدَ الطَّبْعِ وَ تَكْمِيْلِ الْاَبْوَابِ فَاِنْ اَتٰى بِالْجَوَابِ الْحَسَنِ وَاَحْسَنَ الرَّدِّ عَلَيْهِ فَاُحْرِقُ كُتُبِيْ وَ اُقَبِّلُ قَدَمَيْهِ وَ اَعْلِقُ بِذَيْلِهِ وَ اَكِيْلُ النَّاسَ بِكَيْلِهِ (الھُدٰی، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 264) یعنی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اس نے میری دعا قبول فرمائی اور اسکی جناب سے مجھے یہ کتاب لکھنے کی توفیق عطا ہوئی پس میں اس کتاب کو اسکے ابواب کی تکمیل اور طبع کے بعد شیخ رشید رضا کے پاس بھیجوں گا۔ اگر اُنہوں نے اچھا جواب دیا اور عمدگی سے اس کا ردّ لکھ دیا تو میں اپنی تمام کتابیں جلا دوں گا ان کے پاؤں کو بوسہ دوں گا ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤں گا۔ اور باقی لوگوں کو بھی اس کے پیمانے سے ماپوں گا۔''

ساتھ ہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ ''اَمْ لَهُ فِي الْبَرَاعَةِ يَدٌ طُوْلٰى سَيُهْزَمُ فَلَا يُرٰى نَبَأٌ مِنَ اللّٰهِ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى'' (الھُدٰی، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 254) یعنی کیا انہیں فصاحت و بلاغت میں بڑا کمال حاصل ہے عنقریب میدان مقابلہ سے ہٹ جائیں گے۔ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جو نہاں در نہاں امور سے آگاہ ہے۔

اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ایک نسخہ سید رشید رضا صاحب کو بطور تحفہ بھجوایا۔ اور ان سے اس کا جواب لکھنے کا مطالبہ کیا۔ مگر اُنہوں نے مکمل خاموشی اختیار کر لی۔ وہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد 33 سال زندہ رہے اور اُنہوں نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں اور اپنا رسالہ ''المنار'' بھی شائع کرتے رہے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے یاد دہانی بھی کروائی گئی مگر اس کے باوجود اُنہوں نے اس کتاب کا جواب نہیں لکھا۔

رشید رضا صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ اعجاز المسیح جیسی کتاب بہت سے علماء سات (7) دن میں لکھ سکتے ہیں۔ رشید رضا صاحب کو چاہیے تھا کہ اگر اعجاز المسیح کا جواب وہ سات دن میں لکھ سکتے تھے تو 33 سال خاموش کیوں رہے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسری کتاب '' الھدٰی و التبصرة لمن یرٰی جو براہ راست ان کو مخاطب کر کے لکھی تھی اس کا جواب دینے سے گریز کیوں کیا؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ ان دونوں کتابوں کے جواب کی ہمت ہی نہیں کر سکے اور ان کا سکوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زبردست اعلان تھا۔

قصیدہ اعجازیہ کا جواب لکھنے پر دس ہزار کا چیلنج

ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ میں ایک گاؤں میں اکتوبر 1902ء میں ایک مناظرہ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ اور مولوی ثناء اللہ کے مابین ہوا جس میں احمدی مناظر کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی خفت مٹانے کیلئے یہ اعلان کیا کہ کتاب اعجاز المسیح کوئی معجزہ نہیں ہے میں اس طرح کی کتاب بناؤں گا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کرنے پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے علماء نے یہ حجت پیش کی کہ اعجاز المسیح دو سال میں لکھی گئی ہے اور ہمیں بھی دو سال مہلت ملنی چاہیے اس مطالبہ سے کتاب اعجاز المسیح کا معجزہ عوام الناس کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کئی روز اس فکر میں تھے کہ 7 نومبر 1902ء کی شام آپ کو یہ تفہیم ہوئی کہ ایک اعجازی رنگ کا عربی قصیدہ ''مدّ'' کے مباحثہ کے متعلق لکھیں۔ بہر حال ''مدّ'' کے مباحثہ کے دن تو مقرر تھے اور اس مباحثہ کے حالات عربی قصیدے میں لکھے جائیں گے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ قصیدہ پہلے سے لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے 8/نومبر 1902ء میں باقاعدہ عربی قصیدہ لکھنا شروع کیا۔ اور 12/نومبر 1902ء کو اُسے مکمل کر لیا۔ یہ قصیدہ 533 اشعار پر مشتمل ہے۔ قصیدے میں حضور علیہ السلام نے مباحثہ ''مدّ'' کے واقعات کا بڑے جامع رنگ میں نقشہ کھینچا اور اپنی صداقت کے ثبوت میں ناقابل تردید ثبوت پیش کیے اور برملا یہ ذکر کیا کہ لوگ جنت اور اس کی نعمتوں کے طلب گار ہیں مگر میری تمنا یہ ہے کہ کسی طرح صلیب ٹوٹ جائے۔

اس قصیدہ میں حضور علیہ السلام نے مولوی سرور شاہ صاحب کو شیر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

فَكَانَ ثَنَاءُ اللّٰهِ مَقْبُوْلَ قَوْمِهٖ
وَ مِنَّا تَصَدّٰى لِلتَّخَاصُمِ سَرْوَرُ
كَاَنَّ مَقَامَ الْبَحْثِ كَانَ كَاَجَمَةٍ
بِهِ الذِّئْبُ يَعْوِيْ وَالْغَضَنْفَرُ يَزْءَرُ

(اعجاز احمدی ضمیمہ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 152)

یعنی بحث کیلئے مولوی ثناء اللہ صاحب جو اپنی قوم میں مقبول سمجھے جاتے تھے پیش ہوئے اور ہماری طرف سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بطور مناظر پیش ہوئے گویا بحث کا مقام ایک ایسے جنگل کی طرح تھا جس میں ایک طرف بھیڑیا چیختا تھا تو دوسری طرف شیر دھاڑ رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے حلفاء کو اپنی کتاب ''اعجاز احمدی'' جس میں یہ قصیدہ درج ہے کے متعلق دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا تھا۔ اس انعامی چیلنج پر تقریباً 116 سال گزر چکے ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اس قصیدے کا کوئی عربی یا عجمی جواب نہیں دے سکا۔ مقررہ میعاد گزر گئی اور کوئی اعجاز المسیح اور الھدیٰ کا جواب شائع نہیں کر سکا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ مخالفین کی قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔

مخالفین احمدیت کی ہزیمت اور ان تین کتابوں کی عظمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بیّن ثبوت ہیں۔ اب تک یہ کتابیں بہت سی سعید فطرت شخصیات کیلئے ہدایت اور رُشد کا موجب بن چکی ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری جتنی عربی تحریریں ہیں یہ سب ایک رنگ کی الہامی ہی ہیں۔ کیونکہ سب خدا کی خاص تائید سے لکھی گئی ہیں۔

معجزہ خطبہ الہامیہ

مورخہ 11/اپریل 1900 سے قبل حضرت مسیح موعودؑ نے بہت سی کتب عربی زبان میں تحریر کی تھیں اور اہل علم طبقے نے ان کتب سے استفادہ کرتے ہوئے احمدیت کو قبول کیا تھا۔ مگر مخالفین کی طرف سے یہ شبہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کی جاتی رہی کہ آپ یہ کتب بعض عرب عجم علماء کی مدد سے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ ایک اور طریق سے فرمایا۔ 11/اپریل 1900ء کو عید الاضحیٰ تھی، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ''آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی ہے۔'' نیز الہام ہوا: ''كَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِيْمٍ'' (حقیقۃ الوحی، صفحہ 362)

چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق مسجد اقصیٰ قادیان میں عید الاضحیٰ کا خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے تشریف لائے۔ نماز عید کی ادائیگی کے بعد حضورؑ خطبہ کیلئے مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصّے کے درمیانی دروازے میں کھڑے ہوئے اور اُردو میں ایک پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ اُردو خطبے کے بعد مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ حضور علیہ

کسی مخالف کو جرأت نہ ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب کے مقابل کچھ لکھتا

بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں زبان عربی میں بالتزام محاسن ادب و بلاغت و فصاحت اس عاجز نے لکھیں اور مخالفین کو ان کے مقابلہ کیلئے ترغیب دلائی یہاں تک کہ پانچ ہزار روپیہ تک انعام دینا کیا اگر وہ نظیر بنا سکیں۔ لیکن وہ بمقابل ان کتابوں کے کچھ بھی لکھ نہ سکے سوا گر یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہ ہوتا تو صدہا کتابیں مقابلہ پر لکھی جاتیں۔ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 40)

السلام کی دائیں طرف بیٹھ گئے اور حضورؑ نے اپنا معرکۃ الآراء خطبہ عربی میں ''یا عباد اللہ'' کہہ کے شروع کیا اور یہ فی البدیہہ خطبہ حاضرین بڑے تعجب اور توجہ سے سُن رہے تھے۔ آپ نے ابھی عربی میں چند فقرے ہی کہے تھے کہ حاضرین پر جن کی تعداد کم وبیش دو سو تھی ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی محویت کا یہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ خطبہ کی تاثیر کا وہ اعجازی رنگ پیدا ہوگیا کہ اگرچہ حاضرین میں عربی دان چند لوگ ہی تھے مگر باقی سامعین بھی بڑی توجہ سے خطبہ سُن رہے تھے۔ یہ ایک ایسا روح پرور نظارہ تھا جو حضرت محمد ﷺ کی مجالس میں صحابہ دیکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ حالت تھی کہ آپ کی شکل وصورت، زبان، اور لب ولہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص ایک دوسری دنیا کا انسان ہے جسکی زبان پر عرش کا خدا کلام کر رہا ہے۔ خطبہ کے وقت آپ کی حالت اور آواز میں ایک تغیّر محسوس ہوتا تھا۔ ہر فقرہ کے آخر میں آپ کی آواز بہت دھیمی ہو جاتی تھی۔

یہ خطبہ اگست 1901ء میں شائع ہوا۔ حضورؑ نے نہایت اہتمام سے اسے کاتب سے لکھوایا فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا اور اعراب بھی خود لگائے۔ اصل خطبہ کتاب کے صفحہ 48 پر ختم ہو جاتا ہے۔ جو کتاب کے باب اوّل کے تحت درج ہے۔ اگلا حصہ آخر تک عام تصنیف ہے۔ جس کا اضافہ حضورؑ نے بعد میں فرمایا اور پوری کتاب کا نام خطبہ الہامیہ رکھا۔

(بحوالہ سیرت المہدی، حصہ سوم، صفحہ 107)

خطبہ الہامیہ جب کتابی شکل میں شائع ہوا اور عربی دان اصحاب بصیرت تک پہنچا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ اس کی زبان نہایت اعلیٰ اور مضمون عمیق حقائق و معارف سے پُر ہے۔ یہ خطبہ مسیح محمدی کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ معجزہ آج تک اور رہتی دنیا تک اپنی روحانی تاثیر کے لحاظ سے زندہ ہے اور اس کو پڑھ کر بہت سے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب منن الرحمٰن کی تصنیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے یہ منفرد حقیقت پیش کی کہ عربی زبان اُمُّ الالسنہ ہے۔ عربی زبان کی تاریخ میں ایسا کوئی انسان نہیں گزرا جس نے عربی زبان کی یہ امتیازی شان بذریعہ دلائل ثابت کی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

علماء اسلام کو غفلت میں سوئے ہوئے اور ان کی ہمدردی دین اور اُن کی خدمت سے عدم توجہی اور دنیا طلبی اور مخالفین کی دین اسلام کے مٹانے کیلئے مساعی اور ان کے حملوں کو دیکھ کر میرا دل بیقرار ہوا اور قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ تب میں نے اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور تضرّع سے دعا کی کہ وہ میری نصرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمایا۔ سو ایک دن جب کہ میں نہایت بے قراری کی حالت میں قرآن مجید کی آیات نہایت تدبّر اور فکر اور غور سے پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے معرفت کی راہ دکھاوے اور ظالموں پر میری حجّت پوری کرے تو قرآن شریف کی ایک آیت میری آنکھوں کے سامنے چمکی اور غور کے بعد میں نے اُسے علوم کا خزانہ اور اسرار کا دفینہ پایا۔ میں خوش ہوا اور الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور وہ آیت یہ تھی۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (الشوریٰ:8) اس آیت کے متعلق مجھ پر کھولا گیا کہ یہ آیت عربی زبان کے فضائل پر دلالت کرتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ عربی زبان تمام زبانوں کی اور قرآن مجید تمام کتابوں کی ماں ہے اور یہ کہ مکہ مکرمہ اُمّ الارضین ہے۔

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 179 تا 183 ملخصاً)

اللہ تعالیٰ کی اس راہنمائی کے بعد آپؑ نے کتاب منن الرحمٰن لکھی اور اس کے متعلق آپؑ نے ایک اشتہار دیا جس میں آپؑ نے اس کتاب کے متعلق تحریر فرمایا کہ:

''یہ ایک نہایت عجیب وغریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کی بعض پُر حکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی۔ سو قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلافِ لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ دھوکہ میں رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا جو انسانی بولی کی جڑھ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق الالسنۃ کی رُو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اُمّ الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔''

(ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 250)

دوسرے لوگوں کی کوشش کی ناکامی کا جو اُنہوں نے اپنی زبانوں کو اُمّ الالسنہ ثابت کرنے کیلئے کیں، ذکر کر کے فرماتے ہیں:

''اب ہمیں خدا تعالیٰ کے مقدّس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور اُمّ الالسنہ جس کیلئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی والوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہیں کی وہ زبان ہے، وہ عربی مبین ہے اور دوسرے تمام دعوے دار غلطی پر اور خطا پر ہیں۔''

(ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 320)

پھر اپنی تحقیق اور عربی زبان کے مقابل پر دوسری زبانوں کا ناقص ہونا بیان کر کے فرماتے ہیں: ''ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنۃ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو بتفصیل ذیل ہیں:

(1) عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے (2) عربی اعلیٰ درجہ کی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں (3) عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم اور اکمل ہے (4) عربی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں (5) عربی زبان ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کیلئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے...... ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے...... فتحیابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔''

(ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 321، 322)

اس تحقیق سے کہ عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے آپؑ نے اسلام کی عالمگیر فتح کی بنیاد رکھ دی کیونکہ عربی زبان کے اُمّ الالسنۃ اور الہامی زبان ثابت ہونے سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام کتابوں میں سے جو مختلف زبانوں میں مخصوص قوموں کی اصلاح کیلئے انبیاء پر نازل ہوئیں، اعلیٰ اور ارفع، اتم اور اکمل اور خاتم الکتب اور اُمّ الکتب قرآن مجید ہے اور رسولوں میں سے خاتم النبیین اور خاتم الرسل حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خیال تھا کہ یہ کتاب دسمبر 1895ء میں شائع ہو جائے گی۔ لیکن افسوس ہے کہ کتاب منن الرحمٰن ناتمام حالت میں رہ گئی اور اُس کی اشاعت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جون 1915ء میں ہوئی اور جس حالت میں یہ کتاب آپؑ کی موجودگی میں تھی اُسی صورت میں شائع کر دی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اصولوں پر مفصّل ریسرچ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور خلف حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ کے حصّہ میں آئی جنہوں نے برسوں کی محنت وکاوش سے دنیا کی مشہور زبانوں سنسکرت، انگریزی، لاطینی، جرمنی، فرانسیسی، چینی، فارسی اور

مسلمانوں کو لازم ہے کہ نور الحق وغیرہ رسائل اپنے پاس رکھیں اور پادریوں اور اس جنس کے مولویوں کو ہمیشہ ان سے ملزم کرتے رہیں اور ان کی پردہ دری کر کے اسلام کو ان کے فتنہ سے بچاویں

اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان نادانوں کو جو نام کے مولوی ہیں اور اپنے وعظوں اور رسالوں کو معاش کا ذریعہ ٹھہرا رکھا ہے خوب پکڑیں اور ہر یک جگہ جو ایسا مولوی کہیں وعظ کرنے کیلئے آوے اس سے نرمی کے ساتھ یہی سوال کریں کہ کیا آپ درحقیقت مولوی ہیں یا کسی نفسانی غرض کی وجہ سے اپنا نام مولوی رکھا لیا ہے۔ کیا آپ ←

ہندی کے گہرے اشتراک اور عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کا نظریہ پوری شرح و بسط سے نمایاں کیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ اصول کی روشنی میں ان زبانوں کے بیس ہزار الفاظ کے حل کرنے میں بھاری کامیابی حاصل کرلی ہے۔

توفّی اور دجال کے بارے میں
ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ (آل عمران:56) جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ (المائدہ:118) جب تُو نے مجھے وفات دے دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ دو آیات سے ثابت فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں اب وہ دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔

غیر احمدی مخالف علماء نے ان دلائل کو مشتبہ بنانے کیلئے یہ کہنا شروع کیا کہ قرآن مجید میں فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (آل عمران:58) انہیں انکے اعمال کا اجر پورا پورا دے گا موجود ہے "یوفیھم" کے معنی پورا پورا دینے کے ہیں وفات کے نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جواباً فرمایا کہ وَفّٰی باب تفعیل سے ہے اور تَوَفِّيْ باب تفعل سے۔ جسکی وجہ سے دونوں کے معنی الگ الگ ہیں۔

قرآن مجید نے وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی خبر میں توفی کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنے محض قبض روح یا وفات دینے کے ہیں۔ لیکن چونکہ علمائے وقت آپ کے توجہ دلانے پر بھی توفی کے اسی لفظ سے جو حضرت مسیحؑ کی طبعی موت کا اعلان کر رہا تھا، ان کی جسمانی زندگی کا استدلال کر رہے تھے لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُنہیں یہ زبردست انعامی چیلنج دیا کہ اگر کوئی قرآن کریم یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا قدیم وجدید عربی لٹریچر سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جوذی روح کی نسبت استعمال کیا گیا ہے، قبض روح اور وفات دینے کے علاوہ قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اعتراف کرلوں گا۔ ایسا ہی اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ الدجال کا لفظ جو بخاری اور مسلم میں آیا ہے بجز دجال معہود کے کسی اور دجال کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ایسے شخص کو بھی جس طرح ممکن ہو ہزار روپیہ تاوان کے طور پر دوں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ وہ عظیم الشان چیلنج ہے جسے قبول کرنے کی جرات آج تک کسی کو بھی نہیں ہوسکی۔ علماء کا سکوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرب وعجم دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصنیفات سے کماحقّہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شامل ہوجائیں۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت اُمّ علاءؓ بیان کرتی ہیں کہ مَیں بیمار تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے میرے ہاں تشریف لائے اور میری تسلّی کے لئے فرمایا۔ اُمّ علاء! بیماری کا ایک پہلو خوش کن بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مرض کی وجہ سے ایک مسلمان کی خطائیں اس طرح دُور کر دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کا میل کچیل دُور کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب الجنائز باب عیادۃ النساء)

نے نورالحق کا کوئی جواب لکھا یا کرامات الصادقین کا کوئی جواب تحریر کیا ہے یا رسالہ سِرُّ الخِلَافَہ کے مقابل پر کوئی رسالہ نکالا ہے۔ اور یقیناً یاد رکھیں کہ یہ لوگ مولوی نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ نورالحق وغیرہ رسائل اپنے پاس رکھیں اور پادریوں اور اس جنس کے مولویوں کو ہمیشہ ان سے ملزم کرتے رہیں اور ان کی پردہ دری کر کے اسلام کو ان کے فتنہ سے بچاویں اور خوب سوچ لیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے دھوکا دہی کی راہ سے مولوی کہلا کر صدہا مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا اور اسلام میں ایک سخت فتنہ برپا کر دیا۔ (سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 418)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”یکسر الصلیب“ کی روشنی میں

(سید کلیم احمد عجب شیر، مبلغ سلسلہ، شعبہ سمعی و بصری قادیان)

قرآن مجید نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیم جو کہ دراصل توحید خالص پر مبنی تھی، چھوڑ چکے تھے۔ جیسا کہ آیت قرآنی ہے: وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ (سورۃ التوبہ: 30) یعنی نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمارت جو توحید حقیقی کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی عیسائی دنیا اسے شرک و الحاد کے تیشوں سے مسمار کر چکی تھی۔ ابنیت مسیح، الوہیت مسیح، تثلیث اور کفارہ جیسے زہرناک عقائد نے چشمہ توحید کو مسموم کر دیا تھا۔ عیسائیت کے اس فتنہ سے امت مسلمہ بھی حددرجہ متاثر تھی۔ خاص طور پر اٹھارہویں صدی عیسویں کے مسلمانوں کی حالت دگرگوں تھی۔ ایسے ہی پرآشوب زمانہ کے بارہ میں حضرت نبی کریم ﷺ نے مسیح ابن مریم کے نزول کی خبر دی تھی اور اس کا ایک بڑا کام یہ مقرر فرمایا تھا کہ ”یکسر الصلیب“، یعنی وہ صلیب کو توڑے گا اور صلیبی عقائد کو پاش پاش کر دے گا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے احادیث متواترہ میں قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بیان فرمائی تھی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، حکم و عدل بن کر آئیں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ اسلام کے علاوہ کوئی مذہب قبول نہیں کریں گے۔ دجال کو قتل کریں گے اور انکے زمانے میں مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ وہ لوگوں سے کہیں گے کہ آؤ مال لے لو لیکن کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

احادیث میں جو لفظ ”یکسر الصلیب“ آتا ہے اسکے متعلق آئمہ حدیث و شارحین حدیث کے اقوال درج ہیں۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (آٹھویں صدی ہجری کے مجدد) لکھتے ہیں: قوله فيكسر الصليب ويقتل الخنزير اى يبطل دين النصرانية بان يكسر الصليب حقيقته وبطل ما تزعمه النصارى من تعظيمه۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ صلیب کو توڑیں گے اسکا مطلب ہے وہ صلیب کی حقیقت کو توڑ کر عیسائی دین کا ابطال کریں گے اور انکے اس عقیدے کا ابطال کریں گے جو وہ صلیب کی تعظیم کا رکھتے ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

شارح مشکوۃ المصابیح ملا علی قاری (دسویں صدی ہجری کے مجدد) لکھتے ہیں: ”ای یھدم ویقطع الصلیب“ اسکا مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو کاٹ دیں گے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ان آئمہ کی تشریحات سے ثابت ہوا کہ ”کسر صلیب“ حقیقت میں ہوگا اور اسکا مقصد عیسائی عقیدہ کے ابطال کو ثابت کرنا ہوگا، کیونکہ عیسائی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام انکے گناہوں کا کفارہ بننے کیلئے صلیب پر چڑھے۔ اسے عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ کہا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ صلیب کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر انکے سامنے صلیب کو توڑ دیں گے اور یہ بتا دیں گے کہ تمہارا یہ عقیدہ باطل ہے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مثیل مسیح بنا کر بھیجا۔ آپؑ جہاں موعود اقوام عالم تھے وہاں آپ نے خصوصی طور پر عیسائیوں کیلئے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تا وہ صلیب توڑی جائے جس نے مسیح علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا۔ آپ علیہ السلام عزم صمیم لے کر اٹھے کہ

واللہ انی اکسرن صلیبکم
ولو مزقت ذرات جسمی و اکسر

خدا کی قسم میں ضرور بالضرور تمہاری صلیب کو پاش پاش کردونگا خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور میرے جسم کے ذروں کو بھی کچل دیا جائے۔

کسر صلیب مسیح موعود کے ہاتھوں مقدر تھا

حضرت نبی کریم ﷺ نے مسیح و مہدی کہ زمانہ کے بارہ میں انذار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میری امت آخری دور میں یہود و نصاری کے ایسے مشابہ ہوجائے گی جیسے بالشت بالشت کے اور قدم قدم کے مشابہ ہوتا ہے۔“ (بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

اس پیشگوئی کے عین مطابق امت مسلمہ نے ان گمراہ اقوام کی پیروی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مسیح ابن مریم کیلئے یہود کی طرح ایلیاہ نبی کے آتشی رتھ پر بیٹھ کر زندہ جسم سمیت آسمان سے اترنے کے خواب دیکھنے لگے۔ اور جب مسیح آخرالزمان نے اپنا دعوی پیش کیا تو یہودیوں کے انکار مسیح کی طرح انہوں نے بھی مسیح آخرالزمان کا انکار کیا کہ مسیح موعود تو آسمان سے نازل ہونگے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ یہود کی طرح کہ ”مسیح گلیل سے آتا ہے“ امت مسلمہ نے بھی آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے مہدی کے ظہور کا وطن مکہ مقرر کرلیا اور حد تو یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقائد کی پیروی میں مسیح ناصری کو چوتھے آسمان پر پہنچا دیا اور آج تک اسکے جسمانی نزول کے خواہاں ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت یعنی تیرھویں صدی کے آخر پر اسلام انتہائی غربت و کسمپرسی کی حالت میں تھا اور علمائے اسلام کی بے خبری اور غفلت کو دیکھ کر عیسائی پادریوں نے اسلام اور اہل اسلام کو اپنے نرغے میں لے لیا تھا۔ لاکھوں مسلمان اسلام کی روشن شاہراہ کو چھوڑ کر عیسائیت کے تاریک غار میں دھکیلے جا چکے تھے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ چوٹی کے علماء اسلام کی کسمپرسی کی حالت کو دیکھ کر اسلام کے دفاع کی بجائے عیسائیت کی گود میں انگڑائیاں لینے لگے تھے اور عیسائی مناد علی الاعلان اس عزم کا اظہار بھی کر رہے تھے کہ ہم عنقریب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر بھی عیسائیت کا پرچم لہرا دیں گے۔ مشہور عیسائی مناد ہنری بیروز نے مسیحی ترقیات کا جائزہ لینے کیلئے انہی دنوں ساری دنیا کا دورہ کیا۔ اس دورے کے تاثرات بیان کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:

”اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضوءافگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتی کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اِس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالاخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ

”ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا ہے۔“ (بیروز لیکچرز، صفحہ 42، بحوالہ روحانی خزائن، جلد 12)

ایک طرف عیسائیت کی ایسی یلغار تو دوسری طرف مسلمان دانشور امت مسلمہ کی حالت زار پر یوں مرثیے لکھنے لگے تھے۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

کسی کو مخالفوں میں سے اگر شک ہو تو ہمارے مقابل پر آوے
اور ایک سال تک رہ کر دین اسلام کے نشان ہم سے ملاحظہ کرے

اور ایسے بھی سولہ ہزار کے قریب لوگ ہندوستان اور انگلستان اور جرمن اور فرانس اور روس اور روم میں پنڈتوں اور یہودیوں کے فقیہوں اور مجوسیوں کے ←

امت مسلمہ کی التجائیں رنگ لائیں اور خدا نے ایک جری اللہ کو شوکت اسلام کی سربلندی کیلئے مبعوث کیا جس کی پیشگوئی چودہ سو سال قبل آنحضرت ﷺ نے دی تھی، وہ آتا ہے اور امت مسلمہ کو نوید سناتا ہے کہ

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آنے کی غرض بیان کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق مسیح کو اس امت محمدیہ میں سے پیدا کر دیا ہے اور اس کے آنے کا یہی مقصد ہے کہ صحیح معنوں میں کسر صلیب ہو جائے۔ آپؑ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ زمانے بھی نوبت بہ نوبت آتے ہیں اور یہ زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے کسر صلیب کا زمانہ ہے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا۔ یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے اٹھاوے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 201 تا 202)

عیسائیت سے مقابلہ کا طریق

عیسائیت کے ابطال کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک باریک بین حق شناس کی نظر سے یہ تجزیہ فرمایا ہے کہ کس طرح اور کن ذرائع سے عیسائیت پر غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں: عیسائی مذہب کو گرانے کیلئے جو صورتیں ذہن میں آسکتی ہیں وہ صرف تین ہیں۔

(1) اول یہ کہ تلوار سے اور لڑائیوں سے اور جبر سے عیسائیوں کو مسلمان کیا جائے ......لیکن جس قدر اس کارروائی میں فساد ہیں حاجت بیان نہیں۔ (2) دوسری صورت صلیبی مذہب پر غلبہ پانے کی یہ ہے کہ معمولی مباحثات سے جو ہمیشہ اہل مذہب کیا کرتے ہیں اس مذہب کو مغلوب کیا جائے۔ (3) تیسری صورت صلیبی مذہب پر غلبہ پانے کی یہ ہے کہ آسمانی نشانوں سے اسلام کی برکت اور عزت ظاہر کی جائے اور زمین کے واقعات سے امور محسوسہ بدیہیہ کی طرح یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے بلکہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 167)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یہی تیسری صورت ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو مجھے آسمانی نشان عطا فرمائے ہیں اور کوئی نہیں کہ ان میں میرا مقابلہ کر سکے اور دنیا میں کوئی عیسائی نہیں کہ جو آسمانی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے اور دوسرے خدا کے فضل اور کرم اور رحم نے میرے پر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے نہ آسمان پر چڑھے بلکہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کے ملک میں آئے اور اسی جگہ وفات پائی۔ یہ باتیں صرف قصہ کہانیوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ بہت سے کامل ثبوتوں کے ساتھ ثابت ہوگئی ہیں...... اسلئے میں زور سے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ جس کسر صلیب کا بخاری میں وعدہ تھا اس کا پورا سامان مجھے عطا کیا گیا ہے اور ہر ایک عقل سلیم گواہی دے گی کہ بجز اس صورت کے اور کوئی موثر اور معقول صورت کسر صلیب کی نہیں۔‘‘ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 167)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔ عیسائی مذہب اپنی جگہ آدم زاد کی خدائی منوانی چاہتا ہے اور ہمارے نزدیک وہ اصل اور حقیقی خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی جو حقیقی خدا پرستی سے دور پھینک کر مردہ پرستی کی طرف لے جاتے ہیں کافی تردید ہو اور دنیا آگاہ ہو جاوے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا اور بظاہر اسباب عیسائی مذہب کی اشاعت اور ترقی کے جو اسباب ہیں وہ انسان پرست انسان کو کبھی یقین نہیں دلاتے کہ اس مذہب کا استیصال ہو جاوے گا لیکن ہم اپنے خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ اس نے ہم کو اس کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے اور یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو اس عقیدہ سے رہائی دوں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 646، مطبوعہ قادیان 2003)

وفات مسیح علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے ہر دو مقاصد یعنی غلبہ اسلام اور ابطال مسیحیت کے پیش نظر وفات مسیح کے مسئلہ کو پیش فرمایا۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان فرمایا:

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

آپؑ کے اس اعلان نے ایک طرف تو مسلمانوں کے غلط خیال کی تردید کی جو حضرت عیسیٰؑ کو چوتھے آسمان پر زندہ یقین کرتے تھے اور انکی دوبارہ آمد کے منتظر تھے اور دوسری طرف عیسائیت کے سب عقائد کی بنیاد ہی مسمار کر دی جو حیات مسیح سے الوہیت اور پھر الوہیت مسیح سے تثلیث اور کفارہ کا استدلال کرتے ہوئے عیسائیوں نے تعمیر کر رکھی تھی۔ الغرض خدا کے مسیح کے اس ایک ہی وار نے باطل کی سب تدبیروں کو پاش پاش کر دیا اور اس ایک مسئلہ نے مذہبی دنیا کا نقشہ بدل ڈالا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خدمت اسلام اور عیسائیت پر بزور قلم فتح کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد یوں رقم طراز ہیں:

’’اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اسکے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا......غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔‘‘

(بحوالہ بدر 18/جون 1908ء، صفحہ 302)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ذریعہ وفات مسیح کا اس وضاحت کے ساتھ انکشاف دراصل ایک خدائی تقدیر تھی جس نے عیسائیت کی موت کا اعلان کرنے کے ساتھ اسلام کی زندگی کا نقارہ بجا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کیلئے حضرت عیسیٰؑ کی وفات حیات ہے اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 264)

وفات مسیح کے مسئلہ کی اہمیت کا اعتراف خود غیر احمدیوں اور عیسائیوں نے بھی کیا اور تسلیم کیا ہے کہ اگر واقعی ایسا ثابت ہو جائے تو ان کے عقائد سب کے سب باطل ہو جاتے ہیں ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ Mr Criltonixon نے جو کہ انٹر یونیورسٹی آف لندن کے جنرل سیکرٹری تھے ایک تقریر میں کہا: ’’اگر مسیح کی وفات کے متعلق جماعت احمدیہ کا نظریہ درست ہے تو پھر عیسائیت باقی نہیں رہ سکتی۔ اگر فی الواقع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو پھر عیسائیت کی ساری بنیاد ختم ہو کر رہ جاتی ہے اور ایسی صورت میں عیسائیت کی تمام عمارت کا زمین پر آرہنا یقینی ہے۔‘‘

(الفضل 27/نومبر 1956ء)

حیات مسیح کے عقائد کے نقصانات

حیات مسیح کے عقیدہ کے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس بے ہودہ خیال سے کہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے

پیشرووں اور عیسائیوں کے پادریوں اور قسیسوں اور بشپوں میں سے موجود ہیں جن کو رجسٹری کرا کر اِس مضمون کے خط بھیجے گئے کہ درحقیقت دُنیا میں دین اسلام ہی سچا ہے اور دُوسرے تمام دین اصلیت اور حقانیت سے دور جا پڑے ہیں کسی کو مخالفوں میں سے اگر شک ہو تو ہمارے مقابل پر آوے اور ایک سال تک رہ کر دین اسلام کے نشان ہم سے ملاحظہ کرے اور اگر ہم خطا پر نکلیں تو ہم سے بحساب دوسو روپیہ ماہواری ہرجانہ اپنے ایک برس کا لے لے ورنہ ہم اُس سے کچھ نہیں مانگتے صرف دین اسلام قبول کرے اور اگر چاہے تو اپنی تسلّی کیلئے وہ روپیہ کسی بینک میں جمع کرا لے لیکن کسی نے اِس طرف رُخ نہ کیا۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 369)

دنیا میں پڑ گئے ہیں دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا ٹھہرانے کی یہی بنیاد ہے اور اس کو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ ان کا یہ خیال ہو گیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرسکتا سب کچھ اس نے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے غرض یہی اول دلیل مسیح کے خدا ہونے کی عیسائیوں کے پاس ہے جسکی ہمارے علما تائید کر رہے ہیں مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہو گئے۔‘‘

(نشان آسمانی، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 367)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالف مسلمان علما کو حیات مسیح کے عقیدہ کو چھوڑنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں۔ کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی تو دو۔ کب تک اس کو حیی لا یموت کہتے جاؤ گے۔‘‘ (ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ 351، روحانی خزائن، جلد 3)

نیز فرمایا: مسلمانوں کی خوش قسمتی ہی اسی میں ہے کہ مسیح مر جائے...... پس مسیح کو مرنے دو کہ اسلام کی زندگی اسی میں ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 547، مطبوعہ قادیان 2003)

پھر مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ’’عیسائیوں کے ہاتھ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے واسطے ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ یہی زندگی (یعنی مسیح کی زندگی۔ ناقل) کا مسئلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خصوصیت کسی دوسرے میں ثابت کرو۔ اگر وہ خدا نہیں تو پھر کیوں اسے یہ خصوصیت دی گئی؟ وہ حی قیوم ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دلیر کر دیا...... اب اس کے مقابل پر اگر تم پادریوں پر یہ ثابت کر دو کہ مسیح مر گیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میں نے بڑے بڑے پادریوں سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح مر گیا ہے تو ہمارا مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔‘‘ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزاین، جلد 20، صفحہ 264)

مسلمانوں کے حیات مسیح کے عقیدہ کے بارہ میں مولانا آزاد اپنے ایک مکتوب میں یوں تحریر فرماتے ہیں: ’’حیات مسیح کا عقیدہ اپنی نوعیت میں ہر اعتبار سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور اسلامی شکل ولباس میں نمودار ہوا ہے۔‘‘

(نقش آزاد، صفحہ 120)

مسیحی تعلیمات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحیثیت کاسر صلیب صرف وفات مسیح کو ہی ثابت نہیں کیا بلکہ مسیحی بد عقائد کی بھی حقانیت دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر عیسائیت کی پیش کردہ اخلاقی تعلیمات جن پر انہیں ناز ہے، ان پر اپنی کتابوں میں تفصیلی تبصرہ فرمایا ہے کہ عیسائی مذہب کی تعلیمات عملاً غیر مفید اور ناقابل عمل ہیں مثلاً حضور علیہ السلام نے عفو و درگزر کے بارہ میں عیسائیت کی اس تعلیم کو کہ ’’میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔‘‘ (متی، باب 5، آیت 39 اور 40)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جاننا چاہئے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل خیال کرنا سراسر نقصان عقل اور کم فہمی ہے خود حضرت مسیح نے انجیل کی تعلیم کو مبرا عن النقصان نہیں سمجھا جیسا کہ انہوں نے آپ فرمایا ہے کہ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنے روح الحق آوے گا تو وہ تمہیں صداقت کا راستہ بتلاوے گا (انجیل یوحنا بابت 16 آیت 12، 13، 14) اب فرمایئے کیا یہی انجیل ہے کہ جو تمام دینی صداقتوں پر حاوی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، صفحہ 300، حاشیہ در حاشیہ)

کتاب مقدس کی الہامی حیثیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں عیسائیت کے بطلان کیلئے بحیثیت کاسر صلیب عیسائیت کی بیخ کنی کا آغاز فرمایا وہیں آپ نے عیسائیت کی الہامی کتاب انجیل کو بھی وقتی تعلیم قرار دیتے ہوئے موجودہ انجیل کو انسانی دست و برد کا شکار قرار دیا۔ آپ علیہ السلام نے درج ذیل دلائل دیئے ہیں۔

(1) اناجیل کو الہامی ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں (2) اناجیل کے مصنفین کو الہامی ہونے کا دعویٰ نہیں (3) اناجیل نے کہیں کامل اور مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا (4) اصل انجیل اب دنیا میں محفوظ نہیں رہی (5) اناجیل سب کی سب انسانی تالیفات ہیں۔

ان دعوؤں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اناجیل کی حیثیت ایک تاریخی کتاب سے زیادہ کی نہیں اور جس مذہب کی بنیادی کتاب اس حیثیت کی ہو اسکو تمام مذہبی عقائد اور تعلیمات کی بنیاد بنانا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان تحریرات کا الہامی ہونا ہرگز ثابت نہیں کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں بلکہ بعض نے ان میں سے صاف اقرار بھی کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی تالیف ہیں۔ سچ ہے کہ قرآن شریف میں انجیل کے نام پر ایک کتاب حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے کی تصدیق ہے مگر قرآن شریف میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی الہام متی یا یوحنا وغیرہ کو بھی ہوا ہے اور وہ الہام انجیل کہلاتا ہے اس لئے مسلمان لوگ کسی طرح ان کتابوں کو خدا تعالیٰ کی کتابیں تسلیم نہیں کر سکتے۔ انہی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور اپنے الہامات کا نام انجیل رکھتے تھے۔ پس عیسائیوں پر لازم ہے کہ وہ انجیل پیش کریں تعجب کہ یہ لوگ اس کا نام بھی نہیں لیتے پس وجہ یہی ہے کہ اس کو یہ لوگ کھو بیٹھے ہیں۔‘‘ (کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 76)

عقیدہ تثلیث کی تردید

کاسر صلیب کا ایک اور اہم وار عقیدہ تثلیث کا بطلان ہے۔ تثلیث کا مسئلہ مذہب عیسوی کی بنیاد ہے۔ تثلیث ایک ایسا عقیدہ ہے جو نہ سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے اور عیسائی خود اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ تثلیث کا مسئلہ انسانی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ڈپٹی عبداللہ آتھم کا امرتسر میں مباحثہ ہوا جو ’’جنگ مقدس‘‘ کے نام سے معروف ہے تو ایک روز ڈپٹی عبداللہ کی جگہ پر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلاک پیش ہوئے۔ انہوں نے اپنے بیان میں اس بارہ میں جو اعتراف کیا وہ درج ذیل ہے۔ تثلیث کے مسئلہ کے بارہ میں لکھتے ہیں: ’’کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نہ اس کے سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہوگا۔‘‘ پادری سی جی فنڈر لکھتے ہیں: ’’تثلیث ایک راز سربستہ ہے کہ جس کی بابت ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے۔‘‘

(میزان الحق، صفحہ 113 تا 115، فصل سوم)

پادری عماد الدین لکھتے ہیں: ’’تثلیث جو اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے اس طرح مذکور ہے کہ خدا ایک ہے اور خدا تین بھی یعنی حدت فی التثلیث اور تثلیث فی الوحدت، ایک میں تین اور تین میں ایک۔ یہ بات آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔‘‘

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعی تثلیث کا مسئلہ اتنا پیچیدہ اور مغلق ہے کہ ازل سے اب تک کوئی انسان اس کو سمجھ نہیں سکا تو اس مسئلہ کو آدم زادوں کیلئے پیش کیوں کیا گیا؟ بہرحال تثلیث ایک ایسا مسئلہ ہے جو خود مسئلہ لاینحل ہے جو عیسائی حضرات کی رائے میں بھی پوری طرح سمجھ نہیں آ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مسئلہ خود سمجھ نہ آ سکے وہ کسی اور کو سمجھانا کس قدر مشکل کام ہے۔ اس اعتراف عجز کے باوجود عیسائی حضرات کسی نہ کسی حد تک اس مسئلہ کی وضاحت ضرور کرتے ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ تثلیث سے کیا مراد ہے۔ اسکے جواب میں یہ حوالہ ملاحظہ ہو: (ترجمہ از انگریزی عبارت) ’’عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ الوہیت میں تین اقنوم ہیں: باپ خدا، بیٹا خدا اور روح القدس خدا۔ اور یہ کہ ان تینوں کے ملنے سے ایک ابدی خدائی وجود بنتا ہے جسکا جوہر ناقابل تقسیم ہے اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک کامل طاقت اور شان کا حامل ہے۔‘‘

(The Book of Knowledge, Vol.8, Pg.510)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو مسٹر فرانسس تثلیث کی معین تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (ترجمہ از انگریزی عبارت) تثلیث کا مفہوم یہ ہے کہ: (ا) ایک خدائی میں تین اقنوم یا تین

اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے اور پھر دعا سے ہم اَز سرِ نو زندہ ہوتے ہیں

اسلام کیا چیز ہے۔ وہی جلتی ہوئی آگ جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارے مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے۔ ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند ←

شخصیتیں ہیں۔ باپ بیٹا اور روح القدس۔ (ب) ان تینوں میں سے کوئی بھی دوسرے سے الگ یا جدا نہیں۔ تاہم وہ اپنی اپنی جگہ نمایاں اور مستقل ہیں۔ باپ بیٹا نہیں۔ بیٹا روح القدس نہیں اور روح القدس باپ نہیں۔ (ج) ان تینوں میں سے ہر ایک مستقل خدا ہے۔ باپ خدا ہے۔ بیٹا خدا ہے روح القدس خدا ہے۔ (د) تین خدا نہیں بلکہ خدا ایک ہی ہے۔

(The blessed Trinity, by very Rev. Francis J.Riy C.M.S quotation from Islam and Christianity, by Abdul Hamid - New York.)

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ابھی تک تثلیث کی کوئی معین تعریف نہیں ہوسکتی اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ مسئلہ خود مسیحی محققین کی رائے میں ایسا نہیں ہے کہ انسان اس کو سمجھ سکے۔ تثلیث کے بارہ میں مختلف نظریات رہے ہیں جو مختلف زمانوں میں بدلتے رہے ہیں۔ ہر دور میں یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے لیکن جیسا کہ مندرجہ بالا وضاحتوں سے واضح ہوتا ہے تثلیث کا مسئلہ سلجھنے کی بجائے مزید الجھتا جارہا ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ عیسائیوں کا ہے ان کا فرض ہے کہ اس مسئلہ کی آسان وضاحت کریں کیونکہ وہی اس عقیدہ کو مانتے اور اس کا پرچار کرتے ہیں اور اس لحاظ سے گویا ان کو اس مسئلہ کی وکالت میں مدعی کی حیثیت حاصل ہے۔ مدعی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ دعویٰ کے مکمل دلائل بیان کرے اور پوری پوری وضاحت کرے۔

تثلیث کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توریت، انجیل، قرآن مجید، سے نقلی عقلی اور تواریخی شواہد سے بے شمار دلائل دے کر عیسائیت کے اس عقیدہ کا بطلان ثابت کردیا۔ اور بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ توریت کے پابند تھے جو یہود کی کتاب شریعت ہے اور اس میں تثلیث کا کہیں ذکر نہیں بلکہ صاف توحید کا بیان ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے توریت کے پابند ہونے پر یہ قول شاہد ہے کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔'' (متی، باب 5، آیت 17و18)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توریت اور انجیل سے بے شمار دلائل دے کر یہ ثابت کردیا کہ تثلیث کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف غلط طور پر منسوب کیا جارہا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود موحد تھے۔

ابن اللہ کی حقیقت

عیسائی حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے اسی لئے ابن اللہ کہلائے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کھوکھلے دعویٰ کی پول کھول کر رکھ دی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''مسیح کا بن باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے ضرور باہر جاکر دیکھیں کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوجاتے ہیں۔ پس اس سے مسیح کی خدائی کا ثبوت نکالنا صرف غلطی ہے۔'' (جنگ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 280)

الوہیت مسیح

الوہیت مسیح کا عقیدہ عیسائی مذہب کیلئے رگ جان کی حیثیت رکھتا ہے۔ عیسائیوں کیلئے یہ مسئلہ نجات کا سرچشمہ ہے اور مسلمانوں کیلئے ہلاکت کی راہ ہے۔ گویا الوہیت کا مسئلہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان ایک فیصلہ کن امر کی حیثیت رکھتا ہے۔ عیسائیت کی نجات کا دارومدار مسیح کی خدائی پر ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ناقص عقیدہ کی قلعی کھولتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کے حوالہ سے عیسائیوں کو ان کے مقام و مرتبہ سے روشناس کرایا اور ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اے عیسائیو! یاد رکھو کہ مسیح ابن مریم ہرگز ہرگز خدا نہیں ہے۔ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ خدا کی عظمت مخلوق کو مت دو۔ ان باتوں کے سننے سے ہمارا دل کانپتا ہے کہ تم ایک مخلوق ضعیف درماندہ کو خدا کرکے پکارتے ہو۔ سچے خدا کی طرف آجاؤ تا تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہو۔'' (روحانی خزائن، جلد 13، کتاب البریہ، صفحہ 55)

اسکے ساتھ ساتھ آپ نے اس بات کا اعلان بھی فرمایا کہ اب اس باطل عقیدہ کی عمر پوری ہوچکی ہے اب ممکن نہیں کہ یہ باطل عقیدہ زیادہ دیر دنیا میں چل سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جاوے۔

مسیحی کفارہ

دراصل یہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی المنجد میں یوں درج ہیں: ''الکفارۃ مایکفر بہ ای یغطی بہ الاثم'' گویا کفارہ سے مراد ایسی چیز جو گناہ کو چھپا دیتی ہے۔

اسلام اور عیسائی مذہب میں کفارہ کی تعریف بالکل متضاد ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی صلیبی موت پر ایمان لانا کفارہ کہلاتا ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی بخشش کیلئے کسی خون کی ضرورت نہیں بلکہ نفس کی قربانی دی جانی ضروری ہے۔

کفارہ کا مسئلہ عیسائیت کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ ہر مذہب اپنے ماننے والوں کیلئے نجات کی راہ بتاتا ہے۔ عیسائی مذہب میں نجات کا جو طریق بیان کیا جاتا ہے وہ کفارہ کے مسئلہ پر ایمان لانا ہے۔ عیسائیت کی اصطلاح میں کفارہ سے مراد یسوع مسیح کی وہ پاکیزہ اور مقدس صلیبی موت کی قربانی ہے جس نے تمام بنی آدم کے گناہوں کو چھپا لیا ہے اور ان کیلئے نجات کی راہ کھول دی ہے۔

عیسائی حضرات کفارہ کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ تمام بنی آدم گناہ گار ہیں اور آدم نے جو گناہ کیا تھا کہ ممنوعہ پھل کھالیا تھا اس کی پاداش میں انہیں جنت سے نکالا گیا۔ یہ گناہ وراثتاً ہر شخص کی فطرت میں چلا آرہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہر وہ شخص جو توالد و تناسل کے معروف طریق پر پیدا ہوتا ہے وہ پیدائشی طور پر گناہ گار پیدا ہوتا ہے۔

عیسائیوں کے اس عقیدہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''عیسائیوں کا یہ اصول کہ خدا نے دنیا سے پیار کرکے دنیا کو نجات دینے کیلئے یہ انتظام کیا کہ نافرمانوں اور کافروں اور بدکاروں کا گناہ اپنے پیارے بیٹے یسوع پر ڈال دیا اور دنیا کو گناہ سے چھڑانے کیلئے اس کو لعنتی بنایا اور لعنت کی لکڑی سے لٹکایا یہ اصول ہر ایک پہلو سے فاسد اور قابل شرم ہے۔'' (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 328)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود انجیل سے ان لعنتی عقائد کی تردید کرکے عیسائیت کی صلیب کے اس پایہ کو بھی توڑ دیا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ عقیدہ غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے۔'' (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 236)

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں اس مسئلہ کے متعلق درج ہے: ''عقیدہ کفارہ کو عیسائی مذہب میں سب سے زیادہ امتیازی مقام حاصل ہے۔ اتنا زیادہ کہ مسیحیوں کی اکثریت کے نزدیک یہ عقیدہ دیگر سب عقائد سے مقدم اور افضل ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ الوہیت مسیح کے نظریہ کو صرف اس وجہ سے اہمیت دی گئی ہے کہ کفارہ کے اثبات کیلئے اس امر کی ضرورت پڑتی ہے۔'' (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، جلد 5، صفحہ 634)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کفارہ کے خلاف سب سے پہلے یہ دلیل بیان فرمائی ہے کہ یہ اصول قرآن مجید کی معقولی اور فطرتی تعلیم کے خلاف ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے ''لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی'' کہ کوئی جان دوسری جان کا بوجھ ہرگز نہیں اٹھائے گی۔ گویا ایک انسان کو دوسرے کے بدلے میں کوئی سزا نہ دی جائے گی۔ یہ اصول عین عدل و انصاف اور عقل کے مطابق ہے اور ہر مذہب و ملت کا انسان اس کو تسلیم کرتا ہے کہ کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ (مفہوماً سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 328)

دوسرا یہ کہ خود بائبل سے اس اصول کی

پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہوجاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مرجاتے ہیں۔ اس حالت کا نام قرآن شریف کی رو سے اسلام ہے۔ اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے اور پھر دعا سے ہم اَز سرِ نو زندہ ہوتے ہیں۔ اس دوسری زندگی کے لئے الہام الٰہی ہونا ضروری ہے۔ اسی مرتبہ پر پہنچنے کا نام لقاء الٰہی ہے یعنی خدا کا دیدار اور خدا کا درشن۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 394)

تائید ہوتی ہے کہ ’’وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔‘‘ (حزقیل 418)

پھر لکھا ہے: ’’وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ ہی باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائے گا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی۔‘‘ (حزقیل، 418)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بائبل کے حوالہ جات سے عیسائیوں کے اس بے سروپا عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے ان کے اس بنیادی عقیدہ کو بھی پاش پاش کر دیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے اس باطل عقیدے کی تردید فرماتے ہوئے لکھا ہے: ’’خدا تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے۔ گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ اس معافی کے لئے وہ اس بات کا محتاج نہیں کہ کوئی ناکردہ گناہ سولی پر کھینچا جائے تا وہ گناہ معاف کرے بلکہ وہ صرف توبہ اور تضرع اور استغفار سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، صفحہ 55، روحانی خزائن، جلد 23)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسر صلیب کا اس سے زیادہ اور واضح ثبوت اور کیا ہوگا کہ عیسائیوں میں اپنے مذہب سے نفرت و بیزاری پائی جا رہی ہے۔ ان میں مذہب سے بغاوت کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ جن عقائد پر عیسائیت کو ناز تھا آج وہ گلے کی ہڈی بنے ہوئے ہیں اور عیسائیت ان تعلیمات کی تشہیر سے کترا رہی ہے۔ یہ صرف اور صرف کاسر صلیب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے، جس نے نہ صرف عیسائی بداعتقادیوں کی دھجیاں اڑا دیں بلکہ مجبور کر دیا کہ ایسے بیہودہ عقائد سے انحراف کر لیں۔

مسیحی عقائد سے انحراف کا ایک ثبوت:

’’نجات کے بارہ میں اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اس کیلئے کفارہ کی ضرورت نہیں۔ ہم مسیح کی موت کے سبب نہیں بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس کے نمونے کی پیروی کرنے اور کی مرضی پر چلنے سے بچ سکتے ہیں۔ اس قسم کے خیالات پروٹسٹنٹ کلیسیا میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔‘‘ (بارہ سوالات، صفحہ 84)

کسر صلیب کے ظہور کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔‘‘

نیز فرمایا: ’’صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے؟ موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کر دیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آ کر مرا تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 368، مطبوعہ قادیان 2003)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے مشن کسر صلیب کو کس قدر واضح رنگ میں پورا کر دیا ہے۔ آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرونگا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 67)

......☆......☆......☆......

اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ عشق

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

...★...★...★...

خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے

خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام جلد 5، صفحہ 251)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بزرگان امت کی گواہیاں

(ریحان احمد شیخ، مبلغ سلسلہ، شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

خدا کے ماموروں کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل دعویٰ سے پہلے ان کی پاک زندگی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں شرک اور دوسری بدیوں سے محفوظ رکھتا ہےاور وہ قوم کے اندر ایک نہایت اعلیٰ اخلاق سے بھر پور زندگی گزارتے ہیں اورقوم ان کے پاک کردار کی گواہی دینے پر مجبور ہوجاتی ہے۔

دعویٰ کے بعد دشمن ان پر ہرطرح کے الزام لگاتا اور گند اچھالتا ہے مگر دعویٰ سے پہلے کی زندگی پر کسی طرح بھی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ پس دعویٰ کے بعد کے اعتراضات قابل توجہ نہیں کیونکہ وہ دشمنی کی نظر سے کئے جاتے ہیں بلکہ وہ پاک کردار لائق توجہ ہے جب وہ ایک عام فرد کی حیثیت سے زندگی گزارر ہا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو چیلنج کرتے ہوئے لکھا کہ ''تم کوئی عیب، افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے'' (تذکرۃ الشہادتین ،روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 64)

اس چیلنج پر ایک سو سال ہونے کو آئے ہیں، مگر کسی کو اس کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔

ہندوستان کے مشہور عالم دین اور مفسر قرآن اور صحافی مولانا ابوالکلام آزاد آپ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''کیرکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔'' (اخبار وکیل امرتسر 30/مئی 1908 بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد20، صفحہ 563)

جب خدا تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اوّل تمام اہل آسمان کو اس سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پھر زمین میں اس کی قبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔ اس قبولیت کے پھیلانے کا ایک طریق یہ بھی ہوتا ہے کہ اس وقت کے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ بذریعہ رؤیا و کشوف اس مامور من اللہ کی صداقت پر آگاہ کر دیتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف لطیف تذکرۃ الشہادتین میں فرمایا ہے کہ شاید 10 ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے میری تصدیق فرمائی۔ خاکسار اس مضمون میں ان چند بزرگ ہستیوں کا ذکر کرے گا جو صاحب رؤیا و کشوف تھے اور انہوں نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی گواہیاں دیں۔

(1) حضرت مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جو اپنے زمانہ کے صاحبِ رؤیا و کشوف بزرگ تھے انہوں نے اپنی وفات سے قبل اپنے کشف کی بناء پر یہ پیشگوئی کی تھی کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اس شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''ازانجملہ بعض مکاشفات مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم ہیں جو اس عاجز کے زمانۂ ظہور سے پہلے گزر چکے ہیں۔ چنانچہ ایک یہ ہے کہ آج کی تاریخ 17/جون 1891ء سے عرصہ چار ماہ کا گزرا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب جو ایک مرد صالح بے ریا متقی اور متبع سنت اور اوّل درجہ کے رفیق اور مخلص مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی ہیں وہ قادیان میں اس عاجز کے پاس آئے اور باتوں کے سلسلہ میں بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے کشف سے ایک پیشگوئی کی تھی کہ ایک نُور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔'' (روحانی خزائن، جلد3، ازالہ اوہام، صفحہ 479)

(2) گلاب شاہ صاحب جمال پوری جو ایک سالک ، زاہد اور عابد بزرگ تھے انہوں نے یہ اطلاع دی تھی کہ عیسیٰ جوان ہوگیا ہے اور وہ قادیان میں ہے۔ اس تعلق میں ایک شخص کریم بخش کی شہادت کا تفصیلاً ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں درج فرمایا ہے کہ: ''میرا نام کریم بخش والد کا نام غلام رسول قوم اعوان ساکن جماپور اعوانہ تحصیل لودھیانہ پیشہ زمینداری عمر تخمیناً چونسٹھ سال مذہب موحد اہلحدیث حلفاً بیان کرتا ہوں کہ تخمیناً تیس یا اکتیس سال کا گزرا ہوگا یعنی سمت 1917 میں جبکہ سن سترہ کا ایک مشہور قحط پڑا تھا ایک بزرگ گلاب شاہ نام جس نے مجھے توحید کا راہ سکھلایا اور جو بباعث اپنے کمالات فقر کے بہت مشہور ہوگیا تھا اور اصل باشندہ ضلع لاہور کا تھا ہمارے گاؤں جماپور میں آرہا تھا اور ابتداء میں ایک فقیر سالک اور زاہد اور عابد تھا اور اسرار توحید اُس کے منہ سے نکلتے تھے لیکن آخر اس پر ایک ربودگی اور بیہوشی طاری ہوکر مجذوب ہوگیا اور بعض اوقات قبل از ظہور بعض غیب کی باتیں اس کی زبان پر جاری ہوتیں اور جس طرح وہ بیان کرتا آخر اُسی طرح پوری ہوجاتیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اُس نے سمت سترہ کے قحط سے پہلے ایک قحط شدید کے آنے کی پیشگوئی کی تھی اور پیش از وقوع مجھے بھی خبر دی تھی۔ سو تھوڑے دنوں کے بعد سترہ کا قحط پڑ گیا تھا۔ اور ایک دفعہ اُس نے بتلایا تھا کہ موضع رام پور ریاست پٹیالہ تحصیل پائیلی کے قریب جہاں اب نہر چلتی ہے ہم نے وہاں نشان لگایا ہے کہ یہاں دریا چلے گا۔ پھر بعد ایک مدّت کے وہاں اُسی نشان کی جگہ پر نہر جاری ہوگئی جو درحقیقت دریا کی ہی ایک شاخ ہے۔ یہ پیشگوئی اُن کی سارے جماپور میں مشہور ہے۔ ایسا ہی ایک دفعہ انہوں نے سمت سترہ کے قحط سے پہلے کہا تھا کہ اب بیوپاریوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد قحط پڑا اور بیوپاری لوگوں کو اس قحط میں بہت فائدہ ہوا۔ ایسی ہی اُن کی اَور بھی کئی پیشگوئیاں تھیں جو پوری ہوتی رہیں۔

اس بزرگ نے ایک دفعہ جس بات کو عرصہ تیس سال کا گزرا ہوگا مجھ کو کہا کہ عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور قرآن کی رو سے فیصلہ کرے گا اور کہا کہ مولوی اس سے انکار کریں گے پھر کہا کہ مولوی انکار کرجائیں گے۔ تب میں نے تعجب کی راہ سے پوچھا کہ کیا قرآن میں بھی غلطیاں ہیں قرآن تو اللہ کا کلام ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں ہوگئیں اور شاعری زبان پھیل گئی (یعنی مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر مبالغات پر زور دیکر اصل حقیقت کو چھپا دیتا ہے) پھر کہا کہ جب وہ عیسیٰ آئے گا تو فیصلہ قرآن سے کرے گا۔ پھر اس مجذوب نے بات کو دوہرا کر یہ بھی کہا تھا کہ قرآن پر کرے گا اور مولوی انکار کرجائیں گے اور پھر یہ بھی کہا کہ انکار کریں گے اور جب وہ عیسیٰ لدھیانہ میں آئے گا تو قحط بہت پڑے گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ عیسیٰ اب کہاں ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ بیچ قادیان کے یعنی قادیان میں تب میں نے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس ہے وہاں عیسیٰ کہاں ہے (لدھیانہ کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام قادیان ہے) اسکا انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور مجھے کچھ معلوم نہیں تھا

مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار ان کو بلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہٗ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 41)

کہ ضلع گورداسپورہ میں بھی کوئی گاؤں ہے جسکا نام قادیان ہے۔ پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ آسمان پر اٹھائے گئے اور کعبہ پر اُتریں گے۔ تب انہوں نے جواب دیا۔ عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ تو مر گیا ہے اب وہ نہیں آئے گا ہم نے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ مر گیا ہے ہم بادشاہ ہیں جھوٹ نہیں بولیں گے اور کہا کہ جو آسمانوں والے صاحب ہیں وہ کسی کے پاس چل کر نہیں آیا کرتے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 481)

(3) پیر صاحب العلم سندھ نام ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جن کے ایک لاکھ کے قریب مرید تھے۔ پیر صاحب نے اپنے رؤیا و کشوف کی بناء پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق فرمائی ۔ قارئین کے ازدیاد ایمان کیلئے وہ رؤیا ذیل میں یہ واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

سیٹھ اسماعیل آدم صاحب جو بمبئی میں تجارتی کاروبار کرتے تھے، سندھ کے مذکورہ بزرگ پیر صاحب العلم کے مرید اور عقیدت مند تھے۔ 1895ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور آپؑ پر کفر کے فتووں کی بھرمار دیکھ کر اپنے بزرگ پیر سندھی صاحب کو ایک خط بزبان فارسی تحریر کیا جس میں لکھا تھا کہ:

’’ہم تو دنیادار ہیں اور روحانی آنکھوں سے اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور راہنما ہیں ،صاحب بصیرت ہیں۔ لہٰذا آپ حلفاً جواب دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مہدویت و مسیحیت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب۔ اگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ سچے ہوئے اور ہم ہدایت سے محروم ہو گئے تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکے ذمہ دار ہیں، اور اگر وہ جھوٹے ہیں، اور ہم نے نادانی سے انکو مان لیا تو ہماری گمراہی کا وبال آپ کے سر پر ہے۔‘‘

اس سوال کا جواب حضرت پیر صاحب العلم نے جو لکھا وہ بھی درج ذیل ہے:

’’**(شہادت اول)** ہمارے سلسلہ کا دستور ہے کہ مابین نماز مغرب و عشاء ہم اپنے مریدوں کے ساتھ حلقہ کر کے ذکر الٰہی کیا کرتے ہیں۔ ایک روز حلقہ میں بحالت کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم نے دیکھا تو ہم نے آپؐ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام کون ہے تو آپؐ نے جواب دیا ’’از ما است‘‘ یعنی مرزا غلام احمد تو ہماری طرف سے ہے۔

(شہادت دوم) ہمارے خاندان کا طریق ہے کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے اور سو جاتے ہیں۔ یہی سنت رسول ہے۔ ایک دن خواب میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو ہم نے سوال کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص (حضرت مرزا غلام احمدؑ) پر کفر کے فتوے لگا دیئے ہیں اور جھٹلاتے ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

در عشق ما دیوانہ شدہ است

یعنی مرزا غلام احمد تو ہمارے عشق اور محبت میں دیوانہ ہے۔

(شہادت سوم) ہمارا سلسلہ اور خاندان تہجد گزار ہے اس لئے ہم روز رات کو تین بجے کے بعد اٹھتے ہیں اور بعد نماز تہجد کروٹ پر لیٹے رہتے ہیں اور اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں اور یہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ایک دن اسی کروٹ لینے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے اس وقت ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی تو ہم نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی...... یا رسول اللہ اب تو ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دے دیئے تو آپؐ نے بڑے جلال میں تین بار دہرا کر فرمایا: ھُو صادقٌ۔ ھو صادقٌ۔ ھو صادقٌ ۔یعنی مرزا غلام احمد سچے ہیں۔ مرزا غلام احمد سچے ہیں۔ مرزا غلام احمد سچے ہیں۔

یہ جواب پیر صاحب موصوف نے جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کے پاس لکھ کر بھیجا کہ ’’ یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہو گئے، ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔‘‘ (بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان 1966، صفحہ 17 تا 18)

مولوی حسن علی صاحب مرحوم اپنی کتاب ’’رسالہ تائید حق‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’حاجی عبداللہ عرب ایک میمن تاجر ہیں جو کلکتہ میں تجارت کرتے تھے...... بمبئی سے تجارتی تعلق ہونے کی وجہ سے ہندوستان میں بھی کبھی کبھی آجاتے ہیں ۔ یہ بزرگ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا مومن ہے۔ اللہ نے اس شخص کو مادرزاد ولی بنایا ہے ۔اس کمال و خوبی کا مسلمان میری نظروں سے بہت ہی کم گزرا......خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو بھی کچھ تھوڑا سا جوش اہل اسلام کی خیر خواہی کا عنایت فرمایا ہے لیکن جب میں عبداللہ عرب کے جوش پر غور کرتا ہوں تو سر نیچا کر لیتا ہوں...... مکہ معظّمہ میں نہر زبیدہ کی اصلاح کے لیے قریب چار لاکھ روپیہ چندہ ایک عبداللہ عرب صاحب کی کوشش سے جمع ہوا تھا۔ بمبئی میں عبداللہ عرب صاحب نے الگیز نڈر رسل وب سفیر امریکہ کے مسلمان ہونے کا حال سنا۔ فوراً انگریزی میں خط لکھوا کر وب صاحب کے پاس روانہ کیا۔ وب صاحب نے بھی ویسے ہی گرم جوشی کے ساتھ جواب دیا اور خواہش ظاہر کی کہ اگر آپ کسی طرح منیلا آسکتے تو امریکہ میں اشاعت اسلام کے کام میں کچھ صلاح و مشورہ کیا جاتا ۔حاجی عبداللہ عرب صاحب کو حضرت پیر سید اشہد الدین جھنڈے والے (یہ پیر صاحب ضلع حیدرآباد سندھ تحصیل ہالہ میں رہتے ہیں۔ ان کے لاکھوں مرید ہیں۔ اور علاقہ سندھ میں لوگ ان کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ انکی کرامات و بزرگی کے سب قائل ہیں) سے بیعت ہے۔ شاہ صاحب کی بڑی عظمت عبداللہ عرب کے دل میں ہے۔ مجھ سے اسقدر تعریف ان کی بیان کی ہے کہ مجھ کو بھی مشتاق بنا دیا ہے کہ ایک بار حضرت پیر سید اشہد الدین صاحب کی ملاقات ضرور کروں۔ جب کوئی اہم کام پیش ہوتا ہے تو حاجی عبداللہ عرب صاحب اپنے پیر و مرشد سے صلاح ضرور ہی لے لیتے ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مرشد سے منیلا جانے کے بارے میں استفسار کیا۔ استخارہ کیا گیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ ضرور جاؤ۔ اس سفر میں کچھ خیر ہے۔ عبداللہ عرب صاحب......منیلا چلے گئے۔ اس سفر میں حاجی صاحب کا ہزار روپیہ سے بالا صرف ہوا۔ وب صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ یہ بات طے پائی کہ وب صاحب سفارت کے عہدہ سے استعفا داخل کریں اور اشاعت اسلام کیلئے حاجی عبداللہ عرب صاحب چندہ جمع کریں۔

...... جب حاجی عبداللہ عرب صاحب چندہ کے فراہم نہ ہونے سے سخت بے چینی میں مبتلا ہوئے تو اپنے پیر کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت سیّد اشہد الدین صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کیا ۔ حضرت پیر صاحب نے استخارہ کیا۔ معلوم ہوا کہ انگلستان اور امریکہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی تصرفات کی وجہ سے اشاعت ہو رہی ہے۔ ان سے دعا منگوانے سے کام ٹھیک ہوگا۔ دوسرے دن حاجی صاحب کو پیر صاحب نے خبر دی ۔ اس پر حاجی صاحب نے بیان کیا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی علمائے پنجاب و ہند نے تکفیر کی ہے، ان سے کیونکر اس بارہ میں کہا جائے۔ اس بات کو سنکر شاہ صاحب نے بہت تعجب کیا اور دوبارہ **اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور استخارہ کیا۔ خواب میں جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضورؐ نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد اس زمانہ میں میرا نائب ہے وہ جو کہے وہ کرو۔** صبح کو اُٹھ کر شاہ صاحب نے کہا کہ اب میری حالت یہ ہے کہ مَیں خود مرزا صاحب کے پاس چلونگا اور اگر وہ مجھ کو امریکہ جانے کو کہیں تو مَیں جاؤنگا۔ جب کہ حاجی عبد اللہ عرب صاحب نے اور دوسرے صاحبوں نے خواب کا حال سُنا اور پیر صاحب کے ارادہ سے واقف ہوئے تو مناسب نہ سمجھا کہ پیر صاحب خود قادیان جائیں۔ سب نے عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں آپ کی طرف سے کوئی دوسرے صاحب حضرت مرزا صاحب کے پاس جا سکتے ہیں۔ چنانچہ پیر صاحب کے خلیفہ عبد

اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے

اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 6)

اللطیف صاحب اور حاجی عبداللہ عرب صاحب قادیان گئے اور سارا قصہ بیان کرکے خواستگار ہوئے کہ حضرت اقدس اس طرف متوجہ ہوں تاکہ اشاعت اسلام کا کام امریکہ میں عمدگی سے چلنے لگے۔ بیان مذکورہ بالا میَں نے خود حاجی عبداللہ عرب صاحب سے سنا ہے اور جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں، حاجی صاحب کو مَیں ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا باخدا آدمی سمجھتا ہوں اس لئے اس خبر کو جھوٹ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جس حالت میں مرزا صاحب ایک بدنام شخص ہورہے ہیں اور جھنڈے والے پیر صاحب ایک نامی آدمی ہیں، عبداللہ عرب صاحب کو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اپنے مرشد کے بارے میں ایک ایسا قصہ تصنیف کریں جس سے ظاہراً اُن کا نقصان ہی نقصان ہے۔''

(رسالہ تائید حق، مصنفہ مولوی حسن علی صاحب مرحوم، مطبوعہ مارچ 1914، صفحہ 106)

مصنّف رسالہ تائید حق مزید لکھتے ہیں:

حاجی عبداللہ عرب صاحب سے مجھ کو ایک اور عجیب بات معلوم ہوئی کہ قسطنطنیہ میں سید فضل صاحب ایک باکمال بزرگ رہتے ہیں جن کو سلطان روم بہت پیار کرتے ہیں۔ سید فضل صاحب کے بزرگوں میں ایک شیخ گزرے ہیں ...... جو صاحب کشف و کرامات تھے، وہ اپنے ملفوظات میں لکھ گئے ہیں کہ آخری زمانہ میں مہدی علیہ السلام تشریف لاویں گے تو مغربی ملکوں میں ایک بہت بڑی قوم گورے رنگ والی حضرت مہدی علیہ السلام کی بڑی معین و مددگار ہوگی اور وہ سب داخل اسلام ہوگی۔''

(بحوالہ رسالہ تائید حق، صفحہ 106، مطبوعہ 1914ء دہلی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر جب علماء نے سخت مخالفت کی اور ہر طرف عداوت کا طوفان برپا کیا جارہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء سجادہ نشینوں اور پیروں کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کیلئے دعوت مباہلہ دی۔ اس فہرست میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کا بھی نام تھا۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف ریاست بہاول پور کے باشندہ تھے اور روحانیت وتقویٰ اور پاکیزگی کی وجہ سے آپ دور دور تک مشہور تھے۔ خواجہ غلام فرید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت مباہلہ کے جواب میں حضور علیہ السلام کو ایک خط عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا جس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے: ''تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو ربّ الارباب ہے اور درود اس رسولِ مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کی آل اور اصحاب پر اور تم پر سلام اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہو۔ اسکے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جُز کو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے۔ سوائے ہر ایک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جسکا اجر ملے گا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کیلئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو مَیں زیادہ لکھتا۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 89)

فقیر محمد صاحب مجذوب کی گواہی

آپ سیالکوٹ میں ندی کے کنارے رہا کرتے تھے۔ جب علماء وقت نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر و مخالفت کا بازار گرم کردیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے الہاماً اطلاع پاکر ایک اشتہار شائع کروایا۔ اسی اشتہار سے ایک اقتباس ہدیہ خدمت ہے۔

خدا کے فضل و الہام سے روح جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے...... روح کل اولیاء سے...... میں نے ان سب سے گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہٗ نے بھیجا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں سخت فتنے برپا ہوگئے۔ وہ حد درجہ ضعیف ہوگیا ...... اس لئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت پیش آئی...... اس وقت انکی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا مگر چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا، خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستار مبارک ہیں بھیجا...... میں دیکھتا ہوں۔ اس مخالفت سے خدا تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے حد درجہ بیزار ہیں۔'' (بحوالہ آسمانی گواہی صفحہ 11، مصنفہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین)

حضرت سید المعروف کوٹھے والے پیرؒ کی گواہی

''علاقہ یوسف زئی میں کوٹھ نامی جگہ کے رہنے والے تھے۔ اسی لئے کوٹھے والے پیر کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا انتقال 1294 ہجری میں ہوا۔ آپ کے مریدوں کا تحریری بیان ہے، یہ مؤکّد بحلف بیان اُسی زمانہ میں چھپ کر مشتہر ہوگیا تھا کہ، ایک مرتبہ پیر صاحب وضو کررہے تھے، اچانک بول پڑے ''اب ہم کسی اور کے زمانے میں رہ رہے ہیں'' مریدوں نے وضاحت پوچھی تو فرمایا ''اللہ جو بندہ تجدید دین کے لئے پیدا کرتا ہے، پیدا ہوچکا اور ہماری باری چلی گئی۔'' ایک اور مرتبہ فرمایا ''میرے بعض آشنا مہدی آخر زمان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ مہدی موعود پیدا ہوچکا ہے۔ مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ وہ پنجابی بولتا ہے۔'' (بحوالہ آسمانی گواہی صفحہ 12 تا 13، ڈاکٹر خورشید عالم ترین)

فقیر میاں محمود صاحبؒ کی شہادت

''آپ بلوچستان میں ایک ولی کامل، صاحبِ کشف و کرامت گزرے ہیں۔ آپ کے روحانی کمالات کا شہرہ دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ مشہور تھا کہ آپ سائل کے سوال کا جواب سوال پوچھے بغیر ہی دے دیتے تھے۔ ایک بار حضرت مرزا صاحب کا ایک مرید اُن کے پاس گیا، اس نے دل میں یہ ٹھانی کہ بزرگ موصوف سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے بارے میں پوچھیں گے۔ فقیر صاحب نے ملاقات کے وقت پہلی بات یہی کی کہ آپ عیسیٰ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں پوچھنا چاہتے اور پھر دیر تک حضرت مرزا صاحب کے حلیے وغیرہ کے بارے میں بولتے رہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مرید کی استدعا پر یہ سارا بیان ان کے فرزند نے قلمبند کردیا اور حضرت فقیر صاحب کی مہر لگا کر حوالہ کردیا۔ یہ بیان بھی حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں چھپا ہوا موجود ہے۔ فارسی زبان میں لکھے اس بیان کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں: ترجمہ: عرصہ چار سال کا ہوا ہوگا جب لوگوں کی زبان پر یہ قصہ مشہور ہوا کہ شہر پنجاب میں مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ پیدا ہوا ہے۔ اس فقیر کے دل میں خیال اٹھا الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے عجیب انسان پیدا کیا ہے ...... ایک دن جو اسی خیال میں سوگیا، ناگاہ میرے مرشد میاں نور احمد صاحبؒ خواب میں آئے اور فرمایا کہ بلاشک و شبہ یہ آدمی بے حد بابرکت ہے...... اور اس سے دین میں زیادتی ہوگی۔ پس اس بات کا اقرار کرنا انکار نہ کرنا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ مرزا غلام احمد صاحب کو بھی دیکھا۔'' (بحوالہ آسمانی گواہی صفحہ 13 تا 14، مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین)

مندرجہ بالا چند گواہیاں جو خاکسار نے درج کی ہیں، صاحب فراست انسان کیلئے کافی ہیں۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

واضح ہو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کسی نئے دین کا اجراء نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی سچائی کو ثابت کرتے ہوئے دین اسلام کو زندہ جاوید مذہب ثابت کردیا ہے اور یہ جو چند صاحب رؤیا و کشوف بزرگان کی تصدیقی گواہیاں خاکسار نے پیش کی ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے پر بیّن دلیل ہیں۔

......☆......☆......☆......

احادیث سے ثابت ہے کہ مولوی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ دینگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے مولوی اور فتویٰ دینے والے ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو اسوقت روئے زمین پر موجود ہونگے اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ درحقیقت مہدی اللہ (مسیح موعود) پر کفر کا فتویٰ دینے والے یہی لوگ ہوں گے اس بات سے اکثر مسلمان بے خبر ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ ہوگا چنانچہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ (آئینہ کمالات اسلام، جلد 5، صفحہ 215)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کا عبرتناک انجام

(ہدایت اللہ منڈاشی، مبلغ سلسلہ، نظارت نشرو اشاعت قادیان)

الٰہی سلسلوں کے متعلق ابتدائے آفرینش سے یہی سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی ربانی مصلح مبعوث ہوا ہے دنیا اس کی مخالفت میں کھڑی ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ جہاں اس کی فتح ونصرت کے سامان پیدا فرماتا ہے وہاں مخالفین کو عبرت کا نشانہ بنا کر اپنی ہستی اور قدرت اور جلال کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

جب ہم اس الٰہی سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں آپ کو حاصل ہونے والی فتوحات کے ساتھ ساتھ آپ کے مخالفین کی عبرتناک زندگیوں کے بیشمار نشانات نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا پہلا مخالف یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی جو فرقہ اہل حدیث کا لیڈر تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن کا واقف تھا۔ جس نے آپؑ کی تصنیف براہین احمدیہ کی اشاعت پر ایک زبردست ریویو لکھا تھا اور اس میں آپؑ کی خدمات کو بے نظیر قرار دیا تھا، جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، اس نے آپ کے سلسلہ کو مٹانے اور اسکے استیصال کیلئے ناخنوں تک زور لگایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس ظالم نے بھی وہ فتنہ برپا کیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گزشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے۔ مخبط الحواس نذیر حسین کی کفرنامہ پر مہر لگوائی۔ صدہا مسلمانوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بڑے زور سے گواہیاں ثبت کرائیں کہ یہ لوگ نصاریٰ سے بھی کفر میں بدتر ہیں۔ تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ بھائیوں نے بھائیوں کو اور باپوں نے بیٹوں کو اور بیٹوں نے باپوں کو چھوڑ دیا۔ اور ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا جس سے آج تک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی، کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں۔‘‘ (استفتاء اردو، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 128)

مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفت کا یہ عالم تھا کہ کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا جب وہ اپنے رسالے اشاعۃ السنہ میں حضورؑ کو کذاب مفتری اور دجال نہ لکھتا اور اسی پر اس نے اکتفا نہ کی بلکہ آپ کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد جب ایک عیسائی پادری ڈاکٹری ہنری مارٹن کلارک نے آپ پر قتل کا جھوٹا مقدمہ دائر کیا تو آپ کے خلاف گواہی دینے کیلئے وہ عدالت پہنچ گیا اور ایسا بیان دیا جس سے عیسائیوں کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق ہوتی تھی۔ لیکن عدالت نے ان کی گواہی کو حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ ان کے ذاتی عناد پر محمول کرتے ہوئے درخور اعتنا نہ سمجھا اور ردی کی طرح ٹوکری میں پھینک دیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا کیا انجام ہوا اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ’’ابھی بہت عرصہ اس فتوے کو شائع ہوئے نہیں گزرا تھا کہ ان مولوی صاحب کی عزت لوگوں کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے مٹانی شروع کی۔ اس فتوے کی اشاعت سے پہلے اُن کو یہ عزت حاصل تھی کہ لاہور دارالخلافہ پنجاب جیسے شہر میں جو آزاد طبع لوگوں کا شہر ہے بازاروں میں سے جب وہ گذرتے تھے تو جہاں تک نظر جاتی تھی لوگ اُن کے ادب اور احترام کیوجہ سے کھڑے ہوجاتے اور ہندو وغیرہ غیر مذاہب کے لوگ بھی مسلمانوں کا ادب دیکھ کر اُن کا ادب کرتے تھے اور جس جگہ جاتے لوگ اُن کو آنکھوں پر بٹھاتے اور حکام اعلیٰ جیسے گورنر و گورنر جنرل اُن سے عزت سے ملتے تھے۔ مگر اس فتوے کے شائع کرنے کے بعد بغیر کسی ظاہری سامان کے پیدا ہونے کے اُن کی عزت کم ہونی شروع ہوئی اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ خود اس فرقے کے لوگوں نے بھی اُن کو چھوڑ دیا جس کے وہ لیڈر کہلاتے تھے اور میں نے اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اسٹیشن پر اکیلے اپنا اسباب جو وہ بھی تھوڑا نہ تھا، اپنی بغل اور پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے چلے جارہے ہیں اور چاروں طرف سے دھکے مل رہے ہیں۔ کوئی پوچھتا نہیں۔ لوگوں میں بے اعتباری اس قدر بڑھ گئی کہ بازار والوں نے سودا تک دینا بند کردیا۔ دوسرے لوگوں کی معرفت سودا منگواتے اور گھر والوں نے قطع تعلق کرلیا، بعض لڑکوں نے اور بیویوں نے ملنا جُلنا چھوڑ دیا، ایک لڑکا اسلام سے مرتد ہوگیا، غرض تمام قسم کی عزتوں سے ہاتھ دھو کر اور عبرت کا نمونہ دکھا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری ایام کی ایک ایک گھڑی سے اس آیت کی صداقت کا ثبوت دیتے چلے گئے کہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ (دعوۃ الامیر، صفحہ 233 تا 234، ایڈیشن جنوری 2017 قادیان)

دوسری مثال پنڈت لیکھرام کی عبرت ناک ہلاکت کی ہے۔ پنڈت لیکھرام ایک گندہ دہن جاہل اور علمی لحاظ سے بے بہرہ شخص تھا۔ اسلام کی تضحیک اور استہزا میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا اور قرآن کریم کا مذاق اُڑاتا تھا۔

جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1887ء میں اپنی کتاب ’’سرمہ چشم آریہ‘‘ شائع فرمائی اور اسکے اندر آریہ واعظوں کے سامنے وید اور قرآن کی حیثیت کا مقابلہ کرنے کیلئے مباہلہ کی تجویز فرمائی تو لیکھرام جھٹ سامنے آگیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کر کے آسمانی گرفت کے نیچے آگیا۔

اس نے لکھا: ’’اے پرمیشور! دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔‘‘ (خبط احمدیہ، صفحہ 344 تا 347، بحوالہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 322)

لیکھرام نے نشان کا مطالبہ کرتے ہوئے نہایت شوخی سے لکھا: ’’اچھا آسمانی نشان تو دکھادیں۔ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔‘‘ (استفتا، صفحہ 7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 20 فروری 1886 والے اشتہار میں لیکھرام سے استفسار کیا کہ اگر اس کے متعلق پیشگوئی میں کوئی ایسا امر ہو جسکے ظاہر کرنے سے اسے رنج پہنچے تو اُسے ظاہر کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ اسکے جواب میں لیکھرام نے بڑی شوخی اور دلیری سے لکھا کہ مَیں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔

لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید کے ساتھ پیشگوئی بتلائی جائے۔ چنانچہ 20 فروری 1893ء کو بہت توجہ اور دعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آج کی تاریخ سے یعنی 20 فروری 1893ء سے چھ برس کے اندر لیکھرام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا اور اس کے ساتھ یہ عربی الہام ہوا۔

’’عِجْلٌ جَسَدٌ لَهٗ خُوَارٌ۔ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ‘‘ یعنی یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں سے مہمل آواز آرہی ہے پس اس کیلئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی تاریخ 20 فروری 1893ء کو بذریعہ ایک

خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہوگئے
اور بعض اس قدر دنیا کے مکر اور فریب اور دنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوئے کہ حلاوت ایمان اُن سے چھین لی گئی

نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا جو دعوتِ مباہلہ میں اوّل المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔
رشید احمد گنگوہی جس کا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوۃ اور بددعا کے بعد اندھا ہوگیا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مرگیا اور مولوی ←

اشتہار کے لیکھرام کے متعلق یہ پیشگوئی شائع فرمادی۔ اسکے صفحہ 2 اور 3 پر یہ عبارت قابل توجہ ہے۔ آپؑ نے لکھا: ’’اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمان اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا، جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا تعلق ہے۔‘‘

آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ ’’اب آریوں کو چاہئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 372 تا 373)

اب دنیا انتظار کرنے لگی کہ حضرت بانی سلسلہؑ کی پیشگوئی کب اور کیسے پوری ہوتی ہے، ادھر پنڈت لیکھرام اپنی عاقبت سے کلیۃً لاپرواہ اپنی شوخی اور بدزبانی میں مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ دوسری طرف خدا کے ملائکہ بڑی تیزی کے ساتھ اس شاتم رسول کو اس کی بدزبانیوں اور گستاخیوں کی سزا دینے کیلئے اس کی طرف بڑھتے چلے آرہے تھے۔ چنانچہ ابھی پیشگوئی کے پانچویں سال کا پہلا مہینہ یعنی مارچ 1897ء شروع ہی ہوا تھا کہ قضاوقدر کی تیز دھار تلوار نے اسکا کام تمام کردیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لیکھرام ان دنوں لاہور کے محلہ وچھووالی میں کسی آریہ مہاشہ کے مکان پر ایک گلی میں رہا کرتا تھا۔ 6/ مارچ 1897 ہفتہ کے دن ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت لیکھرام بالائی منزل پر نیم برہنہ ہو کر بیٹھا کچھ لکھنے میں مصروف تھا لکھنے سے فارغ ہو کر اُس نے انگڑائی لی جس سے اُس کا پیٹ آگے کو اُبھر آیا۔ ایک نوجوان نے جو کچھ عرصہ پہلے اس کے پاس شُدھ ہونے یعنی ہندو بننے کیلئے آیا تھا اور اس شام کمبل اوڑھے اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ اس نے ایک پورا ہاتھ خنجر کا لیکھرام کی توند پر ایسا چلایا کہ انتڑیاں باہر آگئیں۔ لیکھرام کے منہ سے بیل کی طرح نہایت زور کی آواز نکلی جس کو سن کر اُس کی بیوی اور والدہ اُس کمرے میں آگئیں مگر قاتل جاچکا تھا۔ لیکھرام کو پولیس نے میو ہسپتال لاہور میں پہنچایا جہاں ایک انگریز سرجن ڈاکٹر پیری، نے اسکی جان بچانے کی انتھک کوشش کی مگر یہ شاتم رسول ساری رات اور اگلے دن کا کچھ حصہ تڑپ تڑپ کر گزارنے کے بعد راہی ملک عدم ہوگیا اور اس طرح خدا کے فرستادہ کی پیشگوئی اسلام اور اُسکے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت پر ہزار سورج روشن کرتی ہوئی بڑی شان اور جلال وہیبت کے ساتھ پوری ہو کر خود آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست نشان بن گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام کی موت پر جہاں انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے افسوس کا اظہار کیا وہاں اس پر خدا کا شکر بھی ادا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ’’اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اُسکی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اُس کے مونہہ کی باتیں آج پوری ہوگئیں۔ ہمیں قسم ہے اُس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرۂ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے ...... یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اُس نے چاہا کہ اُسکے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہوجائیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 336 تا 337)

تیسری مثال مجسٹریٹ لالہ چندولال کا انجام ہے۔ مولوی کرم دین نے پہلے مقدمے میں ناکامی کے بعد 26/ جنوری 1903 کو ایک دوسرا فوجداری مقدمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضل دین صاحب کے خلاف رائے سنسار چند صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جہلم کی عدالت میں دائر کیا۔ مولوی کرم دین کے اس مقدمے کی بنیاد یہ تھی کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف مواہب الرحمن (1903ء) میں کذّاب، مہین کے الفاظ استعمال کر کے ان کی توہین کی ہے کیونکہ ان کے بیان کے مطابق یہی الفاظ ایک خاص کافر ولید بن مغیرہ کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لئے مسیح موعودؑ نے یہ الفاظ مولوی کرم دین کیلئے استعمال کر کے انہیں کافر سے تشبیہ دی ہے۔ مولوی کرم دین کا دائر کردہ مقدمہ تقریباً 2 سال تک مختلف عدالتوں میں چلتا رہا جس میں کئی اہم شخصیتوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی لیکن دردناک انجام سے دوچار ہوئیں اور مولوی کرم دین نہ صرف آخرکار عدالت سے کذاب اور لئیم کا خطاب لیکر نکالا گیا بلکہ اسکا انجام بھی بڑی دردناک موت پر ہوا۔ یہ مقدمہ 29/ جون 1903ء کو گورداسپور میں ایک آریہ مجسٹریٹ لالہ چندولل بی.اے کی عدالت میں آگیا۔ ضلع گورداسپور کے اس مجسٹریٹ لالہ چندولال کا رویہ شروع سے ہی بے حد مخالفانہ اور متعصّبانہ تھا۔ گورداسپور کے آریوں نے لالہ چندولال سے مل کر ایک مکروہ منصوبہ تیار کیا۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ یہ شخص ہمارا سخت دشمن ہے اور ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے اب وہ آپکے ہاتھ میں شکار ہے اور ساری قوم کی نظر آپکی طرف ہے اگر آپ نے شکار کو جانے دیا تو آپ قوم کے دشمن ہونگے ...... مجسٹریٹ نے ان کو جواب دیا۔ میں اب عہد کرتا ہوں کہ خواہ کچھ ہو اس پہلی پیشی میں ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آؤں گا۔ عدالتی کارروائی کا مطلب یہ تھا کہ ہر مجسٹریٹ کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ شروع یا دوران مقدمہ میں جب چاہے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کر کے حوالات میں دے دے۔

اس ناپاک منصوبے کی خبر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ تک پہنچ گئی جو 14/ مارچ 1904ء کی پیشی کیلئے تیاری کے سلسلے میں گورداسپور پہنچے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تاریخ سے ایک دن قبل گورداسپور تشریف لے آئے تو انہوں نے اسکا ذکر آپؑ سے کرنا ضروری سمجھا آپؑ یہ تمام روئداد خاموشی سے سنتے رہے لیکن جونہی سید سرور شاہ صاحبؓ شکار کے لفظ پر پہنچے تو یکلخت حضرت صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور چہرہ سُرخ ہوگیا اور آپ نے فرمایا۔ میں اسکا شکار ہوں! میں شکار نہیں ہوں، میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے اور اسوقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی ہوئی اور نیم بند رہتی تھیں واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کھل کر شعلہ کی طرح چمکتی تھیں اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔

آپ کی یہ کیفیت جب چلی گئی آپؑ نے فرمایا میں کیا کروں میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا۔

ادھر دشمن سازشیں اور منصوبے بنا رہا تھا اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کو امکانی ذلت سے بچانے کی یہ تدبیر فرمائی کہ جونہی آپؑ اس مجلس سے فارغ ہوئے آپ کو یکلخت اُبکائی آئی اور ساتھ خون کی قے ہوئی۔ فوری طور پر ایک انگریز ڈاکٹر ایس. پی مور جو مقامی ہسپتال میں سول سرجن تھا کو بلایا گیا اُس نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس وقت آرام ضروری ہے اور ایک مہینے کا سرٹیفکیٹ لکھ دیا کہ اس عرصہ میں میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔ اس کے بعد حضور پیشی سے قبل ہی قادیان روانہ ہوگئے۔

جب اگلے روز پیشی کا دن آیا اور مجسٹریٹ کے سامنے وہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیا گیا تو وہ بہت تلملایا اور ڈاکٹر کو شہادت کیلئے بلوایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا میرا سرٹیفکیٹ بالکل درست ہے اور میرا سرٹیفکیٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ مجسٹریٹ بڑ بُڑاتا رہا مگر کچھ پیش نہ گئی اور عدالتی کارروائی مؤخر کرنے پر مجبور ہوگیا۔

مگر اگلی پیشی سے قبل ہی سول سرجن حضورؑ کو دیکھنے کیلئے قادیان آیا اور آپؑ کا

عبدالعزیز لدھیانوی اور مولوی محمد لدھیانوی جن کا ذکر بھی اسی صفحہ ٦٩ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اس دُنیا کو چھوڑ گئے۔ اور ایسا ہی مولوی غلام رسول عرف رسل بابا جس کا ذکر دعوت مباہلہ کے صفحہ ۷۰ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اور بددُعا مذکورہ بالا کے بمقام امرتسر طاعون سے مرگیا۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری جس کا ذکر اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں ہے اور جسنے خود بھی اپنا مباہلہ اپنی کتاب فیض رحمانی میں شائع کیا تھا وہ کتاب کی تالیف سے ایک ماہ بعد مرگیا...... اسی صفحہ ۷۰ میں مولوی اصغر علی کا نام درج ہے وہ بھی اس وقت تک بدگوئی سے باز نہ آیا جب تک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ اُس کی نکل گئی۔ ایسا ہی اس مباہلہ کی ←

معائنہ کرنے کے بعد انہوں نے آپؑ کو چھ ہفتہ مزید آرام کرنے کی ہدایت کی اور اتنے عرصہ سفر کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔

ادھر خدا تعالیٰ جو اپنے مامور و مرسل کو ہر ذلت سے بچانے کی بشارتیں دے چکا تھا، اس نے بھی اپنا جلالی ہاتھ دکھانا شروع کر دیا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آسمانی تدبیر کے ساتھ ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ کے حق میں ظاہر فرمائی خود لالہ چندو لال کے بھی خدائی غضب کے نیچے آنے کے اسباب پیدا ہو گئے اور اس سارے آسمانی منصوبے کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو پہلے سے دے دی تھی روایات میں آتا ہے کہ دوران مقدمہ جب بعض غیر از جماعت معززین آپ کی خدمت میں پہنچے اور ازراہ ہمدردی کہا کہ چندو لال کا ارادہ آپ کو قید کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو آپ جو اُس وقت دری پر لیٹے ہوئے تھے، اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ’’میں چندو لال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا۔‘‘ (بحوالہ اخبار الحکم، مورخہ 14/جولائی 1904)

اسکی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ گورداسپور جیل میں ایک مجرم کو پھانسی لگنی تھی اس کیلئے چندو لال کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو لکھا کہ میں بہت رقیق القلب ہوں کسی مجرم کو پھانسی لگتے نہیں دیکھ سکتا اس لئے مجھے معاف رکھا جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے کسی دوسرے مجسٹریٹ کی ڈیوٹی لگا دی لیکن ساتھ ہی گورنمنٹ میں رپورٹ کر دی کہ یہ شخص یعنی چندو لال اس قابل نہیں کہ اس کو فوجداری اختیارات دیئے جائیں۔ چنانچہ اسکی اس رپورٹ پر رائے چندو لال ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری سے تنزل ہو کر منصف (یعنی عام جج) بنا دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں ضلع گورداسپور سے تبدیل کر کے ملتان بھجوا دیا گیا۔ اس طرح وہ منصوبہ جو دشمنانِ حق خدا کے مامور کی ذلت و ایذا رسانی کی غرض سے بنا رہے تھے، دھرے کا دھرا رہ گیا۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ اس صدمہ کی تاب نہ لا کر پاگل ہو گیا اور بالآخر اسی حالت میں راہئ ملکِ عدم ہوا۔

چوتھی مثال امریکہ کے ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی کے عبرتناک انجام کی ہے۔ یہ سکاٹ لینڈ کا رہنے والا تھا۔ بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ آسٹریلیا چلا گیا جہاں 1872ء کے قریب وہ ایک کامیاب مقرر اور پادری کی حیثیت سے پبلک کے سامنے آیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے یہ اعلان کیا کہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے بیماروں کو شفا دینے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ طاقت اس زمانے میں اسکو بھی عطا کی گئی ہے۔ 1888ء میں وہ امریکہ کی نئی دنیا میں اپنے خیالات پھیلانے کیلئے سان فرانسسکو آ گیا۔ سان فرانسسکو کے قرب و جوار اور دوسری مغربی ریاستوں میں کامیاب جلسے کرنے کے بعد اس نے 1893ء میں شکاگو میں اپنی خاص سرگرمیاں شروع کر دیں ایک مکان کرایہ پر لیا جس کا نام ’’زائن روم‘‘ رکھا۔ ایک اور بلڈنگ میں ’’زائن پرنٹنگ پبلشنگ ہاؤس‘‘ کھولا اور ایک اخبار ’’نیوز آف ھیلنگ‘‘ کے نام سے جاری کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں امریکہ کے طول و عرض میں اسے بڑی شہرت حاصل ہو گئی اور اسکے ماننے والوں میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ ڈوئی نے یہ کامیابی دیکھ کر 22/فروری 1896ء کو ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھی اور اسکا نام ’’کرسچن کیتھولک چرچ‘‘ رکھا۔ 1899ء یا 1900ء میں اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس فرقہ کو ’’کرسچن کیتھولک اپاسٹک چرچ‘‘ کا نام دے دیا۔

ڈوئی شروع ہی سے اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا۔ اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے حضورؐ کو یاد کرتا تھا۔ جب ڈوئی اپنی شوخیوں اور بیباکیوں میں بہت بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ستمبر 1902ء کو ایک مفصل اشتہار لکھا جس میں حضور نے تثلیث پرستی پر تنقید کرنے اور اپنے دعویٰ مسیحیت کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا۔

حال میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا نام ڈوئی ہے۔ اسکا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدا دنیا میں اُس کو بھیجا ہے تا سب کو اس بات کی طرف کھینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں ......اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اسکے خدا یسوع مسیح نے اس کو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا بجز اُن لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں۔ سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کو مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سنا دیئیں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا مانتا ہے مگر میں اس کو ایک بندہ عاجز مگر نبی مانتا ہوں۔ اب فیصلہ طلب امر یہ ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے۔ ڈوئی کو چاہئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچے گی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دعا کروں گا اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دوں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کیلئے حق کی شناخت کیلئے راہ نکل آئے گی۔ میں نے ایسی دعا کیلئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی۔ اس سبقت کو دیکھ کر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں۔ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا ڈوئی انتظار کر رہا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر پیدا ہو جائے گا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ میں ہی ہوں۔ صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے۔ ایک لاکھ کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے۔

نیز بڑی تحدّی سے تحریر فرمایا: ڈوئی اپنے دعویٰ رسول اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت حسرت اور دکھ کے ساتھ مرے گا اور اگر مباہلہ نہ بھی کرے، تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

اب امریکہ کے لوگ اور اخبارات یہ انتظار کرنے لگے کہ ڈوئی اس چیلنج کا کیا جواب دیتا ہے۔ مگر جب اس بات پر کچھ عرصہ گزر گیا اور ڈوئی کے اندر نہ اخباری تبصروں سے کوئی حرکت پیدا ہوئی اور نہ اس نے حضرت بانئ سلسلہ کی چٹھیوں کا کوئی جواب دیا تو آپ نے اپنا وہی مضمون مباہلہ بعض اہم اضافوں کے ساتھ امریکہ اور یورپ کے اخبارات میں دوبارہ ارسال فرمایا جس میں آپ نے ایک تو یہ تحریر فرمایا کہ اب تک ڈوئی نے میری درخواستِ مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو 23/ اگست 1903ء ہے، اسے پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابل پر آ گیا تو ......جلد تر دنیا دیکھ لے گی کہ اس مقابلہ کا کیا انجام ہوگا۔ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور وہ جیسا کہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے ......لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ وہ خدا جو زمین آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے، وہ اس کا فیصلہ کریگا۔ (اشتہار انگریزی، مورخہ 23/اگست 1903ء)

آپ کے اس اشتہار کا امریکی اور یورپی اخباروں میں خوب خوب چرچا ہوا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے اس اشتہار کے جواب میں ڈوئی میدان مقابلہ میں آ گیا اور 26/دسمبر 1903 کو اپنے اخبار میں لکھا کہ لوگ مجھے بعض اوقات کہتے ہیں کہ کیوں تم فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیتے! کیا تم خیال کرتے ہو

فہرست میں مولوی عبد المجید دہلوی کا ذکر ہے جو فروری ۱۹۰۷ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے گذر گیا۔ ایسا ہی اور بہت سے لوگ تھے جو علماء یا سجادہ نشین کہلاتے تھے اور بعد اس دعوت مباہلہ کے بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہیں آئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہو گئے اور بعض اس قدر دنیا کے مکر اور فریب اور دنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوئے کہ حلاوت ایمان اُن سے چھین لی گئی ایک بھی اس بددعا کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 454)

کہ میں کیڑوں مکوڑوں کو جواب دوں گا۔ اگر میں اپنا پاؤں ان پر رکھوں ایک دم میں ان کو کچل سکتا ہوں۔ مگر میں ان کو موقع دیتا ہوں کہ میرے سامنے سے دور چلے جائیں اور کچھ دن اور زندہ رہ لیں۔

12 دسمبر 1903ء کو لکھا ”اگر میں خدا کی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں۔“

اسکے معاً بعد اس نے 27 دسمبر 1903 کے اخبار میں نہایت بد زبانی سے حضور کیلئے ”بیوقوف محمدی مسیح“ کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے لکھا: ہندوستان میں ایک بیوقوف شخص ہے جو محمدی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ مجھے بار بار لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کشمیر میں مدفون ہے جہاں ان کا مقبرہ دیکھا جا سکتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ اس نے خود وہ (مقبرہ) دیکھا ہے مگر بیچارہ دیوانہ اور جاہل شخص پھر بھی یہ بہتان لگاتا ہے کہ حضرت مسیح ہندوستان میں فوت ہوئے۔ واقعہ یہ ہے کہ خداوند مسیح بیت عنیاہ کے مقام پر آسمان پر اُٹھایا گیا جہاں وہ اپنے سماوی جسم میں موجود ہے۔

پھر 23 جنوری 1904ء کو مسلمانوں کی تباہی کی پیشگوئی دوہراتے ہوئے لکھا ”سینکڑوں ملین مسلمان جو اس وقت ایک جھوٹے نبی کے قبضہ میں ہیں انہیں یا تو خدا کی آواز سننی پڑے گی یا وہ تباہ ہو جائیں گے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ڈوئی کے خدائی قہر کی زد میں آنے کی اولین صورت خود اس کے ہاتھوں یہ پیدا ہوئی کہ اسکی پیدائش ناجائز نکلی اور وہ ولد الحرام ثابت ہوا۔ یہ حقیقت اخبار ”نیویارک ورلڈ“ کے ذریعہ منکشف ہوئی جس نے ڈوئی کے وہ خطوط شائع کئے جو اس نے اپنے باپ ”جان مرے ڈوئی“ کو اپنی ناجائز ولدیت کے بارے میں لکھے تھے۔ جب ملک میں اس امر کا چرچا عام ہونے لگا تو خود ”ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی نے 25 ستمبر 1904ء کو اعلان کیا کہ وہ چونکہ ڈوئی کا بیٹا نہیں اس لئے ڈوئی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔

اس اخلاقی موت کے ایک سال کے بعد یکم اکتوبر 1905ء کو اس پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ ابھی اسکے اثرات چل رہے تھے کہ 19 دسمبر 1905ء کو اس پر دوبارہ فالج گرا اور وہ اس سخت بیماری سے لاچار ہو کر صیحون سے ایک جزیرہ کی طرف چلا گیا۔

جونہی ڈوئی نے صیحون سے باہر قدم رکھا اس کے مریدوں کو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ ایک نہایت ناپاک اور سیاہ کار انسان ہے وہ مریدوں کو شراب پلایا کرتا تھا۔ چنانچہ اسکے پرائیویٹ کمرہ سے شراب برآمد ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے تعلقات بعض کنواری لڑکیوں سے تھے۔ قریباً 85 لاکھ روپئے کی اس کی خیانت بھی ثابت ہوئی کیونکہ یہ روپیہ صیحون کے حساب میں سے کم تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ اُس نے صرف بطور تحائف صیحون کی خوبصورت عورتوں کو دے دیا تھا۔ ان الزامات سے ڈوئی اپنی بریت ثابت نہ کر سکا۔ 1906ء کو ڈوئی کی کیبنٹ کے نمائندوں کی طرف سے ڈوئی کو تار دیا گیا کہ ہم تمہاری بجائے والوا کی قیادت کو تسلیم کرتے ہیں اور تمہاری منافقت، جھوٹ، غلط بیانیوں، فضول خرچیوں، مبالغہ آمیزیوں اور ظلم و استبداد کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہیں۔ اس تار میں اسے متنبہ کیا گیا کہ اگر اس نے نئے انتظام میں کوئی مداخلت کی تو اس کے تمام اندرونی رازوں کا پردہ چاک کر دیا جائے گا اور اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

بالآخر ڈوئی 9 مارچ 1907ء کی صبح کو بڑے دکھ اور حسرت کے ساتھ دنیا سے کوچ کر گیا اور خدا کے مقدس مسیح موعود کے یہ الفاظ ”کہ وہ میرے دیکھتے دیکھتے اس دنیا فانی کو چھوڑ دے گا“ عبرتناک رنگ میں پورے ہو گئے۔

ڈوئی کی موت پر یورپ کے اخبارات نے اداریے لکھے اور کھلے بندوں اس امر کا اعتراف کیا کہ ڈوئی کی موت (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کی پیشگوئی کے عین مطابق واقع ہوئی ہے اور یہ کہ اس کی موت محمدی مسیح کی فتح اور ڈوئی کی شکست ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ”انجام آتھم“ میں ایسے تمام علماء، گدّی نشینوں اور پیروں کو جو آپ کی توہین، اور تکفیر کرتے تھے مباہلہ کی دعوت دی۔ دعوت مباہلہ میں آپؑ نے فرمایا کہ فریقین ایک دوسرے کے حق میں بددعا کریں کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہے اے خدا تو اُس کو ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگِ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔

اور اسکے بعد لکھا: ”گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہوا اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔“
(روحانی خزائن، جلد 11، انجام آتھم، صفحہ 67)

بہر حال خداوند ذوالجلال نے سن لیا اور دنیا نے یہ عجیب کرشمہ قدرت دیکھ لیا کہ آپؑ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بے اثر ثابت نہیں ہوئے بلکہ جو معاند علماء، گدّی نشین اپنی مخالفت پر بدستور قائم رہے انہیں اپنے جرم کی پاداش میں ان سزاؤں میں سے کسی نہ کسی سزا کو ضرور بھگتنا پڑے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اندھے ہوئے، پھر سانپ کے ڈسنے سے مرے، مولوی عبدالعزیز صاحب اور مولوی محمد صاحب لدھیانوی جو مشہور مکفرین میں سے تھے صرف تیرہ دن کے وقفہ سے یکے بعد دیگرے اس جہان سے کوچ کر گئے اور ان کا پورا خاندان اُجڑ گیا۔ مولوی سعد اللہ صاحب اور رُسُل بابا صاحب طاعون کا شکار ہوئے مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی صفحہ 26 اور 27 میں آپؑ کے خلاف بددعا کی تھی، وہ کتاب کی اشاعت سے قبل ہی داعئ اجل کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ غرض مخالفانہ کارروائی جاری رکھنے والوں میں اکثر آپکی زندگی میں تباہ و برباد ہوئے۔ چنانچہ سن 1906ء تک ان مخالفین کی اکثریت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور جو زندہ تھے وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار تھے۔ آپؑ کی وفات کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ امرتسری سلسلہ احمدیہ کے عروج کا مشاہدہ کرنے کیلئے دیر تک زندہ رہے اور بالآخر پے در پے صدمات میں مبتلاء ہو کر فالج سے راہی ملک عدم ہوئے۔

خاکسار ذیل میں چند اور معاندین کا ذکر کرتا ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں عبرت کا نشان بنے۔

☆ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد میں ایک شخص نور احمد رہتا تھا جس نے تعلّی کی کہ طاعون ہمیں نہیں مرزا صاحب کو ہلاک کرنے آئی ہے۔ اس پر ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔ ☆ مولوی زین العابدین نے ایک احمدی سے مباہلہ کیا تھوڑے دنوں کے بعد وہ خود اور اسکی بیوی اور داماد وغیرہ گھر کے بہت سے افراد طاعون کا شکار ہو گئے۔ ☆ حافظ سلطان سیالکوٹی اپنے خاندان کے 9-10 افراد سمیت طاعون سے رخصت ہوا۔ ☆ حکیم محمد شفیع سیالکوٹی طاعون کا شکار ہوا اور اس کی بیوی اس کی والدہ اور اس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مر گئے۔ ☆ مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ دہنی اور شوخی میں بڑھ گیا تھا طاعون میں مبتلا ہوا۔ ☆ چراغ دین جمونی اپنی گستاخیوں کی پاداش میں ہلاک ہوا۔ ☆ مولوی محمد ابوالحسن نے حضرت اقدسؑ کے خلاف ایک کتاب لکھی جس میں کئی مقامات پر کاذب کی موت کیلئے بددعا کی آخر جلد ہی طاعون سے مر گیا۔ ☆ ابوالحسن عبدالکریم نام نے جب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا چاہا تو وہ بھی طاعون کا شکار ہو

تم بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامُراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں؟

تم نے میرا نام مسیلمہ کذّاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہو گیا مگر تم تو بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامُراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 409)

گیا۔☆اسی طرح ایک شخص فقیر مرزا دوالمیال ضلع جہلم کا رہنے والا تھا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت کچھ بدزبانی کر کے یہ تحریری پیشگوئی کی کہ:’’مرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ 27؍رمضان المبارک 1321 ہجری تک ٹوٹ پھوٹ جائے گا اور بڑی سخت درجہ کی ذلت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھ لے گی۔‘‘

یہ پیشگوئی 7 رمضان کو لکھی گئی تھی سو اگلے سال جب رمضان آیا تو اسکے محلہ میں طاعون نمودار ہوئی پہلے اس کی بیوی پھر خود فقیر مرزا سخت طاعون میں مبتلا ہوگیا اور آخر پورے ایک سال بعد عین 7؍رمضان کو بتاریخ 16 نومبر 1904ء ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے ہوئے اُٹھ گیا۔

غرض کہ جو بھی حضور علیہ السلام کے مقابل آیا مارا گیا، جس نے حضور کے خلاف طاعون پڑنے کی بددعا کی وہ بددعا خود اُسی پر پڑی۔(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 479 تا 480، مطبوعہ قادیان 2007ء)

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

سن 1934ء میں مجلس احرار اُٹھی اور بانی احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری جس نے احمدیوں کو مسیح کی بھیڑیں کہتے ہوئے بڑی حقارت سے کہا تھا کہ احمدیت کو مٹانے کیلئے بہت سے ہاتھ اُٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ یہ میرے ہاتھ سے نیست و نابود ہو اور پھر خدائی تقدیر کے مطابق مجلس احرار اور بانی احرار کا جو عبرتناک انجام ہوا دنیا اسکی گواہ ہے سن 1974ء میں پڑوسی ملک کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو جس نے علماء سوء کو خوش کرنے کیلئے پاکستان کی قومی اسمبلی میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر یہ سمجھ لیا تھا کہ اب میری کرسی کو کوئی ہلا نہ سکے گا لیکن کلبٌ یموتُ علی کلبٍ کے مصداق اس شخص کو دنیا کی کوئی طاقت حسرتناک عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکی۔

پھر ایک فوجی ڈکٹیٹر جو احمدیت کو کینسر کے نام سے تعبیر کرتا تھا اس نے احمدیوں کا عرصہ حیات تنگ کرنے کیلئے اور براہ راست خلافت احمدیہ پر ہاتھ ڈالنے کیلئے ایک انتہائی ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو بڑی شان کے ساتھ بحفاظت لندن ہجرت کی توفیق بخشی اور دوسری طرف فرعون زمانہ مباہلہ کے نتیجہ میں اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حیران کن ہوائی حادثہ کا شکار ہو کر فضائے آسمانی میں ایسا بکھرا کہ اُس کے وجود کا کوئی حصہ بھی سلامت نہ پایا گیا۔سچ تو یہی ہے کہ

انجام یہی ہوتا آیا
فرعونوں کا ہامانوں کا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اِس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے......اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 17، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ 49)

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔(1) سلام کا جواب دینا۔(2) بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرنا۔(3) فوت ہوجائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونا۔(4) اس کی دعوت قبول کرنا۔(5) اور اگر وہ چھینک مارے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کی چھینک کا جواب (یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کی دُعا کے ساتھ) دینا۔ایک اور روایت میں یہ زائد باتیں بھی ہیں کہ جب تُو اسے ملے تو اسے سلام کہے اور جب وہ تجھ سے خیرخواہانہ مشورہ مانگے تو خیرخواہی اور بھلائی کا مشورہ دے۔ (بخاری، کتاب الاستیذان، باب افشاء السلام)

مولویوں نے کسوف خسوف کی حدیث کا بڑی بے ایمانی سے انکار کیا

اِس صدی میں سے بیسواں سال بھی شروع ہوگیا مگر اُن کا مجدّد اب تک نہ آیا۔آسمان نے رمضان کے کسوف خسوف سے گواہی دی اور یہ گواہی نہ صرف سُنیوں کی کتاب دارقُطنی میں درج ہے بلکہ شیعوں کی کتاب اکمال الدین نے بھی جو نہایت معتبر سمجھی جاتی ہے، یہی حدیث کسوف وخسوف کی مہدی موعود کی علامت لکھی ہے مگر پھر بھی ان لوگوں نے صریح بے ایمانی سے اِس حدیث کو بھی ردّ کر دیا۔ (نزول المسیح، رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 385)

رؤیا وکشوف کے ذریعہ صداقت حضرت مسیح موعودؑ کا انکشاف اور قبول احمدیت کے واقعات

(محمد یوسف انور، مبلغ سلسلہ، شعبہ نور الاسلام قادیان)

ابتداء دنیا سے جب سے کہ خدا تعالیٰ نے نبوت ورسالت کے سلسلہ کو شروع کیا ہے اُس نے اپنے انبیاء ورُسل کی تائید ونصرت کے ساتھ اُن کیلئے زمین کو ہر لحاظ سے ہموار کیا اور ان کیلئے ایسے مخلص اور فدائی تیار کئے جنہوں نے نہ صرف ان کو قبول کیا بلکہ دل وجان سے اطاعت کے ساتھ فقید المثال قربانی کی اور کامل نمونہ دکھایا اور پھر نور نبوت سے سعید روحیں منور ہوتی چلی گئیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اللہ کا یہی سلوک رہا۔ اللہ نے ہر لحاظ سے آپ کی تائید ونصرت فرمائی۔ سعید روحیں آپ کی غلامی میں آتی چلیں گئیں اور آج اللہ کے فضل سے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت قیادت میں ہر سال پوری دنیا سے بڑی تعداد میں نیک اور سعید فطرت جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”عادت اللہ اِس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاح خلق اللہ کیلئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اسکے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دُور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلام اِلٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔“

(روحانی خزائن، جلد 3، فتح اسلام، صفحہ 12 حاشیہ)

ذیل میں خاکسار رؤیا وکشوف کے ذریعہ قبول احمدیت کے کچھ واقعات بیان کرتا ہے۔

حضرت محمد فاضل صاحبؓ

”یہ کچھ دیر قادیان رہنے کیلئے آئے۔ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے...... بیان کرتے ہیں کہ پانچ چھ روز کے بعد میں رخصت ہو کر واپس آ گیا۔ واپس اپنے گھر آ کر، اپنے علاقے میں آ کر میں نے تبلیغ شروع کر دی۔ سب سے پہلے مَیں اپنے استاد صاحب کے پاس بغرض تبلیغ پہنچا۔ رات کے وقت اُن کو اور (اُن کے ساتھی تھے) میاں لال دین صاحب آرائیں، جو وہاں کے باشندے تھے، اُنہیں تبلیغ کی۔ کہتے ہیں اُسی رات جب میں نماز پڑھ کر سویا تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام کی کمر میں ایک کمر بند باندھا ہوا تھا اور نہایت چستی سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بڑی تیزی سے مجھے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ مدینہ شریف میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں بیوت مبارک تھے، کھڑا کر دیا اور (پھر کہتے ہیں کہ خواب میں مجھے) آپ علیہ السلام نظر نہیں آئے اور میں اُن مکانات کو جو خام تھے (کچے مکان تھے) اور شمار میں 9 ہیں۔ دیکھ کر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم مبارک ان گھروں میں رہتے تھے اور اُنکے شمالی سمت میں ایک خام مسجد ہے۔ خواب میں مَیں کہتا ہوں کہ یہ مسجد نبوی ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کو مَیں نے مولوی صاحب کو یہ خواب سنایا (یعنی اپنے استاد کو) اور ”آئینہ کمالاتِ اسلام“ اُن کی خدمت میں پیش کی اور (وہاں سے آ گیا، اُن سے) رخصت ہوا۔ پندرہ روز کے بعد مولوی صاحب نے یہ کتاب پڑھی، قادیان روانہ ہوئے اور بیعت کر کے واپس آئے۔ اسی طرح میاں لال دین بھی بیعت میں داخل ہو گئے۔“

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ جنہوں نے 1901ء میں بیعت کی تھی بیان کرتے ہیں کہ 1902ء میں حضور کی کسی ایک تحریر کے اندر ”میری نبوت“ اور ”میری رسالت“ کے الفاظ تھے۔ کہتے ہیں اس کو دیکھ کر میری طبیعت میں قبض پیدا ہوئی کہتے ہیں پھر مَیں نے کسی سے دو تین روز تک بات نہیں کی۔ آخر تیسرے دن مجھے الہاماً بتایا گیا کہ ”لَارَیْبَ فِیْہ“ اب اسکے بعد (کہتے ہیں کہ اس الہام کے بعد) مَیں اَوَدھ میں ملازمت کے سلسلے میں چلا گیا اور مطالعہ کا موقع ملا اور خدا کے فضل سے علم میں اضافہ ہو کر وہ وقت آ گیا جب اللہ تعالیٰ قادیان لے آیا۔

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ (ان کا سن بیعت 1897ء ہے) بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ایک چارپائی پر لیٹے ہیں اور بہت بیمار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے ہیں جیسے کسی بیمار کی خبرگیری کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی سے آپ کے کندھے کا سہارا دے کر کھڑے ہوئے۔ اُسکے بعد اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکچر دینا شروع کر دیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق بیان تھا اور اسکے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرست ہو گئے ہیں اور آپ کا چہرہ پُر رونق ہو گیا جس سے میں نے یہ تعبیر نکالی کہ اب اسلام حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ سے دوبارہ زندہ ہوگا۔ چنانچہ اس خواب کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں (انکی بیعت 1903 کی ہے۔ یہ حضرت اُمّ طاہر کے بھائی تھے) کہ میری عمر سات آٹھ سال کی ہوگی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ کچھ فرشتے ہیں جو کالے کالے پودے لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ طاعون کے پودے ہیں اور دنیا میں طاعون پھیلے گی اور یہ کہ میری آمد کی بھی یہ نشانی ہے۔ اس وقت ہم تحصیل رعیہ میں تھے۔ والد صاحب وہاں شفا خانے کے انچارج ڈاکٹر تھے۔ اسی عرصے کی بات ہے کہ مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے گھر میں آ کر اطلاع دی کہ نانا جان آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم باہر اُن کے استقبال کیلئے دوڑے۔ شفا خانے کی فصیل (یعنی ہسپتال کی دیوار) کے مشرق کی جانب کیا دیکھتا ہوں کہ بہلی میں نانا جان سوار ہیں، سبز عمامہ ہے اور بھاری چہرہ ہے۔ رنگ بھی گندمی اور سفید ہے اور داڑھی بھی سفید ہے اور سورج نکلا ہوا ہے۔ مجھے فرماتے ہیں کہ میں آپ کو قرآن پڑھانے کیلئے آیا ہوں اور انہی دنوں مَیں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ رعیہ کی مسجد ہے اور اُسکے دروازے پر ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ“ لکھا ہوا ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے،

مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور
وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جنکے مقابلہ سے تمام غیر مذہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں

بالآخر میں پھر ہر یک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جنکے مقابلہ سے تمام غیر مذہب والے ←

اُسکے الفاظ مدھم تھے۔ امام الزمان آتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، (یہ نظارہ دیکھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے لیکن الفاظ مدھم ہیں۔ اُسکے بعد پھر نظارے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں، مسجد میں داخل ہوتے ہیں) مَیں بھی ساتھ جاتا ہوں، مسجد کی صفیں ٹیڑھی ہیں۔ آپ ان صفوں کو درست کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہم اُس زمانے میں احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اُس مہدی اور عیسیٰ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کیلئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے۔ آگے لکھتے ہیں ممکن ہے کہ یہ خوابیں اس بچپن میں شنیدہ باتوں کے اثر کے ماتحت خواب کی صورت نظر آتی ہوں لیکن واقعات یہ بتلاتے ہیں کہ وہ مہدی اور مسیح کے آنے کا عام چرچا اور یہ خوابیں جو بڑوں چھوٹوں کو اُس زمانے میں آیا کرتی تھیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی ہوا چلی تھی کہ بچوں اور بڑوں سب کو آیا کرتی تھیں) آنے والے واقعات کیلئے بطور آسمانی اطلاع کے تھیں۔ (چنانچہ یہ پورا خاندان حضرت سید ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب کا احمدی ہوا اور اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کی)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ جن کا بیعت کا سن 1898 ہے، فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ حامد علی کے ساتھ مہمان خانے میں جائیں اور ظہر کے وقت مَیں پھر ملاقات کروں گا۔ کہتے ہیں مَیں مہمان خانے چلا گیا وہاں کھانا آیا، ذرا آرام کیا۔ ظہر کی اذان ہوئی۔ مجھے پہلے ہی حامد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ پہلی صف میں جا کر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ میں اُسی ہدایت کے ماتحت پہلی صف میں ہی قبل از وقت جا بیٹھا۔ حضور تشریف لائے، نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضور میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کب جانا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا حضور! ایک دو روز ٹھہروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ کم از کم تین دن ٹھہرنا چاہئے۔ دوسرے روز ظہر کے وقت میں نے بیعت کیلئے عرض کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی نہیں، کم از کم کچھ عرصہ یہاں ٹھہریں۔ ہمارے حالات سے آپ واقف ہوں۔ اسکے بعد بیعت کر لیں۔ مگر مجھے پہلی رات ہی مہمان خانے میں ایک رؤیا ہوئی جو یہ تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور نازل ہوا اور وہ میرے ایک کان سے داخل ہوا اور دوسرے کان سے تمام جسم سے ہو کر نکلتا ہے اور آسمان کی طرف جاتا ہے۔ اور پھر ایک طرف سے آتا ہے اور اس میں کئی قسم کے رنگ ہیں۔ سبز ہے، سرخ ہے، نیلگوں ہے، اتنے ہیں کہ گنے نہیں جا سکتے۔ قوسِ قزح کی طرح تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا روشن ہے اور اُس کے اندر اس قدر سرور اور راحت تھی کہ مَیں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے صبح اُٹھتے ہی یہ معلوم ہوا کہ رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی برکات سے مجھے وافر حصہ ملے گا اور مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔ اسی رؤیا کی بناء پر مَیں نے حضرت صاحب سے دوسرے روز ظہر کے وقت بیعت کیلئے عرض کیا مگر حضور نے منظور نہ فرمایا اور تین دن کی شرط کو برقرار رکھا۔ چنانچہ تیسرے روز ظہر کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضور! مجھے شرح صدر ہو گیا ہے اور لِلّٰہ میری بیعت قبول کر لیں۔ چنانچہ حضور نے میری اپنے دستِ مبارک پر بیعت لی اور میں رخصت ہو کر لاہور آ گیا۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے 1897ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی اور دو سال بعد زیارت ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ مولوی امام الدین صاحب 1897ء میں مجھ سے پہلے بھی ایک دفعہ قادیان جا چکے تھے، مگر مخالفانہ خیالات لے کر آئے تھے۔ (قادیان تو گئے تھے لیکن بیعت نہیں کی اور نہ صرف بیعت نہیں کی بلکہ مخالفت میں بڑھ گئے) مگر جب مجھے بار بار خوابیں آئیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادیان آئے ہیں تو ان پر (امام الدین صاحب پر) بھی اثر ہوا۔ اور ہم دونوں نے 99ء میں جا کر بیعت کی۔ جب ہم مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو مولوی صاحب سیڑھیوں پر آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے۔ میں نے یہ بات سنی ہوئی تھی کہ بزرگوں کو خالی ہاتھ نہیں ملنا چاہئے۔ مَیں نے پیچھے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ایک روپیہ نکالا۔ مولوی صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو کہا کہ جو لڑکا آپ کے پیچھے ہے اس کو بلاؤ۔ مَیں جب حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام کی بزرگ شان کا تصور کر کے میری چیخیں نکل گئیں۔ حضرت صاحب میری پیٹھ پر بار بار ہاتھ پھیرتے اور تسلی دیتے مگر مَیں روتا ہی جاتا تھا۔

حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ

حضرت چوہدری احمد دین صاحب (انکی بیعت غالباً 1905ء کی ہے) بیان کرتے ہیں کہ راولپنڈی میں کتابیں دیکھنے سے پہلے مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں دیکھنے سے پہلے) کہ گویا حضرت داتا گنج بخش صاحب کا روضہ ہے اور مجھے اُس وقت ایسا معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے جس پر کہ چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا، اُس نے قبر کے اوپر ہو کر وہ ہار اپنے دونوں ہاتھوں سے نیچے کیا تو اُس کے ہاتھ نیچے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا کہ جسم مطہر کے نیچے اُس نے وہ پھولوں کا ہار رکھ دیا ہے۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے نیچے وہ ہار رکھ دیا ہے) جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدفون ایک بارہ سالہ لڑکے کی شکل میں باہر نکل آیا اور سب سے پہلے انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اُس لڑکے کی شکل حضرت مرزا صاحب کی شکل سے ملتی تھی۔ مَیں نے اُس وقت خیال کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ الٰہی کے خلاف کس طرح دنیا میں زندہ ہو کر آ سکتے ہیں؟ اُس وقت یہ بھی خیال آیا کہ مرزا صاحب جو بروزِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو یہ وہی واقعہ نہ ہو۔ اتنے میں مجھے جاگ آ گئی۔ اُس خواب سے مجھے حضرت صاحب کی صداقت کے متعلق کچھ اثر ہوا۔

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ بیان کرتے ہیں (1898ء یا 99ء کی ان کی بیعت ہے) کہ بیعت سے ایک سال قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں بھائی بازار میں جا رہے تھے، تمام بستی ہندوؤں کی تھی۔ ایک بوڑھے شخص کو ہم نے قرآن پڑھتے سنا۔ جب ہم واپس آئے تو پھر بھی وہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص پکا مسلمان اور بے دھڑک آدمی ہے جو ہندوؤں کی بستی میں قرآن پڑھ رہا ہے۔ بیعت کے بعد جب حضرت صاحب کا فوٹو دیکھا تو پتہ لگا کہ یہ وہی شخص ہے اور جو شخص پہلی خواب میں پتنگ اڑا رہا تھا وہ بھی یہی شخص تھا۔ (یعنی دونوں خوابوں میں ایک ہی شخص تھا)

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ کی خواب

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں بیان فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے عبد الحق کی پیدائش کے بعد میں قادیان آیا اور مسجد مبارک میں خواب کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ حضور اس مسجد میں ٹہلتے ہیں اور اس مسجد میں صندوق رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے میرا نام سرخ سیاہی سے ایک کتاب میں درج کیا اور فرمایا کہ بابو فتح دین کو کہہ دینا کہ اب کے 13 دسمبر کو جلسہ نہیں ہوگا۔ یہ مسجد اُس وقت فراخ نہ تھی۔ خواب میں دیکھا کہ سات پٹواری مسجد مبارک کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ اُن سات

اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں ←

میں سے صرف مجھ کو حضور نے بلوایا ہے۔ تعبیر پوچھنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سات پٹواری احمدی ہوں گے۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 28/دسمبر 2012)

حضرت سردار کرم داد خان صاحبؓ کا قبول احمدیت

حضرت سردار کرم داد خان صاحبؓ جنہوں نے 1902ء میں بیعت کی تھی اور اُسی سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کی، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیعت کرنے سے پہلے خواب میں دیکھا۔ وہ اس طرح کہ ایک سڑک ہے جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مل کر ٹہلتے آ رہے ہیں۔ بندہ سامنے سے آ رہا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخاطب کر کے انگلی کا اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے، یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یہ تین دفعہ حضور نے فرمایا۔ کہتے ہیں جب مَیں نے 1902ء میں بمقام قادیان دارالامان جبکہ چھوٹی مسجد ہوا کرتی تھی بیعت کی تو اسی حلیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے 1900 میں بیعت کی اور 1905ء میں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی، کہتے ہیں میں ماہل پور ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا ہوں۔ جس وقت چاند اور سورج کو گرہن لگا اُس وقت میری عمر قریباً دس بارہ برس تھی اور اُس وقت مَیں نے اپنے استاد کے ساتھ قرآنِ کریم اور نوافل بھی پڑھے تھے۔ 1897 یا 1898 میں ہمارے گاؤں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہنچ گیا تھا کہ قادیان ضلع گورداسپور میں حضرت مہدی علیہ السلام آ گئے ہیں۔ یہ ذکر شیخ شہاب الدین صاحب کی معرفت پہنچا تھا۔ دو تین سال باہم تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ سن 1900ء کے قریب اس عاجز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں قادیان میں دیکھا۔ اگرچہ میں خود قادیان نہیں آیا تھا۔ اُس خواب سے میری تسلی ہوگئی۔ اور سوچا کہ جتنی جلدی ہو سکے بیعت کرلوں۔ کہتے ہیں میں ایک پیسے کا کارڈ لے کر قاضی شاہ دین صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ چونکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لی ہے اور اُسکے متعلق تسلی ہوگئی ہے اس لئے میرا بیعت کا خط لکھ دو اور انگوٹھا لگوا لو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی ٹھہرو، چند دن کے بعد بیعت کنندگان کی فہرست بنا کر بھیجیں گے۔ کہتے ہیں جہاں تک مجھے علم ہے قریباً چالیس آدمیوں کی فہرست بنا کر بھیجی گئی جنہوں نے بیعت کی تھی جس میں میرا نام بھی تھا۔

حضرت دین محمد صاحبؓ کی بیعت کا ذکر

حضرت دین محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے 1902ء میں بیعت کی تھی اور 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا، کہتے ہیں کہ میں 1902ء میں پیچش اور بخار سے بیمار ہوگیا۔ اُن دنوں میں میرے والد صاحب کلکتہ میں محنت مزدوری کیلئے گئے ہوئے تھے۔ میں خواب میں قادیان آ گیا۔ پہلے میں نے قادیان کا کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، اُس میں نیچے ٹاٹ بچھا ہوا ہے۔ آگے چاروں طرف چار طاقیاں ہیں (یعنی طاقچے بنے ہوئے ہیں۔ دیوار کے اندر ایک جگہ رکھنے کیلئے بنی ہوتی تھی) ہر طاقی میں ایک دوات ہے۔ حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں ٹہل رہے ہیں اور کوئی مضمون لکھ رہے ہیں۔ جس طاقی کی طرف جاتے ہیں وہاں سے ہی قلم بھر لیتے ہیں۔ مَیں دروازہ پر جا کر کہتا ہوں کہ السلام علیکم۔ حضور نے فرمایا وعلیکم السلام آؤ بیٹا تم آئے۔ مَیں نے کہا حضور یونہی آیا ہوں۔ فرمایا تم پرسوں کو راضی ہو جاؤ گے۔ (یہ خواب بتا رہے ہیں) تمہارا والد بہت لوگوں کے بس میں ہے وہ تم کو روپے بھیجے گا۔ صبح اُٹھتے ہی یہ خواب مَیں نے اپنے محترم و مکرم و محسن استاد حضرت سید بہاول شاہ صاحب کو سنایا۔ انہوں نے میرے کہنے سے دوسرے دن بیعت کا خط لکھ دیا۔ جواب موجود و محفوظ ہے۔ (جب یہ بیان کر رہے تھے اُس وقت تک خط ان کے پاس تھا) کہتے ہیں دوسرے دن پھر خواب میں قادیان حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پہلی ہی طرح حضور نے فرمایا۔ آؤ تم آئے۔ مَیں نے عرض کیا حضور یونہی آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کے ایک لڑکا ہوگا۔ وہ ایسا لڑکا ہوگا جو آپ کے کنبہ میں کبھی نہیں ہوا۔ اُس کی ایک ران پر سیاہ داغ ہوگا۔ پھر مَیں نے یہ خواب بھی حضرت شاہ صاحب کو سنایا۔ غرض پہلے خواب کو جب تین دن ہوئے تو میں اب تندرست ہو گیا۔ گویا کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔ تھوڑے دن کے بعد والد صاحب نے مبلغ تیس روپے ارسال فرمائے۔ پھر تو مجھے ایسا عشق ہوا کہ کون وقت ہو، حضرت صاحب کی زیارت کروں۔ والدین خفیہ مخالفت کرتے رہے۔ 1904ء میں لاہور جا کر حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی، حضور کی خدمت میں قریباً پانچ دن رہا۔

حضرت حافظ ابراہیم صاحبؓ

حضرت حافظ ابراہیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مَیں نے 1899ء میں بذریعہ خط کے بیعت کی۔ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہوں کہ حضور! مرزا صاحب نے جو اس وقت دعویٰ مسیح اور مہدی ہونے کا کیا ہے، کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں سچے ہیں۔ مَیں نے کہا حضور! قسم کھا کر بتاؤ۔ آپ نے فرمایا مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں۔ مَیں امین ہوں زمینوں اور آسمانوں میں۔ اسکے بعد اُسی رات کی صبح کو میں نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں بیعت کا خط اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا السلام علیکم بھی لکھ دیا۔ پھر اُس کے بعد 1900ء میں قادیان شریف آ کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت منشی برکت علی خان صاحبؓ

حضرت منشی برکت علی خان صاحبؓ اپنی ایک مبارک خواب یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان کا بیعت کا سن 1901ء ہے اور اُسی سال انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کی۔ کہتے ہیں 1901ء کے شروع میں جبکہ مردم شماری ہونے والی تھی، حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں درج تھا کہ جو لوگ مجھ پر دل میں ایمان رکھتے ہیں، گو ظاہراً بیعت نہیں کی ہو، وہ اپنے آپ کو احمدی لکھوا سکتے ہیں۔ اُس وقت مجھے اس قدر حسنِ ظن ہو گیا تھا کہ میں تھوڑا بہت چندہ بھی دینے لگ گیا تھا اور گو مَیں نے بیعت نہ کی تھی لیکن مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیا۔ مجھے خواب میں ایک روز حضور کی زیارت ہوئی۔ صبح قریباً چار بجے کا وقت تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضور برابر والے احمدیوں کے کمرہ میں آئے ہیں۔ چنانچہ مَیں بھی حضور سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کیلئے اُس کمرے میں گیا اور جا کر السلام علیکم عرض کی۔ حضور نے جواب دیا: وعلیکم السلام اور فرمایا۔ برکت علی! تم ہماری طرف کب آؤ گے؟۔ مَیں نے عرض کی حضرت! اب آ ہی جاؤں گا۔ حضور اُس وقت چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ جسم ننگا تھا۔ سر کے بال ننگے اور پیٹ بھی نظر آ رہا تھا۔ اُس وقت کے چند روز بعد میں نے تحریری بیعت کر لی۔ یہ نظارہ مجھے اب تک ایسا ہی یاد ہے جیسا کہ بیداری میں ہوا ہو۔ اُسکے بعد جلسہ سالانہ کے مقام پر میں نے دارالامان میں حاضر ہو کر دستی بیعت بھی کر لی۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ حضور کی شبیہ مبارک بالکل ویسی ہی تھی جیسی کہ میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ اسکے کچھ عرصہ بعد اتفاقاً میں اُس مہمان خانے میں اترا ہوا تھا جس میں اب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سکونت پذیر ہیں۔ (یہ گھر مسجد اقصیٰ کے قریب ہی ہے) کہتے ہیں مَیں ایک چارپائی پر بیٹھا تھا

اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اِس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل ←

کہ سامنے چھت پر غالباً کسی ذرا اونچی جگہ پر حضور آ کر تشریف فرما ہوئے۔ نہا کر آئے تھے، بال کھلے ہوئے تھے۔ جسم ننگا تھا۔ یہ شکل خصوصیت سے مجھے ویسے ہی معلوم ہوئی جو مَیں خواب میں دیکھ چکا تھا۔ اور مجھے مزید یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کیلئے مجھے دکھلایا تھا۔

حضرت حکیم عطا محمد صاحبؓ

حضرت حکیم عطا محمد صاحبؓ فرماتے ہیں (انکی 1901ء کی بیعت اور زیارت بھی ہے) کہ بیعت کے بعد چند دن قادیان رہا اور پھر حضور سے اجازت حاصل کر کے واپس لاہور آ گیا اور صوفی احمد دین صاحب ڈوری باف نے احمدیہ جماعت کے احباب سے ملاقات کرائی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک صاحب نے محبت سے فرمایا (کسی احمدی نے کہا) کہ پھر محمدؐ صاحب قادیان آ گئے ہیں۔ کہتے ہیں اس بات کو سن کر مجھے حیرانی ہوئی، نئی نئی بیعت ہوئی تھی اور دعا کی کہ یا الٰہی! اس جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آ گئے ہیں اور مرزا صاحب محمد کیسے ہو سکتے ہیں؟ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہیں اور آسمان سے ایک فرشتے نے اُتر کر مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اترا اور وہ نور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دماغ میں داخل ہوا۔ پھر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور حضور کا چہرہ اُس نور سے پُر نور ہو گیا۔ پھر اُس فرشتے نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا پہلے تو مرزا صاحب تھے اب واقعی محمد ہو گئے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ

حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ فرماتے ہیں جنہوں نے 1908ء میں مئی میں زیارت کی تھی کہ میری اہلیہ مرحومہ نے بیان کیا کہ میرے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ پیر تو اور بھی بہت ہیں پھر ہم حضرت صاحب کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا کیوں کہتے ہیں؟ کہتی ہیں کہ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صاحب کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ میری اہلیہ مرحومہ کا گھرانہ پہلے سید احمد رضا خان بریلوی کا مرید تھا۔ اُسکے بعد سے پھر اُن کو تسلی ہو گئی۔

یمن سے غمدان صاحب کا واقعہ بیعت

یمن سے غمدان صاحب اپنی بیعت کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک روز اچانک ایم ٹی اے دیکھنے کا موقع مل گیا۔ اس میں بیان ہونے والے دلائل اتنے قوی تھے کہ ان کی قوت اور ہیبت سے میرا جسم کانپ اٹھا۔ ایسا لگا جیسے جسم میں کوئی بجلی کا کرنٹ لگا ہو۔ اس کے بعد مستقل ایم ٹی اے دیکھنے لگا۔ اس کو دیکھتے دیکھتے بے اختیار رونے لگتا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کیوں روتا ہوں۔ یہ احساس غالب تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے اس چینل کی طرف رہنمائی کی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت جاننے کیلئے اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کرنے لگا۔ ہر بار مجھے اس کا جواب جسم پر کپکپی اور ذہنی اطمینان کی صورت میں ملتا۔ اس سے تسلّی ہو جاتی کہ مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا جن میں میرے اکثر سوالات کا جواب تھا۔ اسکے بعد کہتے ہیں کہ مَیں بیعت کر کے جماعت کا حصہ بن گیا۔

ایک رشین عیسائی خاتون کے متعلق قرغیزستان کے صدر جماعت کا بیان

قرغیزستان سے سلامت صاحب ہیں۔ جماعت کے صدر ہیں۔ کہتے ہیں کہ جہاں مَیں کام کرتا ہوں وہاں میری ایک colleague رشین خاتون جو عیسائی تھیں انکے ساتھ مذہب کے متعلق گفتگو ہوئی۔ کہتے ہیں گفتگو کے دوران انہوں نے خاکسار سے کہا کہ مجھے اپنے مذہب پر دلی اطمینان نہیں ہے۔ انہیں اسلام احمدیت کا تعارف کروایا گیا اور کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' دی گئی تو کہنے لگی کہ مذہب کے بارے میں میرے جتنے بھی سوالات تھے مجھے ان کے جوابات مل گئے اور مجھے تسلی ہو گئی ہے کہ واقعی اسلام حقیقی اور سچا مذہب ہے۔ اسکے بعد انہوں نے مزید جماعتی کتب کا مطالعہ کیا اور اسلام کی صداقت پر ان کا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ موصوفہ قادیان بھی گئیں اور بیعت بھی کر لی اور اب نظام وصیت میں بھی شامل ہیں۔

لیبیا سے ہالہ صاحبہ کا حضور انور کی خدمت میں خط اور بیعت کا ذکر

لیبیا سے ہالہ صاحبہ ہیں کہتی ہیں: لیبیا میں قذافی کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد مَیں نے خدا تعالیٰ سے بہت تضرع سے دعا کی کہ اب تو امام مہدی کو جلد بھیج دے تاکہ حالات کو درست فرمائے۔ اسکے بعد اچانک ایک دن چینل بدلتے ہوئے ایم.ٹی.اے مل گیا جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی جس نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچا۔ چنانچہ مَیں اس چینل کے مختلف پروگرام دیکھنے لگی اور عقائد پر اطلاع ہوئی اور یہ سلسلہ ایک سال تک جاری رہا۔ جسکے بعد مَیں نے فیصلہ کیا کہ تاخیر کے بغیر فوراً بیعت کر لینی چاہئے اور پھر یہ مجھے خط لکھتی ہیں کہ میرے مضبوطیٔ ایمان اور استقامت کیلئے دعا کریں۔

بوآکے مشن ہاؤس کے پُونے عبداللہ صاحب کے قبول احمدیت کا واقعہ اور صداقت مسیح موعودؑ

بوآکے مشن ہاؤس کے پُونے عبداللہ صاحب جو کہ مشن ہاؤس کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں کہتے ہیں کہ میری شادی ہوئے دو سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا تھا اور کوئی اولاد نہ تھی۔ دو سال قبل جب مَیں نے احمدیت کا نام نیا نیا سنا اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر ابھی میرے کانوں تک پہنچی ہی تھی تو مَیں نے حصول اولاد کیلئے دعا کی کہ اے میرے اللہ! اے سمیع وعلیم خدا!! اگر واقعی مسیح اور مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب ہی وہی امام مہدی ہیں تو مجھے اولاد کی نعمت سے بھی مالا مال فرما اور مسیح محمدی علیہ السلام کے غلاموں میں بھی شامل ہونے کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور اسی ماہ میری اہلیہ امید سے ہو گئیں اور اب میری ایک بیٹی بھی ہے اور اسکے بعد پھر اس فیملی نے بیعت بھی کر لی۔

گنی کناکری سے السینی سوما صاحب کا خواب

گنی کناکری سے السینی سوما صاحب کہتے ہیں مجھے ایک احمدی دوست محمد صاحب تبلیغ کر رہے تھے۔ مجھے اطمینان قلب نہیں تھا اور میں مسلسل دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھا راستہ دکھائے۔ اس دوران مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے جس راستے کی طرف بلایا جا رہا ہے وہی صحیح راستہ ہے۔ اس پر میرا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جرمنی کے ابراہیم قارون صاحب کی خواب کے ذریعہ بیعت

جرمنی سے ابراہیم قارون صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ تعارف ہونے کے بعد میں ایم.ٹی.اے دیکھنے لگا۔ اسکے بعد میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارے میں دعا کی اور استخارہ کیا۔ ایک دن نماز استخارہ کے بعد مَیں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنے محل سے تشریف لا رہے ہیں۔ اس محل کی دیواروں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ میں احرام باندھے آپ کے محل کی دہلیز کے پاس کھڑا تھا۔ میں نے جھک کر اپنے بازو اپنے گھٹنے پر رکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھ کھول کر میرے سر پر رکھے تو میں ان سے عرض کرنے لگا کہ سَمْعًا وَ طَاعَۃً۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد مجھے شرح صدر ہو گیا۔

مصر کے علاء صاحب کا قبول احمدیت

مصر سے علاء صاحب کہتے ہیں کہ ایک رات مَیں نے خدا سے رو رو کر استقامت کیلئے کوئی نشان مانگا تو خواب میں خود کو ایک مجلس میں دیکھا جہاں وہ مجھے لکھ رہے ہیں کہ مَیں نے آپ کو دیکھا اور آپ نے مجھے ایک چاندی کی انگوٹھی درمیانی انگلی میں پہنائی جس پر ایک قرآنی آیت درج تھی۔ مَیں بیدار ہوا تو بہت

میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مُردہ کفن میں لپیٹا ہوا۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک۔ کیا یہ مردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آ وَ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آ وَ۔ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گزریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں ←

خوش تھا اور خواب کو احمدیت اور اسلام کے درمیان واسطہ خیال کیا۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 ستمبر 2014)

ماریشس کے دوست پر خواب کے ذریعہ حقیقت کا اظہار

ایک چھوٹا سا آئی لینڈ ہے ماریشس کے پاس مایوٹے (Mayote) وہاں مبلغ دورے پر گئے تو کہتے ہیں کہ ایک غیر احمدی دوست نے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ کچھ عرصے بعد انہیں ایم۔ٹی۔اے دیکھنے کا موقع ملا تو ایم۔ٹی۔اے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر فوراً کہنے لگے کہ یہی تو وہ بزرگ ہیں جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس طرح ان کو یقین ہو گیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ چنانچہ جب ان کو اس کے اور احمدیت کے بارے میں بتایا گیا تو وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

گنی کناکری کے ایک طالب علم کا قبول احمدیت

گنی کناکری افریقہ کا ایک دور دراز ملک ہے۔ یہاں شہر میں ایک یونیورسٹی کے طالبعلم سلیمان صاحب تھے۔ لمبے عرصہ سے زیر تبلیغ تھے لیکن بیعت نہیں کر رہے تھے۔ ایک دن وہ آئے اور کہا کہ اب میں مطمئن ہوں اور بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کس طرح مطمئن ہوئے تو انہوں نے اپنی خواب بیان کی کہ میں ایک کشتی میں سوار ہوں اور ہماری کشتی کے قریب ایک دوسری کشتی ڈوب رہی ہے اور اس کے مسافر ہمیں مدد کیلئے پکار رہے ہیں۔ ہم ان کی مدد کرتے ہیں اور وہ ہماری کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ہم جس میز کے گرد بیٹھے ہیں وہاں امام مہدی علیہ السلام بھی موجود ہیں اور پینے کیلئے دودھ کا پیالہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے وہ پیالہ لیا اور خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا جس کا ذائقہ نہایت عمدہ تھا۔ اسکے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میں سمجھ گیا کہ یہ زندگی بخش جام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے اور آپ کی بیعت کرنے کے نتیجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔

آئیوری کوسٹ کے اللّسان کے خواب کا ذکر

اسی طرح ایک ملک آئیوری کوسٹ ہے۔ یہاں کے ایک رہائشی Alassane صاحب ہیں۔ انہوں نے ایک خواب بیان کی کہ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے۔ میرا ایک ساتھی مجھے کہتا ہے کہ اس مجمع میں امام مہدی بھی ہیں۔ تجسس کی وجہ سے میں امام مہدی سے ملنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میرا ساتھی مجھے کہتا ہے کہ امام مہدی سے ملنے سے پہلے احمدیت قبول کرلو۔ چنانچہ میں خواب میں ہی بیعت کر لیتا ہوں۔ اسکے بعد جب میں مجمع کے قریب ہوتا ہوں تو واقعی اس میں امام مہدی علیہ السلام کو دیکھتا ہوں کہ آپ تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس خواب کے بعد اللّسان تراؤرے صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

ایک بزرگ سعید صاحب کا چالیس راتوں کا چلّہ اور قبول احمدیت

مالی کا ایک اور واقعہ ہے۔ ایک جماعت ناندرے بوغو میں ایک بزرگ سعید صاحب ہیں۔ احمدیت کے بارے میں انہوں نے سنا تھا لیکن وہ احمدیت کے بارے میں اپنی تسلی کرنا چاہتے تھے۔ اس کیلئے انہوں نے چالیس راتوں کا چلّہ کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اکیسویں رات انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ساتھ مجھے بھی دیکھا کہ دونوں انکے گھر میں آتے ہیں اور انہیں اپنے ساتھ آسمان پر لے جاتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں یہ خواب دیکھ کر ان کی تسلی ہو گئی ہے اور انہوں نے احمدیت قبول کرلی۔

مالی کے ماما صاجوبا صاحب کا قبول احمدیت

مالی کے ہی ایک اور صاحب ماما صاجوبا ہیں، انہوں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں سنا لیکن انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آیا جماعت سچی ہے یا نہیں۔ اس پر انہوں نے استخارہ کیا۔ استخارے کے تیسرے دن انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک کشتی میں سفر کر رہے ہیں۔ یہ کشتی عین پانی کے درمیان میں الٹ جاتی ہے اور تمام لوگ ڈوبنے لگتے ہیں۔ اتنے میں پانی سے ایک بچہ نکلتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم بچنا چاہتے ہو تو احمدیت قبول کرلو۔ اس پر انہوں نے خواب میں ہی احمدیت قبول کر لی جس سے وہ بچ جاتے ہیں جبکہ دیگر تمام افراد ڈوب جاتے ہیں۔ چنانچہ خواب کے بعد انہوں نے بیعت کرلی۔

خواب کی بناء پر محمد نامی شخص کا قبول احمدیت

نائیجیریا سے ایک معلم لکھتے ہیں کہ محمد نامی ایک شخص نے اپنا خواب بیان کیا کہ وہ بحری جہاز پر سوار تھا۔ جب بحری جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو اچانک طوفان آ گیا اور جہاز ڈوبنے لگ گیا اور زندگی کے آثار ختم ہونے لگے۔ اس وقت اچانک ایک انسان نے ہاتھ پھیلائے اور مجھے کنارے پر لے آیا۔ مجھے نہیں علم تھا کہ یہ خدا کا بندہ کون ہے۔ کچھ عرصے بعد اس محمد نامی شخص کا رابطہ ہمارے ایک داعی الی اللہ اور معلم سے ہوا۔ داعی الی اللہ نے اس شخص کو ایم ٹی اے دکھایا تو ایم ٹی اے پر جب اس نے میری شکل دیکھی تو یکدم کہنے لگا کہ یہی وہ خدا کا بندہ تھا جس نے مجھے بچایا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے سارے خاندان کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ (بحوالہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 اکتوبر 2015)

غانا کی ایک غیر مسلم عمر رسیدہ خاتون آوینی اڈورزیلے صاحبہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غانا سے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں بلال صاحب کہ اپرایسٹ ریجن کے ایک گاؤں زوگا میں ہمارے تین لوکل معلمین تبلیغ کیلئے گئے اور جس گھر میں انکی رہائش کا بندوبست ہوا وہاں ایک غیر مسلم عمر رسیدہ عورت آوینی اڈورزیلے رہتی ہیں وہ ان معلمین کے آنے پر بہت خوش ہوئی۔ اس عورت نے بتایا کہ میں نے سات سال پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ تین آدمی جو دینی علم سکھانے کیلئے آئے ہیں میرے گھر آئے ہیں اور میں انہیں پانی پلاتی ہوں اور یہ معلم پھر گاؤں کے بچوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور انکو مذہبی تعلیم دیتے ہیں اور انکو نماز پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام واقعات یہ کہتی ہیں عین اسی طرح پیش آئے جس طرح میں نے دیکھا تھا سات سال پہلے۔ ان معلمین نے اسی طرح گاؤں کے بچوں کو اکٹھا کیا ان کو اسلامی تعلیمات دیں، نمازوں کی امامت کروائی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اس گاؤں سے اس عورت اور اس کے خاندان سمیت 92 افراد نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی اور یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک جماعت کا قیام عمل میں آ گیا تھوڑے عرصہ میں۔

الحسن صاحب کا قبول احمدیت

برکینا فاسو کے ریجن بوبو کے معلم سیندے صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک گاؤں میں کافی تبلیغ کی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جاتے ہوئے میں نے چند لوگوں کو کہا کہ آپ جب شہر آئیں تو میرے گھر ضرور آنا، چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ان میں سے ایک آدمی الحسن ہمارے گھر آئے تو میں نے اسے ایم۔ٹی۔اے لگا دیا اور تھوڑی ہی دیر بعد جب ایم۔ٹی۔اے پر میرا خطبہ یا کوئی پروگرام آ رہا تھا مجھے اس میں دیکھا تو کہنے لگا اس شخص کو تو میں نے پہلے خواب میں دیکھا ہے چنانچہ وہ اسی وقت بغیر کسی دلیل کے احمدیت میں داخل ہو گیا اور واپس اپنے گاؤں جا کر گاؤں والوں کو بتایا اور گاؤں کے کافی لوگوں نے اس بات پر احمدیت قبول کی اور خدا کے فضل سے وہاں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔

(رپورٹ دورہ حضور انور جرمنی 2018، اخبار بدر 18 اکتوبر 2018)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے شمار نیک فطرت اور سعید روحیں رؤیا و کشوف اور خوابوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور یہ سلسلہ موجودہ بابرکت نظام خلافت میں بھی جاری وساری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی صداقت کی روشن دلیل ہے۔

......☆......☆......☆......

آزماتے اور پھر انکار کرتے ہیں اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔ او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہے تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ میں اتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑلو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ کیا ایک بھی نہیں۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 345)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - آپ کی شدید مخالفت کی روشنی میں

(ایچ شمس الدین، مبلغ سلسلہ، ایڈیٹر ہفت روزہ بدر ملیالم ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادوں کی پہچان میں آسانی کیلئے کچھ پیمانے مقرر فرمائے ہوئے ہیں تاکہ بندگان خدا ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے ایمان کی مضبوطی کے سامان کریں۔ تاہم منکرینِ صداقت کا وجود اور شدید مخالفت بھی صداقت انبیاء کو پرکھنے کا ایک عمدہ اور زبردست معیار ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ ساتھ انکی مخالفت کا گزشتہ کتب سماوی اور قرآن کریم میں بھی جابجا تذکرہ ملتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ سید ولد آدم اور تاج مرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے ذکر میں مخالفین کے طرز عمل کے متعلق فرماتا ہے: اَتَوَاصَوۡا بِہٖ (الذاریات: 54) کیا یہ مخالفین اپنی مخالفت کو جاری رکھنے کیلئے نسلاً بعد نسلٍ وصیت کر آئے ہیں۔

مخالفوں کے طور وطریق

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کے مختلف اطوار و عادات سے مؤمنین کو بخوبی آگاہ فرما دیا ہے کہ مخالفین کبھی نبوت کا انکار کر کے تو کبھی اپنی خواہش کے مطابق یہ وجہ بتا کر کہ نبی نہیں آسکتا، کبھی استہزاء کرتے ہوئے تو کبھی استکبار سے کام لیکر، کبھی گالیاں دیکر تو کبھی دھمکیاں دیکر، کبھی جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر تو کبھی حکام کے کان بھر کے، کبھی جھوٹے اعتراضات کر کے تو کبھی سچائی کو چھپا کر، کبھی تحریف سے کام لیتے ہوئے تو کبھی تہذیب کو چھوڑ کر تو کبھی تلبیس کو اپناتے ہوئے، کبھی اخلاق سوز حرکات کر کے تو کبھی قتل کا الزام تراش کر، کبھی جمعیت اور جتھے کا رعب ڈال کر تو کبھی جہالت کے لبادہ میں مخالفت کا بازار گرم کرتے رہے ہیں۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتا لگتا ہے کہ ہمیشہ سے فرزندان ظلمت، لوگوں کو انبیاء سے دور رکھنے کی کوشش کرتے آئے ہیں اور اس پر مختلف قسم کے الزامات عائد کرتے ہیں۔

نیز مخالفین یہ خواہش بھی کرتے ہیں کہ کوئی بھی ان پر ایمان نہ لائے۔

لیکن اللہ تعالیٰ مخالفین کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: تَحۡسَبُہُمۡ جَمِیۡعًا وَّقُلُوۡبُہُمۡ شَتّٰی (الحشر: 15) تو انہیں اکٹھا سمجھتا ہے جبکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ نیز فرمایا: لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ (المؤمنون: 118) کہ مخالفین کو کبھی بھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی اور نہ وہ کبھی کامیاب ہوں گے۔ پھر فرمایا: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ: 22) یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے کیونکہ ان مکذبین کی مخالفت کی حیثیت تو محض اس قدر ہے کہ: وَاُمۡلِیۡ لَہُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ (الاعراف: 184) اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں یقیناً میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت

اس زمانے کے مامور من اللہ، مسیح الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی مخالفین نے وہی سلوک روا رکھا جو گزشتہ انبیاء ومرسلین کے ساتھ مخالفین کرتے آئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے چھٹی صدی ہجری کے ممتاز مفسر اور پیشوائے طریقت حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں: وَاِذَا خَرَجَ ھٰذَا الۡاِمَامُ الۡمَھۡدِیُّ فَلَیۡسَ لَہٗ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ اِلَّا الۡفُقَھَاءُ خَاصَّۃً۔ یعنی جب امام مہدی دنیا میں ظاہر ہوگا تو علمائے ظاہر سے بڑھ کر انکا کوئی کھلا دشمن نہیں ہوگا۔ کیونکہ مہدی کی وجہ سے ان کا اثر ورسوخ جاتا رہے گا۔

(فتوحات مکیہ، جلد 3، صفحہ 332)

مخالفت کی اصل وجہ

نبی کی مخالفت کی بعض اہم وجوہات یہ ہیں: (1) نبی کی آمد مخالفین کی توقعات کے مطابق نہیں ہوتی۔ (2) مخالفین اس بات سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ انبیاء کے مقابلہ میں ان کی اہمیت ختم ہوجائے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین

جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی اصل غرض لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصف: 10) یعنی تمام ادیان باطلہ پر اسلام کو ہر لحاظ سے غالب کرنا ہے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ہر مذہب کے ماننے والے پیش پیش تھے۔ خصوصیت کے ساتھ مسلمان علماء نے آپ کی شدید مخالفت کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کا آغاز

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا اور اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو علماء کی نیندیں حرام ہوگئیں اور ہندوستان بھر میں مخالفت کی آگ بھڑک گئی اور ابتداء سے ہی مخالفین اپنے پورے زور کے ساتھ آپ علیہ السلام کو نیست و نابود کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔

کفر کے فتوے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین نے سابقہ مکذبین نبوت کی ہی طرح آپؑ کے بارے میں بھی یہ اعلان شائع کیا کہ آپؑ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس اعلان سے ان کا مقصد سادہ لوح مسلمانوں کو آپؑ کے دعوے کے بارے میں تحقیق اور آپؑ کی صداقت کو پہچاننے سے باز رکھنا تھا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے استاد نذیر حسین دہلوی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کفر کا فتویٰ لکھوایا اور اُسے لیکر پورے ہندوستان میں پھر کر 200 علماء کے اس پر دستخط کروائے۔ اس کفر کے فتوے کے ساتھ ہی پورے ہندوستان میں آپؑ کے خلاف مخالفت کی شدید آگ بھڑک اُٹھی۔

علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے دینے کے ساتھ ساتھ آپ کو ملحد، کذاب، دجال، زندیق جیسے نام بھی دیئے۔ (نعوذ باللہ) اشتہارات، کتب اور اخبارات ورسائل کے ذریعے ملک بھر میں آپ کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ یہاں تک کہ مکّہ سے بھی آپؑ کے خلاف کفر کے فتوے منگائے گئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کافر وملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

کفر کے فتوے کا یہ حربہ اب بھی جاری ہے۔ اب اس مذموم کوشش میں صرف ملّا ہی شامل نہیں بلکہ اب حکومتیں بھی شامل ہوگئی ہیں۔

محمد حسین بٹالوی کی مخالفت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شدید مخالفین میں ہمیشہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا نام سرفہرست رہے گا۔ قرآن کریم کے اس حکم کو پس پشت ڈال کر کہ ولا تکونو ا اوّل کافر بہ (کہ انکار کرنے میں پہل نہ کرو) حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ نبوت پر پہلے انکار کرنے والوں میں شامل ہوگیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اس وہم میں مبتلاء ہوگئے کہ شاید حضرت اقدسؑ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ پر جو ریویو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں انہوں نے شائع کیا تھا اس وجہ سے آپ علیہ السلام مسیحیت کے دعویدار ہوگئے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کی سیرت میں مذکور ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعلان کیا کہ مَیں نے ہی اس شخص کو چڑھایا

مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین
میرے سامنے مقابلہ کیلئے آئے گا تو میں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا

مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے سامنے مقابلہ کیلئے آئے گا تو میں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا۔ پھر یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کیوں اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ نہیں کراتے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہہ دیں کہ یہ شخص درحقیقت ←

تھا اور اب مَیں ہی اسے گراؤں گا۔ پھر آپؑ کے خلاف خونی مہدی کا الزام لگا کر مقدمہ حفظ امن دائر کیا۔ پادری مارٹن کلارک کی حمایت میں آپؑ کے خلاف گواہی دی یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی، بٹالہ ریلوے سٹیشن پر خود حاضر ہو کر قادیان آنے والے متلاشیان حق کو ورغلاتے اور قادیان جانے سے روکتے تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے گُگے بندھے ایک طرف مسلمانوں کے ہمدرد بن کر حضرت اقدسؑ کے خلاف یہ الزام لگاتے رہے کہ آپکو سرکار برطانیہ کی پشت پناہی حاصل ہے تو دوسری طرف گورنمنٹ انگریزی سے شکایت لگاتے تھے کہ آپ سوڈانی مہدی کی طرح خونی مہدی ہونے کے دعوے دار ہیں اور غیر مسلموں کو قتل کریں گے۔ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش میں بھی لگے تھے کہ آپؑ نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ عبد اللہ آتھم والے مسئلہ پر بھی عیسائیوں کے شانہ بشانہ آپؑ کے خلاف صف آرائی کرتے رہے۔ الغرض مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت اقدسؑ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور اپنے اثر ورسوخ سے آپؑ کو نیست و نابود کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت میں سعد اللہ لدھیانوی بھی پیش پیش تھے جو آپؑ کے خلاف نہایت گندی زبان استعمال کرتے رہے۔ پھر ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدس کے مشن کو ختم کرنے کیلئے مسلمانوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپؑ کی تمام کتب کو نذر آتش کر دیا جائے۔

عیسائیوں کی طرف سے مخالفت

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کا اصل دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا اور ساتھ ہی آپ یہ ثابت بھی فرما رہے تھے کہ 2000 سال قبل بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونے والے مسیح ابن مریم صلیب سے نجات پا کر اپنی گمشدہ بھیڑوں یعنی اپنی قوم کی تلاش میں کشمیر آ گئے تھے اور وہیں 120 سال کی عمر میں وفات پا گئے اور آپ کی قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں واقع ہے اور آنے والا مسیح موعودؑ میں ہوں۔ اس اعلان سے عیسائی مذہب کو بہت ٹھیس پہنچ رہی تھی۔ عیسائی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کے غلط عقیدے سے فائدہ اٹھا کر کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانے میں آسمان سے اتر کر مسلمانوں کی اصلاح کریں گے، مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو رہے تھے۔ لہٰذا عیسائی حضرت اقدسؑ کو جڑ سے اکھاڑنے پر تلے ہوئے تھے۔ پرستاران صلیب سارے ہندوستان کو عیسائی بنانے کی خواہش لیکر ولایت سے نکلے تھے۔ دیوبندی فرقہ کے مشہور عالم اشرف علی تھانوی کے شاگرد نور محمد صاحب لکھتے ہیں: "اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لیکر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔"

(دیباچہ ترجمہ قرآن از مولوی اشرف علی تھانوی، صفحہ 30، مرتب وناشر مولوی نور محمد قادری نقشبندی، مالک اصح المطابع)

لیکن دوسری طرف کا سر صلیب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی آمد سے عیسائی لوگ خصوصاً پادری بہت پریشان تھے اور وہ حضرت اقدسؑ اور آپکے مشن کو ملیا میٹ کرنے میں پورے زور وشور سے کوشاں تھے۔ عیسائی لوگ آپؑ کے تائید اسلام کے حق میں شائع ہونے والے مضامین سے ابتداء سے ہی خوف زدہ تھے اور آپؑ کی معقول اور مقبول تحریرات ان کی نیند حرام کر رہی تھیں۔

چنانچہ 22 مئی 1893 تا 5 / جون 1893 حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور عبد اللہ آتھم کے مابین بمقام امرتسر مباحثہ منعقد ہوا۔ عیسائیوں کی طرف سے عبد اللہ آتھم کے معاون کے طور پر مارٹن کلارک بھی تھا۔ جبکہ اسلام کی طرف سے حضرت اقدس علیہ السلام اکیلے اسلام کے سپہ سالار بن کر میدان میں اُترے۔

امریکہ میں جان الیگزینڈر ڈوئی نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف آواز بلند کرنے کی کوشش کی۔ اس نے لکھا کہ: "ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا، اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 509)

ہندو مذہب کی طرف سے مخالفت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارد گرد قادیان میں بہت سے ہندو لوگ قیام پذیر تھے۔ حضرت اقدسؑ ہمیشہ ان سے حسن سلوک فرمایا کرتے۔ قادیان میں جب منارۃ المسیح بنایا جانے لگا تو ہندوؤں نے اس کی مخالفت کی۔ ڈپٹی کمشنر کے سامنے معاملہ پہنچ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈپٹی کمشنر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ بڈھا مل بیٹھا ہے آپ اس سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لے کر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے موقع ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھر ان سے پوچھ لیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا انہیں کوئی موقع ملا ہو تو انہوں نے مجھے تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر چھوڑی ہو۔ اس وقت بڈھا مل نے شرم کے مارے اپنا سر نیچے اپنے زانوؤں میں دیا ہوا تھا اور اس کے چہرہ کا رنگ سپید پڑ گیا تھا اور وہ ایک لفظ بھی منہ سے نہیں بول سکا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی، حصہ اول، صفحہ 134)

آپ کے مخالفین میں سے ایک نام ماسٹر مرلی دھر کا بھی ہے جنہوں نے اسلام کے خلاف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مباحثہ کیا لیکن نتیجہ کچھ اس طرح نکلا کہ وہ خود اپنے ہی جال میں پھنس گیا۔ آپ علیہ السلام نے اپنی مایۂ ناز تصنیف سرمۂ چشم آریہ میں اس کی تفصیل درج فرمائی ہے۔

آریہ حلقوں سے پنڈت لیکھرام پشاوری بڑے آب و تاب سے حضرت اقدسؑ کے خلاف آیا۔ نہایت ہی گندی زبان میں اسلام اور بانیٔ اسلام سید المعصومین حضرت اقدس رسول مقبول ﷺ کے خلاف زبان درازی کرنے میں لیکھرام نے تمام حدود پار کر دی تھیں جس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس نازیبا حرکت سے باز آنے کی اسکو بار بار نصیحت فرمائی۔ لیکن اس نے اس ہمدردانہ نصیحت پر بھی اپنے تمسخرانہ رویہ میں کچھ کمی نہیں کی۔ آپؑ کی تصنیف براہین احمدیہ کے خلاف ایک کتاب تکذیب براہین احمدیہ لکھی اور قادیان آ کر ہندو حلقوں میں حضرت اقدسؑ کے خلاف اپنی مہم کو جاری رکھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خاندان سے بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؑ کے چچازاد بھائیوں میں سے مرزا امام الدین، نظام الدین اور کمال الدین جو کہ صاحب اولاد بھی تھے آپؑ کے خاندانی دشمن اور آپؑ کے دینی لگاؤ کی وجہ سے آپؑ سے متنفر تھے۔ یہ لوگ ہر پہلو سے آپؑ کی مخالفت کرتے رہے۔ ایک بار آپؑ کے گھر کے سامنے دیوار کھینچ کر راستہ روکنے کی کوشش کی اور آپؑ کے خلاف ہندوؤں کی مدد کرتے رہے چنانچہ لیکھرام پشاوری انہی کے زیر سایہ قادیان میں رہ کر اسلام دشمنی میں آپ کے خلاف کام کرتا رہا۔ امام الدین نے آپؑ کے خلاف بعض اخبارات میں گندے الزامات شائع کروائے۔

الزامات کے ذریعہ مخالفت

ہندوستان کے تینوں مشہور مذاہب یعنی ہندومت، عیسائیت اور اسلام کے بڑے بڑے عالم فاضل اور سرکردہ لیڈران نے آپؑ کے خلاف اپنے سارے حربے استعمال کئے۔ چونکہ مناظرے، مباحثے اور تقریر وتحریر سے آپ پر غالب آنا مشکل تھا، لہٰذا آپ کے

مفتری ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہم ذمہ وار ہیں پھر خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا۔ میں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جائداد یعنی اراضی وغیرہ بطور وراثت میرے قبضہ میں آئی ہے بحالت دروغ گو نکلنے کے وہ سب اس پادری یا پنڈت کو دے دوں گا۔ اگر وہ دروغ گو نکلا تو بجز اس کے اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا یہ بات میں نے اپنے جی میں جزماً ٹھہرائی ہے اور تہ دل سے بیان کی ہے اور اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کیلئے طیار ہوں اور اشتہار دینے کیلئے مستعد بلکہ میں نے تو بارہ ہزار اشتہار شائع کر دیا ہے بلکہ میں بلاتا بلاتا تھک گیا کوئی پنڈت پادری نیک نیتی سے سامنے نہیں ←

اخلاق حمیدہ پر بے جا الزامات لگا کر آپ کی نیک شہرت پر حرف لگانے کی کوشش کی گئی۔ اس پر آپ نے بڑے واشگاف الفاظ میں مخالفین کو چیلنج کیا کہ ”تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔“
(تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 62)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ایک اور نشان اُن کیلئے تھا کہ انہوں نے میرے تباہ کرنے کیلئے جان توڑ کر کوششیں کیں اور کوئی مکر اور فریب اُٹھا نہ رکھا جو اس کو استعمال نہ کیا اور مخالفت کے اظہار میں تمام زور اپنا انواع اقسام کے وسائل سے خرچ کر دیا اور ناخنوں تک زور لگایا اور جائز ناجائز طریق سب اختیار کئے اور سبّ وشتم اور تحقیر اور توہین سے پُورا کام کیا۔ حکّام تک مقدمات پہنچائے خون کے الزام لگائے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 408)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نیست و نابود کرنے کی ہر کوشش ناکام رہی۔ ہر حربہ بے کار ثابت ہوا۔ ہر مخالف خائب و خاسر ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ یہاں تک کہ آپؑ کے زمانے میں مخالفت پر کمر بستہ لوگوں کی نسل یا تو کلیۃً اس دنیا سے مٹ گئی۔ پادری عبداللہ آتھم، ثناء اللہ امرتسری، سعد اللہ لدھیانوی، لیکھرام پشاوری، الیگزینڈر ڈوئی سب ابتر ہو کر اس دنیا سے چل بسے۔ یا پھر مولوی محمد حسین بٹالوی کے نواسہ کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کو تسلیم کیا یا پھر پادری مارٹن کلارک کے پوتے کی طرح اپنے آباء واجداد کے موقف کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے دادا کے متعلق بتایا کہ وہ ماضی میں کہیں کھو گئے جبکہ ان کے مد مقابل شخص دنیا بھر میں کامیاب ہے۔
(الفضل انٹرنیشنل 6 جنوری 2012ء، صفحہ 9)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق پنڈت لیکھرام قتل ہوا۔ آج تک قاتل کے بارے میں معلوم نہیں ہوا کہ وہ کون ہے؟ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

محمد حسین بٹالوی نے خائب وخاسر ہو کر دنیا کو خیر باد کہا۔ ثناء اللہ امرتسری کی لائبریری اسکے سامنے راکھ کا ڈھیر بن گئی اور اکلوتا بیٹا قتل کیا گیا۔ سعد اللہ لدھیانوی نے بیٹے کی شادی کروائی لیکن اولاد کی نعمت سے محروم ہی رہا۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کی عزت اسی طرح چاک کر دی گئی جس طرح اس نے کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے بھجوایا تھا۔

الغرض حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ہی بات پوری ہوئی کہ۔

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجّتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار

پُر شوکت اعلانات

حضورؑ فرماتے ہیں: اب بتلاؤ کہ کیا اب تک خدا کی معجزانہ تائید ثابت نہ ہوئی۔ اگر یہ کاروبار کسی مکّار کا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا۔ اُٹھو اور دنیا میں اس بات کی تلاش کرو کہ کون مکّار تاریخ کے صفحہ سے تم بتلا سکتے ہو جس کے ہلاک کرنے کیلئے یہ کوششیں کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا۔ اے سخت دل قوم تمہیں کس نے چاند پر تُھوکنا سِکھلایا۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 408)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹے الزام ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں؟ غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین اور دلگیر مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں ہم میں پوری ہوں۔“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 514)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

انبیاء کے طور پر حجّت ہوئی ان پر تمام
ان کے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصّہ دار

یہ تو ہمارے لئے کھاد ہے

ہمیشہ مخالفت نے احمدیت کی ترقی کیلئے کھاد کا کام کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سچ پوچھو تو ان کی یہ مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے تو اس میدان کے مردانِ کارزار کے جوہر کس طرح ظاہر ہوں اور انعاماتِ الٰہی کی غنیمت سے اُن کو کس طرح حصہ نصیب ہو اور اگر اعداء کی مخالفت کا بحرِ موّاج پایاب ہو جاوے تو اس کے غوّاصوں کی کیا قدر ہو اور وہ بحرِ معانی کے بے بہا گوہر کو کس طرح حاصل کر سکیں۔“
(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 467، مطبوعہ قادیان 2003)

الغرض حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت آپ کی شدید مخالفت کی روشنی میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہر مخالف کا ہر ایک حربہ، ہر ایک مکر، ہر ایک منصوبہ خود ان پر ہی پڑا اور آپؑ کے مشن کی ترقی کیلئے ہر مخالفانہ رویہ معاون و مددگار ثابت ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

......☆......☆......☆......

آیا میری سچائی کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ میں اس مقابلہ کیلئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھلانے کا دعویٰ نہ کرے تو ایسا پنڈت یا پادری صرف اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دے کہ میں صرف یکطرفہ کوئی امر خارق عادت دیکھنے کو طیار ہوں۔ اور اگر امر خارق عادت ظاہر ہو جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کر سکوں تو فی الفور اسلام قبول کروں گا تو یہ تجویز بھی مجھے منظور ہے۔ کوئی مسلمانوں میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بے دین کہتے ہیں اور دجال نام رکھتے ہیں بمقابل کسی پادری کے اس کا امتحان کر لیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 347)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سات مقدمات آپ کی صداقت کے سات نشانات

(نصیر احمد عارف، مبلغ سلسلہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کی طرف سے سات مقدمات دائر کئے گئے اور یہ ساتوں مقدمات آپ کی صداقت کی بیّن دلیل ہیں ان ساتوں مقدمات کی مختصر روداد پیش ہے۔

مقدمہ نمبر (1) مقدمہ ڈاک خانہ

1877ء میں آپ علیہ السلام کے خلاف ایک عیسائی رلیا رام نے مقدمہ دائر کیا جو آپؑ کی زندگی میں آپ پر پہلا مقدمہ تھا۔ آپ تبلیغ اسلام کی غرض سے قلمی جنگ کر رہے تھے اور اسلام کی صداقت پر مضامین لکھ کر کتابی شکل میں شائع کرواتے تھے۔ آپ نے اسلام کی تائید میں ایک مضمون لکھا اور اسے امرتسر کی ایک پریس میں بغرض اشاعت پیکٹ کی شکل میں بھجوایا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا جس میں مضمون چھاپنے کی تاکید تھی پریس کا عیسائی مالک رلیا رام جو امرتسر کے عیسائی مشن کی روح سمجھا جاتا تھا سخت مشتعل ہوا اور اس کو اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا۔ چونکہ پیکٹ میں علیحدہ خط رکھنا قانوناً جرم تھا اور اس جرم کی سزا ڈاک خانہ کے قوانین کے مطابق پانچ صد روپے جرمانہ یا چھ ماہ تک کی قید تھی مگر اس کا حضرت مسیح موعودؑ کو علم نہ تھا۔ رلیا رام نے مخبر بن کر ڈاکخانہ کے افسروں کے ذریعہ حضورؑ پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ قبل اس کے کہ حضور علیہ السلام کو اس مقدمہ کی اطلاع ہوتی، اللہ تعالیٰ نے رویاء میں آپ کو بتا دیا کہ رلیا رام نے ایک سانپ آپ کو کاٹنے کیلئے بھیجا ہے اور آپ نے مچھلی کی طرح تل کر واپس کر دیا ہے۔

بہر حال اس مقدمہ میں حضورؑ کو گورداسپور طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے اس مقدمہ کے متعلق مشورہ طلب کیا گیا سب نے یہی مشورہ دیا کہ جھوٹ کے بغیر اور کوئی راہ نجات نہیں اور یہ مشورہ دیا کہ آپ صاف منکر ہو جائیں کہ پیکٹ میں میں نے خط نہیں رکھا ہے۔ رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا اور چند جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی ورنہ سخت مشکل ہے۔ آپ نے سب وکلاء کو جواب دیا کہ میں ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا۔ چنانچہ مکرم شیخ علی احمد صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس مقدمہ میں وکیل تھے کہتے ہیں کہ میں نے بھرپور کوشش کی کہ مرزا صاحب انکار کر دیں کہ یہ خط میں نے پیکٹ میں نہیں رکھا۔ میں جس قدر اصرار کرتا تھا مرزا صاحب اسی قدر انکار پر انکار کرتے تھے۔ میں نے آپ کو ڈرایا بھی کہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا اور ایک معزز خاندان پر فوجداری مقدمہ میں سزا کا داغ لگ جائے گا۔ آپؑ میری بات نہ مانتے تھے۔ بہر حال حضرت مسیح موعودؑ اور ڈاک خانہ کا افسر عدالت میں پیش ہوئے اور جج نے حضورؑ کا بیان قلمبند کیا اور حضورؑ سے سوال کیا کہ کیا یہ خط آپ نے پیکٹ میں رکھا تھا اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ حضور نے فوراً جواب دیا یہ خط میرا ہے اور یہ پیکٹ بھی میرا ہے مگر میں نے اس خط کو مضمون سے علیحدہ نہ سمجھا اور میری نیت گورنمنٹ کو نقصان پہچانے کی ہرگز نہیں تھی۔ یہ بات سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز جج کے دل کو حضور کی طرف پھیر دیا حضور کے مقابل پر ڈاکخانہ کے افسر نے بہت شور مچایا مگر وہ حاکم نو۔نو (No-No) کر کے اسکی باتوں کو رد کر دیتا۔ جب ڈاک خانہ کا افسر اپنے بخارات نکال چکا تو جج نے فیصلہ لکھ کر مقدمہ خارج کر دیا۔ حضرت اقدس کمرہ عدالت سے باہر تشریف لائے اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجالائے جس نے سچ بولنے کی برکت سے آپ کو شاندار فتح دی۔ حضور اقدس نے اس مقدمہ سے قبل یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے حضور کی ٹوپی اتارنے کیلئے ہاتھ مارا۔ حضور نے فرمایا کیا کرنے لگا ہے؟ تب اس نے ٹوپی حضور ہی کے سر پر رہنے دی اور کہا خیر ہے خیر ہے۔ حضور کے وکیل مکرم شیخ علی احمد صاحب جو سزا کا یقین کر کے کمرہ عدالت سے غائب ہو گئے تھے حیرت زدہ رہ گئے اور حضور کی راست گفتاری کے عمر بھر مداح رہے۔ (تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 146)

مقدمہ نمبر (2)

مقدمہ پادری ہنری مارٹن کلارک

1897 کا سن تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس سن میں پنڈت لیکھ رام کے قتل کی وجہ سے جو مخالفانہ ماحول پیدا ہوا تھا اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا اور عیسائی پادریوں کی نہایت خطرنات سازشیں حضرت اقدس کو قتل کے مقدمہ میں پھنسانے کیلئے جمع ہو گئی تھیں اور جنگ مقدس کے مقابل (حضرت مسیح موعودؑ اور عبد اللہ آتھم کے درمیان تحریری مناظرہ بمقام امرتسر) عیسائیوں کو جو شکست فاش ہوئی تھی اس نے انہیں غضب ناک کر دیا تھا اور عیسائی پادری آپؑ کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کی تاک میں تھے۔ اسی دوران ایک آوارہ مزاج نوجوان عبد الحمید ان کے پاس پہنچ گیا۔ یہ شخص کبھی عیسائی ہوتا کبھی ہندو ہوتا کبھی مسلمان بن جاتا۔ اس چکر میں یہ قادیان بھی آیا اور حضرت اقدس سے بیعت کی درخواست کی جس کو حضور نے رد کر دیا۔ اس پر یہ ناراض ہو کر قادیان سے چلا گیا۔ اب عبد الحمید نے دوبارہ عیسائیوں کی طرف رخ کیا اور کسی طرح پادریوں سے ملتا ملاتا پادری ہنری مارٹن کلارک کے پاس پہنچا اور اس کو بتایا کہ میں قادیان سے آیا ہوں ہندو سے مسلمان ہوا تھا اور اب عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ عبد الحمید کی زبانی مارٹن کلارک نے قادیان سے آنے کا ذکر سنا تو نہایت ہوشیاری سے یہ سکیم تیار کر لی کہ اس کو آلہ کار بنا کر حضور کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا جائے۔ لہٰذا پادریوں نے عبد الحمید پر دباؤ ڈالا کہ تم یہ کہو کہ مجھے مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر کلارک کو مارنے کیلئے بھیجا ہے۔ عبد الحمید نے پادریوں کے حلقہ میں خود کو بے بس پایا اور مجبوراً ان کے منشاء کے مطابق بیان لکھ دیا اور آٹھ پادریوں نے اس پر گواہی کے دستخط کر دیئے اور اسے اچھی طرح سکھا دیا کہ تم نے عدالت میں بیان کرنا ہے کہ مرزا صاحب نے مجھے مارٹن کلارک کو مارنے کیلئے بھیجا تھا مگر مارٹن کلارک کو دیکھتے ہی میری نیت بدل گئی۔

پادری مارٹن کلارک اس کو مقدمہ کی غرض سے اپنے ہمراہ امرتسر لایا اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت میں لے گیا جہاں دفعہ 107 فوجداری کے تحت مقدمہ درج کروا دیا اور عبد الحمید کو جو جو سکھایا تھا عدالت میں اس نے وہی بیان دے دیا۔ پادری مارٹن کلارک نے اسکا تحریری بیان بھی عدالت میں پیش کر دیا۔

مقدمہ نہایت سنگین تھا اور اپنے ہم مذہب پادری کی طرف سے تھا اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے بیان سنتے ہی دفعہ 114 فوجداری کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ اس عدالتی کارروائی کے بعد دشمنان نے عبد الحمید کے اگلے بیان کی تیاری کیلئے زور شور سے کوششیں شروع کر دیں اور اس سلسلہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی خدمات بھی حاصل کی گئیں اور دشمنوں کو یقین ہو گیا کہ وہ مرزا صاحب کو اقدام قتل کی سزا دلوانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی کوئی خبر نہ تھی۔ خدائی تصرف کہ وارنٹ کے کاغذات کہیں گم ہو گئے اور چند دن بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو از خود خیال آیا کہ اس نے وارنٹ کا حکم خلاف قانون دیا ہے۔ وہ گورداسپور کے کسی ملزم کے نام وارنٹ جاری نہیں کر سکتا اور پھر مقدمہ امرتسر سے گورداسپور منتقل ہوا اور گورداسپور سے حضرت اقدسؑ کے نام نوٹس جاری ہوا کہ 10/ اگست 1897 کو ڈپٹی کمشنر کا مقام بٹالہ میں ہوگا آپ وہیں پیش ہوں۔ آپ اس روز صبح بٹالہ پہنچ گئے۔ اس

مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں، مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں

میری رُوح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر اُن کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی

دوران سفر میں مقدمہ کا سرسری ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ’’ہم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے خبر دیدی تھی اور ہم تو اس کی تائید اور نصرت کا انتظار ہی کر رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے آغاز پر ہم خوش ہیں اور اسکے انجام بخیر ہونے پر یقین رکھتے ہیں ہمارے دوستوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔‘‘

(کتاب البریہ طبع اوّل، صفحہ 237)

ذکر آیا کہ عیسائیوں کے ساتھ آریہ بھی مل گئے ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی انکے ساتھ ہیں حضورؑ نے فرمایا:

’’ہمارے ساتھ خدا ہے جو ان کے ساتھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلہ سے ہم کو واقف کر دیا ہے اور ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ وہی ہوگا اگر ساری دنیا بھی اس مقدمہ میں ہمارے خلاف ہو تو مجھے ایک ذرہ برابر پرواہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بشارت کے بعد اسکا وہم کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔‘‘

(حیات احمد، جلد چہارم، صفحہ 597، 598)

حضرت اقدسؑ اپنے مخلصین کے ساتھ بٹالہ ڈاک بنگلہ پہنچے اور کمرہ عدالت میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کیلئے ڈپٹی کمشنر ولیم مانٹیگو ڈگلس صاحب نے کرسی پہلے سے ہی رکھوا دی تھی۔ کمرے کے باہر تماشائیوں کا بڑا ہجوم تھا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی نہایت خوشی کے عالم میں نمایاں تھے اور اس انتظار میں تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں دیکھیں۔ دیگر گواہیوں کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی گواہی تھی۔ وہ کمرہ عدالت میں آئے اور دیکھا کہ کوئی کرسی فالتو نہیں ہے۔ اس پر جج سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے ’’حضور کرسی‘‘ ڈپٹی کمشنر نے راجہ غلام حیدر خان صاحب مسل خواں سے دریافت کیا کہ کیا مولوی صاحب کو حکام کے سامنے کرسی ملتی ہے؟ جس پر فہرست چیک کی گئی اس میں آپ کا نام نہ تھا۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے کہا آپ کوئی سرکاری طور پر کرسی نشین نہیں ہیں سیدھے کھڑے ہو جائیں اور شہادت دیں۔ خیر شہادت شروع ہوئی اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے جس قدر الزامات لگائے جا سکتے تھے مرزا صاحب پر لگائے۔ مولوی محمد حسین صاحب شہادت کے بعد کمرہ عدالت سے باہر نکلے تو برآمدہ میں ایک آرام کرسی پڑی تھی اس پر بیٹھ گئے کانسٹیبل نے وہاں سے انہیں اٹھا دیا کہ کپتان صاحب پولیس کا حکم نہیں ہے پھر مولوی صاحب ایک بچھے ہوئے کپڑے پر جا بیٹھے جن کا کپڑا تھا انہوں نے یہ کہہ کر کپڑا کھینچ لیا کہ مسلمانوں کا سرغنہ کہلا کر اس طرح صریح جھوٹ بولتا ہے۔ بس ہمارے کپڑے کو ناپاک نہ کیجئے۔ تب مولوی نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح اوّل) نے اُٹھ کر مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ یہاں ہمارے پاس بیٹھ جائیں اور اسکے بعد عبدالحمید کا بیان ہوا۔ مسٹر ڈگلس بھانپ گیا کہ عبدالحمید اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے بیانات جھوٹ پر مبنی ہیں۔

بیانات کے بعد عدالت ختم ہوئی اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کے مسل خواں راجہ غلام حیدر خان صاحب نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ مسٹر ولیم ڈگلس سخت پریشان ہیں۔ وجہ دریافت کی تو آپ نے بتایا کہ جب سے میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے، کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گنہگار نہیں ہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ اب عدالت ختم کر کے آیا ہوں تو مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتے ہیں یہ کام میں نے نہیں کیا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ اس وجہ سے میری حالت پاگلوں جیسی ہوگئی ہے۔ اس پر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر لیمار چنڈ صاحب نے کہا۔ یہ آپ کا قصور ہے آپ نے گواہ کو پادریوں کے حوالے کیا ہوا ہے اور وہ اسے جو سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آکر بیان کر دیتا ہے۔ اسی وقت مسٹر ڈگلس نے حکم دیا کہ عبد الحمید کو پولیس کے حوالہ کیا جائے۔ مخالفین کی طرف سے عبدالحمید کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنے بیان نہ بدلے اس پر وہ اپنے بیان پر ڈٹا رہا مگر مسٹر لیمار چنڈ صاحب نے اس سے کہا بلاوجہ وقت ضائع نہ کرو اور اصلیت بیان کرو۔ یہ کہنا تھا کہ عبدالحمید ان کے پاؤں پر گر گیا اور زار وقطار رونا شروع کر دیا اور ساری سازش کا انکشاف کر دیا۔ اس پر اس کے بیان دوبارہ قلم بند کئے گئے جس میں اس نے اس سازش کا انکشاف کر دیا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ اب تک جو بھی بیان دیتا رہا ہے وہ محض سکھانے پر دیتا رہا ہے۔

20/اگست کو دوبارہ عدالت ہوئی اور عبدالحمید نے سرکاری گواہ کے طور پر عدالت میں اپنا اصل بیان پڑھا تو پادریوں اور ان کے ساتھیوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پادری مارٹن کلارک نے بھی اپنے آخری بیان میں اپنی معصومیت کا اظہار کرنے کیلئے ادھر اُدھر ہاتھ مارنے کی کوشش کی مگر راز کھل چکا تھا لہٰذا 23/ اگست 1897 کو مسٹر ولیم مانٹیگو ڈگلس نے حضرت اقدس کو بالکل بری کر دیا اور فیصلہ میں لکھا ’’جہاں تک ڈاکٹر مارٹن کلارک کا مقدمہ سے تعلق ہے، ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کیلئے ضمانت لی جائے۔ لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں‘‘ اور پھر عین کچہری میں اُنہوں نے ہنستے ہوئے حضور کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ کیا آپ مارٹن کلارک پر مقدمہ چلانا چاہتے ہیں آپ کا حق ہے آپ نے ایمان افروز جواب دیا، فرمایا کہ ’’میں کسی پر مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔‘‘

(حیات احمد، جلد چہارم، صفحہ 602)

اس طرح یہ ابتلاء چندروز میں ختم ہوا اور نصرت الٰہی کا نشان بن گیا۔ اس مقدمہ نے ایک بار پھر واضح کر دیا کہ آپکو خدا تعالیٰ پر کتنا زبردست توکّل اور ایمان ہے جسے مصائب کے طوفان اور حوادث کی آندھیاں بھی متزلزل نہیں کر سکتیں۔ (تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 620)

مقدمہ نمبر (3) مقدمہ انکم ٹیکس

اللہ تعالیٰ کی مالی مدد اور نصرت ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ رہی جس کی کثرت کو دیکھ کر حاسدوں نے یہ مدعا کھڑا کر دیا کہ آپ کی آمدنی زیادہ ہے اور آپ قانون کے مطابق انکم ٹیکس ادا نہیں کرتے اور سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ بعض افراد کی مخبری پر 1898 میں حضور اقدس پر حکومت پنجاب نے -/7200 روپے پر 167.50 روپے ٹیکس عائد کئے جانے کا مقدمہ دائر کر دیا۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک اور اس کے ساتھی خوش ہوئے کہ ہمارا پہلا نشانہ خطا گیا اب اس مقدمہ میں تلافی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کو اپنے محبوب کی ذات اور اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کے نشان کے بعد مالی اعتبار سے بھی نصرت کا نشان دکھلانا تھا۔ یہ مقدمہ ایک ہندو تحصیل دار کے پاس تھا اور مکرم شیخ علی احمد صاحب حضرت اقدس کے وکیل تھے 20/جون 1898 کو عذرداری داخل کی گئی اس دوران حضور مسجد مبارک میں چند احباب کے ساتھ بیٹھے آمد وخرچ کا حساب کر رہے تھے کہ آپ پر کشفی حالت طاری ہوئی اور دکھایا گیا کہ ہندو تحصیل دار جسکے پاس مقدمہ تھا، بدل گیا ہے اور اس کشف کے ساتھ بعض ایسے امور بھی ظاہر ہوئے جو فتح کی بشارت دیتے تھے۔ (حیات احمد، جلد پنجم، صفحہ 49)

اس دوران اچانک ہندو تحصیل دار بدل گیا اور اسکی کرسی پر ایک مسلمان منشی تاج دین صاحب باغبانپوری بٹالہ آ گئے۔ اگست 1898 میں انہوں نے قادیان آکر معاملہ کی غیر جانب دارانہ تحقیقات کی اور مسٹر ایف۔ ٹی ڈکسن کلکٹر ضلع گورداسپور کی خدمت میں مفصل رپورٹ بھجوائی کہ مرزا غلام احمد کی اپنی ذاتی آمدنی سوائے تعلقہ داری زمین اور باغ کے کچھ نہیں ہے جو قابل ٹیکس ہو۔ میں نے موقع پر بھی اور خفیہ طور پر بھی مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی کی نسبت بعض اشخاص سے دریافت کیا ہے مگر بعض افراد سے معلوم ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی بہت ہے۔ منشی تاج دین صاحب نے اپنی رپورٹ کے آخر میں یہ بھی لکھا کہ اس طرف بھی خیال جاتا ہے مرزا غلام احمد ایک معزز خاندان سے ہے اس کے آباؤ اجداد رئیس رہے ہیں اور ان کی آمدنی معقول رہی ہے مرزا غلام احمد خود بھی ملازم رہا ہے گمان گزرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک مال دار شخص ہے اور قابل ٹیکس ہے۔ اس رپورٹ کے ساتھ مکمل مسل مسٹر ایف. ٹی. ڈکسن صاحب کے پاس ڈلہوزی بھجوادی انہوں نے کاغذات دیکھ کر حضور کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور فیصلہ میں لکھا کہ تحصیلدار صاحب کے سامنے مرزا صاحب نے بیان دیا

جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکروفریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دُور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا! تو اس اُمت پر رحم کر۔ آمین۔ (اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 472)

ہے کہ ان کی زمین کی آمدنی پیداوار اور زراعت انکم ٹیکس سے بری ہے کیونکہ یہ تمام آمدنی دینی مصارف میں کام آتی ہے۔ اس شخص کے اظہار نیک نیتی میں مجھے شک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا میں اسے انکم ٹیکس سے بری کرتا ہوں۔ (تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 15)

مقدمہ نمبر (4) مقدمہ حفظ امن

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو مقدمہ مارٹن کلارک میں جو کھلی شکست اور ذلت اٹھانی پڑی اس کی تلافی کیلئے اس نے اپنی مخالفت انتہا کو پہنچا دی۔ اس نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کیلئے ایک نئی راہ نکالی اور ایک تیز دھار چھری لوگوں کو دکھاتے ہوئے عوام کو اُکسانا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب نے لیکھرام کی طرح میری ہلاکت کا بھی انتظام کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اپنی صداقت اور پیشگوئی کو سچا ثابت کرنے کے واسطے مجھے قتل کروائیں اور بٹالہ کے تھانہ میں ڈپٹی کمشنر سے درخواست کی کہ مجھے ایک پستول اور ایک بندوق کا حفاظت جان کے واسطے لائسنس دیا جائے۔ بٹالہ کے تھانہ میں حضرت اقدس کا شدید مخالف ڈپٹی انسپکٹر محمد بخش نامی متعین تھا اس نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو رپورٹ بھجوائی کہ مرزا غلام احمد پادری ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں جب بری ہوا تھا تو کپتان ڈگلس نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ آئندہ کوئی ایسا اشتہار یا پیشگوئی نہ فرمائی جائے جس سے امن کو خطرہ ہو مگر اب پھر مرزا صاحب نے پیشگوئی کر کے خلاف ورزی کی ہے جس سے اندیشہ نقض امن ہے۔ اس رپورٹ اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواست برائے لائسنس پر ڈپٹی کمشنر نے 5 جنوری 1899 کو پیشی رکھ دی۔ اس پر محمد حسین بٹالوی صاحب اور اسکے ہم خیالوں نے مقدمہ جیتنے کیلئے زور شور سے تیاری شروع کر دی۔ حضرت اقدس کو اس بارہ میں ساری اطلاعات مل چکی تھیں مگر حضرت اقدس کو ذرہ بھر تشویش نہ تھی۔ حضور اس مقدمہ کی غرض سے گورداسپور پہنچے اور اپنے خدام سمیت کچہری میں تشریف لے گئے اور 12 بجے تک عدالت کے انتظار میں تشریف فرما رہے۔ محمد حسین بٹالوی صاحب کے وکیل کی درخواست پر مقدمہ کا التوا ہو گیا اور 11 جنوری کی تاریخ مقرر ہوئی۔ 11/جنوری کو حضور دوبارہ گورداسپور تشریف لائے اور عدالت میں پیش ہوئے۔ اس دن فریق مخالف کے بیانات ہوئے اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے بیان دیا کہ میں پنڈت لیکھرام کے قتل سے خوف زدہ ہوں اور اپنی حفاظت کیلئے چھری رکھتا ہوں اور 1898 کے اشتہار سے مرزا صاحب نے مجھے اور خائف کر دیا ہے۔

بعدہٗ حضرت اقدس نے اپنے بیان میں فرمایا کہ پنڈت لیکھرام کی نسبت جو پیش گوئی تھی وہ اسکی رضامندی اور اس کی تحریری درخواست پر کی تھی۔ پنڈت لیکھرام پشاور سے قادیان آکر دو ماہ رہا اور بدزبانی کرتا رہا اور پنڈت لیکھرام نے بھی اپنی طرف سے ایک اشتہار میری نسبت دیا تھا کہ تم تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے مر جاؤ گے اور اس پیشگوئی کو اس نے پہلے شائع کیا۔ بہرحال فریقین کے بیانات کے بعد مکرم سید شبیر حسین صاحب انسپکٹر پولیس نے گواہی دی کہ میں ضلع گورداسپور سے پہلے ضلع لاہور میں بھی انسپکٹر پولیس تھا اور پنڈت لیکھرام کے قتل کے وقت وہاں موجود تھا اور یہ عام قوی شبہ تھا کہ مرزا غلام احمد کا تعلق اس قتل میں تھا۔ لہٰذا ہر دو فریقوں کے بیانات کی رو سے کوئی شبہ نہیں کہ امن کے نقض کا کوئی اندیشہ ہو۔

ان بیانات کے بعد مقدمہ 27/جنوری تک ملتوی ہوا اور دھاریوال مقام سماعت مقرر ہوا۔ اس دوران حضرت اقدس نے اپنے دفاع کی غرض سے ایک مفصل تحریری بیان لکھا اور انگریزی میں طبع کروا کر داخل عدالت کیا جس میں آپ نے اپنی پیشگوئیوں کے واقعات بنسبت مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب، عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی حقیقت تفصیل سے بیان کی اور اس بیان کی تردید کی کہ میرے اشتہار میں کوئی ایسی پیشگوئی نہیں ہے جس سے ان کی جان مال اور عزت کو خطرہ ہو اور بتایا کہ میں ایک شریف اور معزز خاندان سے ہوں اور اپنے خاندان کی اہمیت اپنی جماعت کی حیثیت بیان کی اور خود کو امن اور سلامتی کا پیغامبر بتایا۔

(تبلیغ رسالت، جلد ہشتم، صفحہ 24)

27/جنوری کو حضور 12 بجے عدالت میں تشریف لے گئے حضرت اقدس کی طرف سے پہلے والے وکلاء ہی پیش ہوئے مگر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی طرف سے ایک نئے قانونی مشیر مسٹر ہربرٹ پیروی کیلئے آئے اور انہوں نے عذر پیش کیا کہ ضابطہ کی رو سے ایک ہی وقت میں مقدمہ کی سماعت نہیں ہو سکتی چنانچہ مقدمہ کی تاریخ 14 فروری مقرر ہوئی اور ڈپٹی کمشنر نے اس روز سب سے پہلے حضرت اقدس کا مقدمہ سننے کا حکم دیا اور دوبارہ نوٹس بھیجنے کا حکم دیا گویا سابقہ کارروائی کالعدم قرار دے دی گئی۔ مورخہ 3/فروری 1899 کو حضور اقدس کو بذریعہ رؤیا بشارت دی گئی کہ آپ بری ہونگے اور دشمن ناکام و نامراد رہیں گے۔

(حقیقۃ المہدی، صفحہ 10)

آخر 14/فروری کا دن آن پہنچا اور آپ گورداسپور تشریف لے گئے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب اور اُنکے دوست خوش تھے کہ آج ہمارا حریف عدالت کے کٹہرے میں مجرم قرار پائے گا اور انہیں فتح عظیم حاصل ہوگی مگر حاکم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شائستہ اور متین تحریرات اور اسکے مقابل میں محمد حسین بٹالوی صاحب کے دشنام آلود اشتہارات دیکھے تو حیران رہ گیا اور پولیس کی طرف سے بڑی محنت سے بنایا ہوا مقدمہ خارج کر دیا اور ایک مضمون پر فریقین سے دستخط کروائے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے کوئی کسی کو مباہلہ کیلئے نہ بلاوے ......اور ایک دوسرے کے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔

حضرت اقدس سے مسٹر جے ایم ڈوئی نے مقدمہ خارج کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپ کی نسبت شائع کئے ہیں آپ کو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک قائم ہے۔ خدا کی قدرت یہ مقدمہ جو آپ پر کھڑا کیا گیا تھا آپ اپنی پیشگوئی کے مطابق باعزت طور بری ہوئے اور اسکے برعکس محمد حسین بٹالوی صاحب کی سخت ذلت ہوئی۔

(تاریخ احمدت، جلد دوم، صفحہ 26)

مقدمہ نمبر (5) مقدمہ گوڑ گاؤں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جنوری 1897 میں عیسائیوں کو ایک ہزار روپے کا ایک انعامی اشتہار دیا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ میرا دعویٰ ہے کہ یسوع کی پیشگوئیوں کی نسبت میری پیشگوئیاں اور میرے نشانات زیادہ ہیں۔ اگر کوئی پادری میری پیشگوئیوں کی نسبت یسوع کے نشانات ثبوت کے ساتھ زیادہ دکھلا دے تو میں ایک ہزار روپے نقد دوں گا مگر اس پر کوئی عیسائی میدان میں نہ آیا مگر ایک مسلمان عالم اصغر علی حسین صاحب نے گوڑ گاؤں میں لالہ جوتی پرشاد صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف نالش کی کہ میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں کیونکہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہوں اور اس واسطے میں بھی عیسائی ہوں لہٰذا مجھے مرزا صاحب کے اشتہار کے مطابق ایک ہزار روپے دلائے جائیں۔ اخبار ''عام'' اور ''ست دھرم'' وغیرہ ہندو اخبارات کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے اس پر لمبے چوڑے مخالفانہ نوٹ لکھے۔

خیر مقدمہ کا سمن قادیان پہنچا اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے مکرم مولوی محمد علی صاحبؓ ایم۔اے مکرم مرزا خدا بخش صاحبؓ اور مکرم مرزا افضل بیگ صاحبؓ کو مقدمہ کی پیروی کیلئے گوڑ گاؤں بھجوایا۔ لالہ جوتی پرشاد صاحب نے سرسری کارروائی کے بعد مقدمہ خارج کر دیا اور زبانی کہا کہ یہ مقدمہ تو قابل سماعت نہ تھا مگر میں نے اسے اس خیال سے رکھ لیا تھا کہ اسی بہانہ حضرت مرزا صاحب کی زیارت ہو جائے گی مگر وہ تشریف نہیں لائے لہٰذا اسے ختم کرتا ہوں۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 62)

مقدمہ نمبر (6) مقدمہ مولوی کرم دین

(پہلا مقدمہ از طرف مولوی کرم دین صاحب)

مولوی کرم دین صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ اور حکیم فضل دین صاحب کے نام خطوط لکھے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی کتاب ''سیف چشتیائی'' دراصل مولوی محمد حسن فیضی صاحب کا علمی سرقہ ہے اور مولوی کرم دین

اُن کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا، مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے!

بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں

صاحب نے اسکے ثبوت کے طور پر وہ کارڈ بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بھجوایا جو پیر صاحب نے ان کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا۔ آپ اُن دنوں کتاب نزول المسیح لکھ رہے تھے۔ حضور نے ان خطوط کو اس کتاب میں درج کر دیا۔ ایسا ہی ایڈیٹر اخبار الحکم نے بھی ان کی بناء پر ایک مضمون شائع کیا جس میں ان خطوط کی نقول بھی درج کر دیں۔ جب ان کی اشاعت ہو گئی تو مولوی کرم دین صاحب نے ایک مضمون لکھا جو سراج الاخبار جہلم نے شائع کیا کہ یہ سب خطوط جعلی ہیں میں نے تو مرزا صاحب کی اہلیت کی آزمائش کیلئے دھوکا دیا تھا اور لکھا مرزا صاحب کا تمام کاروبار محض مکروفریب ہے اور آپ اپنے دعویٰ میں کذاب اور مفتری ہیں۔ مولوی کرم دین کے اس مضمون پر حضرت مسیح موعودؑ کو حق تھا کہ ان پر اپنی بریت ثابت کرنے کیلئے عدالت جاتے مگر آپ نے صبر سے کام لیا اور اس انتظار میں رہے کہ مولوی کرم دین صاحب خود اس مضمون کی تردید شائع کر دیں مگر انہوں نے ایک ماہ تک تردید نہ کی جس پر مکرم حکیم فضل دین صاحب مالک ضیاء الاسلام پریس قادیان نے (جنکے نام مولوی کرم دین صاحب نے ابتدائی خطوط لکھے تھے) کرم دین صاحب کے خلاف گورداسپور میں استغاثہ دائر کر دیا۔ اس مقدمہ کی شہادت ہو رہی تھی کہ مولوی کرم دین صاحب نے زیر طبع کتاب ''نزول المسیح'' کے اوراق پیش کئے جس پر حکیم فضل دین صاحب نے مولوی کرم دین صاحب پر دوسرا استغاثہ دائر کر دیا کہ یہ کتاب بحیثیت مالک پریس میری ملکیت تھی جو ابھی باقاعدہ شائع نہیں ہوئی اس لئے یہ مال مسروقہ ہے۔ اور مولوی کرم دین صاحب کا اسے اپنے پاس رکھنا جرم ہے چونکہ مولوی کرم دین صاحب نے مکرم شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم کے خلاف بھی بہت زہر اگلا تھا اس لئے شیخ صاحب نے بھی مولوی کرم دین صاحب پر اور مولوی فقیر محمد صاحب ایڈیٹر سراج الاخبار کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا اور اس طرح مولوی کرم دین صاحب پر تین استغاثے دائر ہو گئے۔ ان استغاثوں کے جواب میں مولوی کرم دین صاحب نے بھی رائے سنسار چند صاحب کی عدالت جہلم میں حضرت مسیح موعودؑ اور مکرم عبداللہ کشمیری صاحب و شیخ یعقوب علی تراب صاحب کے نام استغاثہ دائر کر دیا اس مقدمہ پر حضور اور صحابہ کے نام وارنٹ جاری ہوئے اور پیشی کی تاریخ 17 جنوری 1903 مقرر ہوئی اس مقدمہ پر مخالف اخبارات نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

سفر جہلم کی تیاری سے قبل اوّل چیز کتاب ''مواہب الرحمٰن'' کی طباعت تھی جس میں یہ پیشگوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس مقدمہ میں کامیاب وکامران فرمائے گا۔ یہ کتاب 15 جنوری کو چھپ کر تیار ہو گئی حضرت اقدس علیہ السلام جہلم کیلئے روانہ ہو کر مقررہ تاریخ کو جہلم پہنچے اور سہ پہر تین بجے کمرہ عدالت میں تشریف لائے اور مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی حضور اقدس کے وکلاء کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا کہ قانونی رو سے مولوی کرم دین صاحب کو دعویٰ دائر کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ یہ متوفی کے قریبی رشتہ دار نہیں ہیں بالآخر مجسٹریٹ نے 19 رجنوری کو فیصلہ کا دن مقرر کیا اور کہا اب فریقین کو جہلم میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں وکلا کی نگرانی میں فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ اس پر حضور اقدس واپس قادیان تشریف لے آئے۔ عدالت نے حسب اعلان 19 رجنوری 1903 کو فیصلہ سناتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کو بری کر دیا اور مولوی کرم دین صاحب کے استغاثہ جات خارج کر دیئے اور اس فیصلہ پر تحریر کیا کہ محمد حسن فیضی صاحب کی بیوہ اور اولاد کی موجودگی میں مولوی کرم دین صاحب کو استغاثہ دائر کرنے کا قانوناً کوئی حق حاصل نہیں ہے اس فیصلہ پر مولوی کرم دین صاحب نے سیشن جج جہلم کی عدالت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، حکیم فضل دین صاحب، مولوی عبد اللہ صاحب اور ایڈیٹر اخبار الحکم کے خلاف نگرانی دائر کی مگر اسے بھی خارج کر دیا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپکے رفقاء باعزت بری ہوئے۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 261)

مقدمہ نمبر (7) مقدمہ مولوی کرم دین

مولوی کرم دین صاحب کو اپنے پہلے مقدمہ میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ اور حکیم فضل دین صاحب مالک ضیاء الاسلام پریس قادیان کے خلاف جنوری 1903 کو دوسرا فوجداری مقدمہ رائے سنسار چند صاحب مجسٹریٹ جہلم کی عدالت میں دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''مواہب الرحمٰن''، صفحہ 129 کے ان الفاظ کی بنا پر تھا جس میں ان کیلئے کذاب، لئیم اور بہتان عظیم کے الفاظ استعمال کئے تھے اور انہوں نے عدالت میں بیان دیا کہ مرزا صاحب کی اس کتاب میں جو مطبع ضیاء الاسلام پریس میں چھپی ہے جس کے مالک حکیم فضل دین صاحب ہیں یہ الفاظ میری بابت درج کئے گئے ہیں اور یہ ہتک آمیز الفاظ ہیں گویا مجھے کافر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ خبر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ''یہ استغاثہ ہم پر نہیں اللہ تعالیٰ پر معلوم ہوتا ہے...... میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا زورآور حملوں سے سچائی ظاہر کر دے گا تا کہ قتل کے مقدمہ کی حسرتیں رہ نہ جائیں کہ کیوں چھوٹ گیا۔'' (الحکم 14 رفروری 1903)

مقدمہ ابھی ابتدائی مراحل میں تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کی بابت خبر دینا شروع کر دی تھی مقدمہ جہلم سے منتقل ہو کر گورداسپور آ گیا اس عدالت کا مجسٹریٹ ایک کٹر اور متعصب آریہ لالہ چندو لال تھا۔ ماہ اگست 1903 کو گوردسپور میں اس مقدمہ کی پیشی ہوئی اور حضرت اقدس کی طرف سے درخواست پیش کی گئی کہ عدالت مرزا صاحب کی اصالتاً حاضری کو معاف فرمائے مگر درخواست رد ہو گئی۔ اکتوبر 1903 کو سماعت کے دوران مولوی کرم دین صاحب نے عدالت میں بیان دیا کہ میں اعوان قوم کا ممتاز فرد ہوں اور حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہوں جو فقرہ جات میرے متعلق اس کتاب میں استعمال کئے گئے ہیں یہ میری سخت بے عزتی ہے۔ نومبر 1903 کو پھر اس مقدمہ کی سماعت ہوئی اور مولوی کرم دین صاحب نے متعدد بیان دیئے اور گورنمنٹ کی نظر میں اپنی عزت اور اکرام کا ذکر کیا اور اس بات کا انکار کیا کہ اخبار ''سراج الاخبار'' میں جو مضمون شائع ہوا ہے وہ میرا نہیں اور میں نے حکیم فضل دین صاحب کو کوئی خط نہیں لکھا انہی ایام میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی بطور گواہ پیش ہوئے اور بیان دیا کہ میں مولوی کرم دین صاحب کو عالم مولوی اور مسلمانوں کا لیڈر سمجھتا ہوں لئیم سخت حقیر کلمہ ہے ان کے بعد مولوی محمد علی صاحب کی گواہی ہوئی آپ نے مختلف لغات اور تراجم قرآن سے کذاب اور لئیم کے معنی واضح کئے۔ دسمبر 1903 میں حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی کرم دین صاحب کی جرح کے جواب میں اپنے مخصوص عقائد کی ایک فہرست عدالت میں داخل فرمائی جس میں حضور نے اپنا مؤقف رکھا اور فرمایا کہ ''میں مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود اور امام الزمان اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں۔''

(رسالہ الفرقان جولائی 1942)

14 رجنوری 1904 کو گورداسپور میں پھر سماعت تھی مگر حضور اقدس اپنی بیماری کی وجہ سے عدالت میں حاضر نہ ہوئے اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر آپکو عدالت میں حاضری سے ایک ماہ کی رخصت ملی۔ مقدمہ انتہائی نازک صورت اختیار کر گیا تھا کیونکہ مقدمہ مجسٹریٹ لالہ چندو لال صاحب کی عدالت میں تھا اور وہ کھلم کھلا دشمنی پر اتر آیا تھا۔ لالہ چندو لال یہ منصوبہ کر چکا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خواہ ایک دن کیلئے ہی سہی ضرور نظر بند کیا جائے مگر مجسٹریٹ کی یہ ناپاک سازش ناکام ہوئی۔ اس تعلق سے آریوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں مجسٹریٹ کو زور دیا گیا کہ یہ ہمارے لیڈر پنڈت لیکھرام کا قاتل ہے اور اب وہ آپ کے ہاتھ میں شکار ہے اور ساری قوم کی نظر آپ کی طرف ہے اب آپ نے شکار کو ہاتھ سے جانے دیا تو آپ قوم کے دشمن ہوں گے۔ جس پر لالہ چندو لال صاحب نے جواب دیا میرا بس چلے تو مرزا صاحب اور انکے جتنے ساتھی ہیں انکو جہنم میں پہنچا دوں مگر میرا بس نہیں چل رہا مگر اب میں پوری کوشش کروں گا کہ اس پیشی میں عدالت کی کارروائی عمل میں لاؤں (یعنی بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کر کے حوالات میں دینا) منشی محمد حسین صاحب جو سلسلہ کے مخالف تھے اور گورداسپور کی عدالت میں محرر تھے وہ بھی اپنے ایک آریہ دوست کے ساتھ میٹنگ کی جگہ پر گئے ہوئے تھے۔ وہ خود تو میٹنگ میں شامل نہ تھے مگر اپنے

> شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر اُن کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میرے نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی اسمٰعیل نے شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مر گیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مر گیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مر گیا۔ (تحفہ گولڑویہ رُوحانی خزائن جلد 17 صفحہ 45)

آریہ دوست کی وجہ سے ایک طرف ہو کر میٹنگ سنتے رہے اور انہوں نے آکر ڈاکٹر میر محمد اسماعیل خان صاحب کو سارا واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک میں سلسلہ کا مخالف ہوں مگر میں کسی معزز خاندان کو ہندوؤں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ حضور گورداسپور آئے تو آپ نے مکرم ڈاکٹر میر محمد اسماعیل خان صاحب کو اپنے کمرہ میں بلوایا اور فرمایا کہ میں نے آپکو اس لئے بلایا ہے کہ وہ واقعہ سنوں جو آریوں کی میٹنگ میں میرے خلاف ہوا اس پر آپ نے واقعہ سنایا۔ جب آپ شکار کے لفظ پر پہنچے تو یکلخت حضور اُٹھ کر بیٹھ گئے آپ کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا، آپؑ نے فرمایا میں اسکا شکار ہوں! میں شکار نہیں ہوں، میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر! وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے! یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ کمرہ کے باہر بھی سب لوگ چونک اُٹھے۔

مجسٹریٹ صاحب ہر مرحلہ پر مخالفانہ روش کا مظاہرہ کرتے آرہے تھے۔ اس بناء پر حضورؑ کی طرف سے مقدمہ کے انتقال کی درخواست کی گئی جو نامنظور ہو گئی اور مقدمہ پھر لالہ چندولال صاحب کی عدالت میں آگیا اور مقدمہ نے انتہائی نازک صورت اختیار کر لی اس دوران گورداسپور میں حضور کی صحت خراب ہو گئی اور صحت کی خرابی کی وجہ سے آپ ایک ماہ مقدمہ میں حاضر نہ ہو سکے مقدمہ کی سماعت ہوتی رہی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے مکرم خواجہ کمال الدین صاحب اور مکرم مولوی محمد علی صاحب وکالت کرتے رہے۔

آخر لالہ چندولال صاحب نے 10 اپریل 1904 کی تاریخ رکھی تا کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی علالت کی چھٹی کے بعد از خود عدالت میں حاضر ہوں اور وہ اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور حضور اقدس کو نظر بند کرنے میں کامیاب ہو مگر عین وقت پر جب کہ مظالم کا پیمانہ انتہا کو پہنچ چکا تھا اور سلسلہ کے دشمن متحد ہو کر اپنے بد ارادوں کو عملی شکل میں دیکھنے کو تیار بیٹھے تھے۔ خدا کی غیرت اپنے مامور کی نصرت کیلئے جوش میں آئی۔ ہوا یہ کہ لالہ چندولال صاحب کو مجسٹریٹ کے عہدہ سے معزول کر کے بطور منصف ملتان بھجوا دیا گیا اور پھر کچھ عرصہ بعد پنشن پا کر لدھیانہ آئے اور یہاں انکی حالت بہت خراب ہو گئی اور دماغی خرابی میں مبتلا ہوئے اور آخر اس دنیا سے کوچ کر گئے لالہ چندولال صاحب کی تنزلی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان تھا۔ کیونکہ اسکے متعلق آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ ایک دفعہ مقدمہ کے دوران چند غیر احمدیوں نے حضور سے عرض کیا کہ حضور لالہ چندولال صاحب کا ارادہ آپ کو قید کرنے کا ہے آپ دری پر لیٹے ہوئے تھے، اٹھ بیٹھے اور فرمایا میں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا۔

(الحکم 14/ جولائی 1935)

لالہ چندولال صاحب کی جگہ جو مجسٹریٹ آیا وہ بھی متعصب ہندو تھا جس کا نام مہتہ آتمارام تھا اس نے پہلے مجسٹریٹ سے بھی بڑھ کر متعصّبانہ رویہ اختیار کیا اور ہندوؤں اور عیسائیوں کا آلہ کار بن کر کھلم کھلا تعصب کا مظاہرہ کیا اور جلد جلد تاریخیں ڈالنا شروع کر دیں جس پر حضور کو متعدد بار گورداسپور کا سفر اختیار کرنا پڑا اور محض عداوت اور بغض کی وجہ سے مقدمہ لمبا کر دیا اور لفظ مکذب پر جرح ہوتی رہی۔ تاریخیں جلد جلد پڑنے کی وجہ سے حضور نے گورداسپور میں ہی قیام کا فیصلہ کر لیا اس دوران صورت حال دیکھ کر بعض نیک دل لوگوں نے فریقین میں صلح کر وانے کی کوشش کی اور ایک وفد مولوی کرم دین صاحب کو آمادہ کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا صلح کی صورت صرف ایک ہی ہے کہ مولوی کرم دین صاحب اقرار کر لیں کہ یہ خطوط ان کے ہیں جن کا عدالت میں انہوں نے انکار کیا تھا تب تک کوئی صفائی نہیں وفد نے کہا حضور حکام کی نظر اچھی نہیں آپ نے فرمایا حکام کیا کریں گے مجھے سزا دے دیں گے اور کیا کریں گے یہ سن کر وفد واپس چلا گیا اور مصالحت کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔

(تبلیغ رسالت، جلد 10، صفحہ 44)

مقدمہ کی کارروائی پھر سے شروع ہو گئی غرض لمبی چوڑی عدالتی کارروائی کے بعد لالہ مہتہ آتمارام صاحب نے پہلے فیصلہ سنانے کی تاریخ یکم ستمبر 1904 رکھی تھی مگر بعد میں اس تاریخ کی بجائے 8/ اکتوبر کو فیصلہ سنایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 500 روپئے اور مکرم حکیم فضل دین صاحب کو دوصد روپئے جرمانہ کیا اور بصورت دیگر عدم ادائیگی چھ چھ ماہ قید کی سزا دی۔ فیصلہ کے وقت پولیس کا پورا انتظام تھا 8/ اکتوبر چونکہ ہفتہ کا دن تھا اور مجسٹریٹ نے خاص منصوبہ کے تحت یہ دن مقرر کیا تھا کہ اگلے دن تعطیل تھی اور فیصلہ بھی عدالت کے برخاست ہونے سے چند منٹ پہلے سنایا تا کہ حضرت اقدس کی طرف سے جرمانہ کی فوری ادائیگی نہ ہو پائے اور آپؑ ہفتہ اور اتوار جیل میں رہیں مگر خدا تعالیٰ نے حضور کے خدام کے دل میں تحریک ڈالی کہ فیصلہ کے دن روپئے ساتھ لیکر جائیں بلکہ مکرم نواب محمد علی خان صاحب نے تو نوصد روپئے احتیاط کے طور پر فیصلہ سے ایک روز قبل ہی گورداسپور بھجوا دیئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی فیصلہ سنایا گیا مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے اس رقم سے جرمانہ کی رقم اسی وقت نکال کر ادا کر دی اور اس طرح لالہ مہتہ آتمارام صاحب اور اسکے ساتھیوں کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

لالہ مہتہ آتمارام صاحب بھی لالہ چندو لال کی طرح قہر الٰہی سے نہ بچ سکا اور خدا کے مامور سے اس نے جو ظالمانہ سلوک روا رکھا اس کی پاداش میں مقدمہ کے دوران ہی اس کے دو لڑکے حضرت اقدس کی پیشگوئی کے مطابق وقفہ وقفہ سے 20-25 روز میں ہی مر گئے اور اس غم میں وہ نیم پاگل ہو گیا اور انکے گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ حضور پر بذریعہ کشف ظاہر کیا گیا تھا کہ آتمارام صاحب اپنی اولاد کے ماتم میں مبتلا ہوں گے اور آپ نے یہ کشف پہلے اپنی جماعت کو سنا بھی دیا تھا۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ 121، 122)

مورخہ 5/ نومبر 1904 کو مسٹر اے. ای ہری صاحب ڈویژنل جج امرتسر کی عدالت میں اس فیصلہ کے خلاف مولوی کرم دین صاحب کی طرف سے اپیل کی گئی اور مخالف کی طرف سے سرکاری وکیل جرح کیلئے مقرر ہوا۔ خدا تعالیٰ کی بشارت کے مطابق 7/ جنوری 1905 کو ڈویژنل جج امرتسر نے حضرت اقدس کو ہر الزام سے بری قرار دے دیا اور مولوی کرم دین صاحب کے عذرات کو رد کر دیا اور فیصلہ میں لکھا افسوس ہے کہ فیصلہ ابتدائی مراحل میں ہی ختم ہو جانا چاہئے تھا بلا وجہ وقت ضائع کیا گیا لہٰذا ہر دو ملزمان یعنی مرزا غلام احمد اور حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں اور ان کا جرمانہ واپس دیا جائے گا مورخہ 24/ جنوری کو سرکاری خزانہ سے جرمانہ کی رقم واپس ادا کر دی گئی۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 277)

پس یہ سات مقدمات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کی طرف سے کئے گئے تھے ان میں مخالفین نہایت ذلیل و رسوا ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت روز روشن کی طرح آشکار ہوئی مخالفین نے تو اپنی طرف سے کوئی دقیقہ آپ کو رسوا کرنے کا نہ چھوڑا مگر خدا تعالیٰ کی تائید ہمیشہ آپؑ کے ساتھ رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم پہنچایا یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک پیشگوئی ہے نہ عوام کی طرح معمولی سلام اور پیشگوئی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بشارت دیتے ہیں کہ جس قدر مخالفین کی طرف سے فتنے اُٹھیں گے اور کافر اور دجال کہیں گے اور عزت اور جان کا ارادہ کریں گے اور قتل کیلئے فتوے لکھیں گے خدا ان سب باتوں میں ان کو نامراد رکھے گا اور تمہارے شامل حال سلامتی رہے گی اور ہمیشہ کیلئے عزت اور بزرگی اور قبولیت اور ہر یک ناکامی سے سلامتی صفحہ دنیا میں محفوظ رہے گی جیسا کہ السلام علیکم کا مفہوم ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 131 حاشیہ)

نیز فرمایا: ''ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کیلئے منصوبہ کیا گیا ...... ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے۔''

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 354)

پس یہ ساتوں مقدمات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفین کے مقابلہ میں تائید و نصرت اور صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق و محبت

اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی دُکھا۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 52)

نظامِ وصیت صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان نشان

(تبریز احمد ظفر درّانی، مبلغ سلسلہ، شعبہ نور الاسلام قادیان)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1905ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے متواتر وحی کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ آپ کی وفات کا زمانہ قریب ہے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ اس رسالہ میں جہاں آپ نے اپنی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کے نظام کے قیام کی پیشگوئی فرمائی اور فرمایا کہ یہ نظام قیامت تک جماعت میں قائم رہے گا۔ اسکے ساتھ ساتھ آپ نے وصیت کا نظام جاری فرمایا اور اس کیلئے چند شرائط مقرر فرمائیں اور فرمایا جو شخص اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کے کم از کم 1/10 حصہ کی وصیت کرے گا وہ اس نظام میں شامل ہوگا اور بہشتی مقبرہ میں بعد وفات دفن کیا جائے گا۔ وصیت سے حاصل ہونے والی رقوم اشاعت اسلام کے کام پر خرچ ہونگی۔

حضور علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپکی قبر کی جگہ بھی دکھلائی گئی اور جماعت کے برگزیدہ لوگوں کی قبر کی جگہ بھی دکھلائی گئی۔ اسبارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اُس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 316)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قبرستان کیلئے جسکا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اپنے باغ کے قریب کی زمین جو آپ کی ملکیت تھی مختص کی۔ حضورؑ نے اس مقبرہ میں دفن ہونے والے خواہشمند احباب کیلئے چند شرائط مقرر فرمائیں اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی وحی خفی نے اسطرف میری توجہ کو مائل کیا ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اِس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اِس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین 3 شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔

(1) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے...... سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اِن مصارف کیلئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض اُنہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے......(2) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اِس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدائت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیّت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا......(3) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔ (4) ہر ایک صالح جو اُس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 318 تا 320)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی اس انتظام کو بدعت نہ سمجھے بلکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: ”کوئی نادان اِس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 321)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت میں شامل ہونے والوں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے والوں کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور بڑی تضرع کے ساتھ دعائیں بھی کیں۔ چنانچہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں: ”اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یاربّ العالمین۔

پھر مَیں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہوچکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یاربّ العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یاربّ العالمین۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 316 تا 318)

نظام وصیت اور نظام خلافت

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں جہاں پر نظام وصیت کا ذکر فرمایا وہیں پر اس رسالہ کے شروع میں اپنی وفات کے بعد جماعت میں نظام خلافت کے قیام کی عظیم الشان پیشگوئی فرمائی اور فرمایا کہ اسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ چنانچہ جس طرح آپ کی زندگی میں وصیت کا نظام جاری ہوا آپکی وفات کے بعد جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ نظام خلافت اور نظام وصیت کا اس رسالہ میں ایک

جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدّد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہئے یہ پیچ وتاب کیوں ہے؟

مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدّد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہئے یہ پیچ وتاب کیوں ہے؟ اور کیوں ان کو بُرا لگا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی حجّت پُوری کرنے کیلئے ایک شخص کو مامور کر دیا ہے لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ حال کے اکثر مسلمانوں کی ایمانی حالت نہایت ردّی ہوگئی ہے اور فلسفہ کی موجودہ زہر نے ان کے اعتقاد کی بیخ کنی کر دی ہے ان کی زبانوں پر بے شک اسلام ہے لیکن دل اسلام سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ خدائی کلام اور الٰہی قدرتیں اُن کی نظر میں ہنسی کے لائق ہیں۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 376)

ساتھ ذکر فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305 تا 306)

نظام خلافت کا سلسلہ جیسا کہ حضور نے فرمایا قیامت تک جاری و ساری رہنے والا ہے اور اس کے ساتھ نظام وصیت کا سلسلہ بھی تا قیامت جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کو ایسے وفا شعار اور مخلصین اور کامل الایمان افراد عطا کرتا رہے گا جو اس بابرکت نظام میں شامل ہوتے رہیں گے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے اور خلافت کے زیر سایہ قیامت تک مخلصین سلسلہ اس بابرکت نظام وصیت میں شامل ہوتے رہیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نظام وصیت اور نظام خلافت کے آپس کے تعلق کے بارہ میں فرماتے ہیں: ”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں۔“

(خطبہ جمعہ 6 اگست 2004ء)

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک پیغام میں فرماتے ہیں: ”یہ بھی یاد رکھیں کہ نظام وصیت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کے نظام کو جاری فرمایا وہاں آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ میری وفات کی خبروں سے غمگین مت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ایک دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔

آپؑ فرماتے ہیں: تم میری اس بات سے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔ پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔“ (پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، الفضل انٹرنیشنل 29 جولائی 2005ء، صفحہ 2)

غرض نظام خلافت اور نظام وصیت انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جماعت میں تا قیامت قائم رہنے والے ہیں۔ ان دونوں نظاموں کا جماعت میں تا قیامت قائم و دائم رہنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

نظام وصیت اور نظام نو

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1942ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر 27 دسمبر کو جو خطاب فرمایا اور جو نظام نو کے نام سے شائع شدہ ہے، اس میں آپنے فرمایا کہ آئندہ دنیا کا نظام، نظام وصیت ہی ہوگا اور اسی کے ذریعہ ہر فرد بشر کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ دنیا میں نئے نظام خدا تعالیٰ کے انبیاء ہی لایا کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جنکے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے، جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی، وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جسکی بنیاد الوصیت کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔“

(نظام نو، انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 601)

آپ نے اس خطاب میں اسلامی نظام کے کام کرنے کا طریقہ بیان فرمایا اور اسکے چار نکات بیان فرمائے۔ چنانچہ آپ نظام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اسلامی سکیم کے اہم اصول یہ ہیں: (اول) سب انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ (دوم) مگر اس کام کو پورا کرتے وقت انفرادیت اور عائلی زندگی کے لطیف جذبات کو تباہ نہ ہونے دیا جائے۔ (تیسرے) یہ کام مالداروں سے طَوعی طور پر لیا جائے اور جبر سے کام نہ لیا جائے۔ (چوتھے) یہ

اگر یہ تمام مولوی اور اُن کے سجادہ نشین اور ان کے ملہم اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا

اس جگہ الہام الٰہی بارش کی طرح برس رہا ہے آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ شریر مولوی کب تک اور کہاں تک انکار کریں گے۔ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور اُن کے سجادہ نشین اور ان کے ملہم اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ میری فتح ہو۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رُ.خ.ج.11، صفحہ 341)

نظام ملکی نہ ہو بلکہ بین الاقوامی ہو۔ آج کل جس قدر تحریکات جاری ہیں وہ سب کی سب ملکی ہیں مگر اسلام نے وہ تحریک پیش کی ہے جو ملکی نہیں بلکہ بین الاقوامی ہے۔

اسلامی تعلیم کی ساری خوبی ان چاروں اصول میں مرکوز ہے۔ اگر یہ چاروں اصول کسی تحریک میں پائے جاتے ہوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ تحریک سب سے بہتر اور سب تحریکات سے زیادہ مکمل ہے۔ اب میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان چاروں مقاصد کو اس زمانہ کے مامور، نائب رسول اللہؐ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے کس طرح پورا کیا اور کس طرح اسلامی تعلیم کے عین مطابق دنیا کے ایک نئے نظام کی بنیاد رکھ دی۔ یہ بالشوزم، سوشلزم اور نیشنل سوشلزم کی تحریکیں سب جنگ کے بعد کی پیدائش ہیں۔ ہٹلر جنگ کے بعد کی پیدائش ہے، مسولینی جنگ کے بعد کی پیدائش ہے اور سٹالن جنگ کے بعد کی پیدائش ہے۔ غرض یہ ساری تحریکیں جو دنیا میں ایک نیا نظام قائم کرنے کی دعویدار ہیں۔ 1919ء اور 1921ء کے گرد چکر لگا رہی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے مامور نے نئے نظام کی بنیاد 1905ء میں رکھ دی تھی اور وہ ’’الوصیت‘‘ کے ذریعہ رکھی تھی۔‘‘

(نظام نو، انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 588)

اسی طرح آپؓ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اب آئندہ زمانے میں دنیا کا نظام نظام وصیت ہی ہوگا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں: ’’اگر اسلامی حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے، ساری دنیا کو کپڑے پہنانا ہے، ساری دنیا کی رہائش کیلئے مکانات کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی بیماریوں کیلئے علاج کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کیلئے تعلیم کا انتظام کرنا ہے تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہئے جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں اور آپ فرماتے ہیں ان وصایا سے جو آمد ہوگی ’’وہ ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے‘‘ خرچ ہوگی۔ (شرط نمبر 2)

اسی طرح ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور اِن اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔ (شرط نمبر 2)

یعنی اسلام کی تعلیم کو دنیا میں قائم اور راسخ کرنے کے لئے جس قدر امور ضروری ہیں اور جن کی تعبیر کرنا قبل از وقت ہے ہاں اپنے زمانہ میں کوئی اور شخص ان امور کو کھولے گا ان تمام امور کی سرانجام دہی کیلئے یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ آپ صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے اور جسکی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے اس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اسکا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں جن کو ابھی بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں، امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام ’’الوصیت‘‘ میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ ’’الوصیت‘‘ کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔‘‘

(نظام نو، انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 589 تا 590)

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو یہ ہر فرد بشر کی ضروریات کو پورا کرنے والا نظام ہوگا اور دنیا کا نیا نظام نظام وصیت کا ہونا اور ہر فرد بشر کی ضروریات کو پورا کرنا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ’’جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا اِنْشَاءَ اللّٰہُ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی، اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اسکے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اسکا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا‘‘

(نظام نو، انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 600)

آج وصیت کے نظام کو جاری ہوئے 110 سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کے 212 ممالک میں پھیل چکی ہے اور دنیا بھر کے احمدی مسلمان وصیت کر کے اس بابرکت نظام میں شامل ہو رہے ہیں۔ ایک مزدور پیشہ شخص بھی مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام میں شامل ہو رہا ہے۔ تو دوسری طرف ایک مالدار شخص بھی اس نظام کا حصہ بن رہا ہے۔ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں رہنے والا احمدی مسلمان اس نظام میں شامل ہو رہا ہے، تو امریکہ و یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والا احمدی بھی اس بابرکت نظام میں شامل ہو رہا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نظام وصیت میں شامل ہونے والے افراد جماعت کی تعداد سوا لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ ہر احمدی جو نظام وصیت میں شامل ہوتا ہے وہ صداقت مسیح موعود کا نشان ہے۔ آج قادیان کے علاوہ ربوہ میں بہشتی مقبرہ موجود ہے اسکے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں مقبرہ موصیان ہیں۔

آج نظام وصیت کے ذریعہ حاصل ہونے والے اموال کے ذریعہ ساری دنیا میں اشاعت اور تعلیم القرآن کا کام چل رہا ہے اس کے علاوہ خدمت انسانیت کا کام بھی نظام وصیت کے تحت ہو رہا ہے۔ یہ نشان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اسلام احمدیت کے غلبہ کے دن دکھلائے اور جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دنیا کا نیا نظام الوصیت میں موجود ہے، دنیا میں الوصیت کا نظام جاری ہو۔ آمین!

......☆......☆......☆......

آؤ ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو

اَے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کیلئے کھڑا ہوں اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور بے شک وہ قادر موجود ہے اور وہ ہمیشہ صادقوں کی حمایت کرتا ہے۔ سو ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا خدا ضرور اس کی حمایت کریگا۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص خدا کی نظر میں ذلیل ہے وہ اس جنگ کے بعد ذلت دیکھے گا اور جو اس کی نظر میں عزیز ہے وہ عزت پائے گا۔ (انجام آتھم، خدا کا فیصلہ، رُوحانی خزائن جلد 11 صفحہ 42)

حدیث نبوی ﷺ

حضرت شُریحؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزّت کرے اور ایک دن رات سے تین دن رات تک اُسے مہمان رکھے۔ اگر اس سے زائد عرصہ مہمان اسکے پاس ٹھہرتا ہے اور وہ اس کی مہمان نوازی کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ اور نیکی کی بات ہوتی ہے اور مہمان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ بلا اجازت اسکے ہاں ٹھہرا رہے اور میزبان کو تکلیف میں ڈالے۔

(ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی الضیافۃ، مسند احمد، جلد 3، صفحہ 37)

جلسہ سالانہ قادیان 2018 مبارک ہو!

طالب دعا: ناصر احمد شاہ

C/O H.B. SHAH LAL, MARKET ROAD, GANGTOK, SIKKIM

حدیث نبوی ﷺ

جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے اگر روزے سے ہے

تو حمد و ثنا اور دعا کرتا رہے اور معذرت کرے اور اگر روزہ دار نہیں تو جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ خوشی سے کھائے۔

(مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابۃ الداعی الیٰ دعوۃ)

جلسہ سالانہ قادیان 2018 مبارک ہو!

طالب دعا:

DHANU SHERPA (DEW DAMTHANG, DISTT. NAMCHI) SIKKIM

پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت منداور بھوکے ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کیلئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا۔ حضور! میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارات کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچّوں کے کھانے کیلئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو، پھر چراغ جلاؤ اور جب بچّوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپ تھپا کر اور بہلا کر سُلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا۔ بچوں کو (بھوکا ہی) سُلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تا کہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنسا۔ اسی واقعہ کے ضمن میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورتمند اور بھوکے ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام موسوی اور محمدی سلسلہ میں مشابہت کی روشنی میں

(سلیق احمد نائک، مبلغ سلسلہ، نظارت علیاء قادیان)

ماموریں و مرسلین کی آمد کے وقت اللہ تعالیٰ عوام الناس پر اتمام حجت اور صداقت کی شناخت کیلئے معقولی و منقولی دلائل کی بارشیں برساتا ہے۔ فی زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کی بعثت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق ہر ممکن طریق سے لوگوں کی ہدایت کے سامان فرمائے اور اس فرستادہ کی شناخت کیلئے سعادت مند ارواح اور سعید الفطرت نفوس کی خاطر عقل و نقل کے سارے دلائل کا انکشاف اور ظہور فرمایا۔

دلائل کے اعتبار سے کتاب اللہ یعنی قرآن کریم کی شہادت درجہ اوّل رکھتی ہے۔ چنانچہ جب ہم قرآن کریم کی روشنی میں مندرجہ بالاعنوان کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو پرکھتے ہیں تو قرآن کریم میں ہمیں یہ آیت ملتی ہے: اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا (المزمل:16) یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا، اس سے مماثلت ناقصہ مراد نہیں بلکہ مماثلت تامہ مراد ہے کیونکہ اگر عمومی اور ناقص مماثلت مراد لی جائے تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی خصوصیت باقی نہیں رہتی وجہ یہ کہ ایسی مماثلت والے بہت سے نبی ثابت ہونگے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تلوار بھی اٹھائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جنگیں بھی لڑیں اور غیر معمولی فتوحات بھی حاصل کی مگر وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے۔

غرض ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیت اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب مماثلت سے مماثلت تامہ مراد ہو۔ پس مذکورہ بالا آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کی آپسی مشابہت دراصل مماثلت تامہ ہی ہے۔

اسی طرح اس مماثلت کے بارے میں اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور:56) ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کیلئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اب پانچویں اور زبردست شہادت میں اَور پیش کرتا ہوں اور وہ سورہ نور میں وعدہ استخلاف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ (النور:56) فرمایا کہ ’’اس آیت میں وعدہ استخلاف کے موافق جو خلیفے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلسلہ میں ہوں گے وہ پہلے خلیفوں کی طرح ہوں گے۔ اسی طرح قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مثیل موسیٰ فرمایا گیا ہے۔ جیسے فرمایا: اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا (المزمل:16) اور ’’آپ مثیل موسیٰ استثناء کی پیشگوئی کے موافق بھی ہیں۔ پس اس مماثلت میں جیسے کَمَا کا لفظ فرمایا گیا ہے ویسے ہی سورہ نور میں کَمَا کا لفظ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت اور مماثلت تامّہ ہے۔ موسوی سلسلہ کے خلفاء کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہو گیا تھا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ و قوت کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو اور اس کے قلب اور قدم پر ہو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اس امر کی اَور دوسری شہادتیں اور تائیدیں نہ بھی پیش کرتا تو یہ سلسلہ مماثلت بالطبع چاہتا تھا کہ چودھویں صدی میں عیسوی بروز آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی امت میں ہو ورنہ آپ کی مماثلت میں معاذ اللہ ایک نقص اور ضعف ثابت ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس مماثلت کی تصدیق اور تائید فرمائی بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا کہ مثیل موسیٰ، موسیٰ سے اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تر ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں: ’’حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ قرآن شریف کے اِحیاء کیلئے آیا ہے اور اس تکمیل کیلئے آیا ہے جو تکمیل اشاعتِ ہدایت کہلاتی ہے۔‘‘

پھر مسیح موسوی اور مسیح محمدی سلسلہ میں ایک اور مماثلت کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اور یہ اسی کے موافق ہے جیسے مسیح نے کہا تھا کہ میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میرا ایک کام یہ بھی ہے تکمیل اشاعت ہدایت کروں۔‘‘

فرمایا کہ ’’علاوہ بریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو آفتیں پیدا ہوگئی تھیں اسی قسم کی یہاں بھی موجود ہیں۔ اندرونی طور پر یہودیوں کی حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ اور تاریخ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ توریت کے احکام انہوں نے چھوڑ دیئے تھے اور اس کی بجائے طالمود اور بزرگوں کی روایتوں پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں میں بھی ایسی ہی حالت پیدا ہوگئی ہے۔ کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کی بجائے روایتوں اور قصّوں پر زور مارا جاتا ہے۔‘‘

پھر فرماتے ہیں: ’’ان سب کے علاوہ ایک اور سرّ بھی ہے جو مماثلت کو مکمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح اخلاقی تعلیم پر زور دیتے تھے اور موسوی جہادوں کی اصلاح کرنے آئے تھے۔ انہوں نے کوئی تلوار نہیں اٹھائی۔ مسیح موعود کیلئے بھی یہی مقرر تھا کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو تعلیم کی عملی سچائیوں سے قائم کرے اور اس اعتراض کو دور کرے جو اسلام پر اسی رنگ میں کیا جاتا ہے کہ وہ تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے۔ یہ اعتراض مسیح موعود کے وقت میں بالکل اٹھا دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلام کے زندہ برکات اور فیوض سے اس کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرے گا اور اس سے یہ ثابت ہوگا کہ جیسے آج اس ترقی کے زمانہ میں بھی اسلام محض اپنی پاک تعلیم اور اس کے برکات اور ثمرات کے لحاظ سے مؤثر اور مفید ہے ایسا ہی

چار امور میں مقابلہ کا زبردست چیلنج

میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حَکَم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو...... خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔

(ا) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اسکا مقابلہ کر سکے۔

ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مفید اور مؤثر پایا گیا ہے کیونکہ یہ زندہ مذہب ہے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آنے والے مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا یضع الحرب۔ وہ لڑائیوں کو اٹھا دے گا۔ اب ان ساری شہادتوں کو جمع کرو اور بتاؤ کہ کیا اس وقت ضرورت نہیں کہ کوئی آسمانی مرد نازل ہو؟ جب یہ مان لیا گیا کہ صدی پر مجدد آنا ضروری ہے تو اس صدی پر مجدد تو ضرور ہو گا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مماثلت موسیٰ علیہ السلام سے ہے تو اس مماثلت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح ہو کیونکہ مسیح چودھویں صدی پر موسیٰ کے بعد آیا تھا اور آجکل چودھویں صدی ہے۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 360، مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ اور سلسلہ اسلامیہ کی تواریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مماثلت کی قرآنی پیشگوئی کے عین مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور سے لیکر آج تک دونوں سلسلوں کی مشابہت واضح اور نمایاں ہیں۔

اوّل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مثیل موسیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت میں سے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تین ایسے کام سرانجام دیئے جو دنیا پر روشن ہو گئے اور ان تین کاموں کا قرآن کریم نے بھی ذکر فرمایا۔ پس مثیل موسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی ان تینوں کاموں کی سرانجام دہی ضروری تھی۔ یہ تین کام قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمائے۔

(1) اوّل یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس دشمن کو ہلاک کیا جو ان کی اور ان کی شریعت کی بیخ کنی کرنا چاہتا تھا (2) دوسرے یہ کہ موسیٰؑ نے ایک نادان قوم کو جو خدا اور اس کی کتابوں سے ناواقف تھی اور وحشیوں کی طرح چار سو برس سے زندگی بسر کرتے تھے کتاب اور خدا کی شریعت دی یعنی توریت عنایت کی اور ان میں شریعت کی بنیاد ڈالی (3) تیسرے یہ کہ بعد اسکے کہ وہ لوگ ذلّت کی زندگی بسر کرتے تھے، ان کو حکومت اور بادشاہت عنایت کی اور ان میں سے بادشاہ ہوئے۔

ان تینوں انعامات کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ جیسا کہ فرمایا: عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرَ كَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ (الاعراف: 130) دوسری جگہ فرمایا: فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاٰتَیۡنٰهُمۡ مُّلۡكًا عَظِیۡمًا (النساء: 55)

ان تینوں کاموں کی تائید میں دونوں طرف سے تاریخی واقعات بڑے زور و شور کے ساتھ گواہی دے رہے ہیں۔ ان کاموں کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں فرماتے ہیں: ''موسیٰ کے یہ تین کام کہ گروہِ مخالف کو جو مضر امن تھا ہلاک کرنا اور پھر اپنے گروہ کو حکومت اور دولت بخشنا اور انکو شریعت عطا کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انہی تین کاموں کے ساتھ ایسے مشابہ ثابت ہو گئے کہ گویا وہ دونوں کام ایک ہی ہیں۔ یہ ایک ایسی مماثلت ہے جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 305)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد امت موسویہ کی طرح خلفاء اور مجددین کا سلسلہ جاری ہوا اور چودہ سو سال تک چلتا رہا یہاں تک کہ امت موسویہ کے مشابہ امت مسلمہ میں بھی مسیح کا ظہور ہوا۔ پس امت محمدیہ کا زمانہ امت موسویہ کے زمانہ سے باہم کمال مشابہت رکھتا ہے۔ یہ مشابہت تمام جمالی، جلالی، تنزلی اور ترقیاتی حالتوں کی رو سے ظاہر ہوئی۔

اس تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''دو سلسلوں کی مشابہت میں یہی قاعدہ ہے کہ اوّل اور آخر میں اشد درجہ کی مشابہت ان میں ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک لمبے سلسلہ اور ایک طوالنی مدت میں تمام درمیانی افراد کا مفصل حال معلوم کرنا طول بلا طائل ہے پس جبکہ قرآن کریم نے صاف صاف بتلا دیا کہ خلافت اسلامی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزل اور اپنی جلالی اور جمالی حالت کی رو سے خلافت اسرائیلی سے بکلی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا اور یہ بھی بتلا دیا کہ نبی عربی امّی مثیل موسیٰ ہے تو اس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سر دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تختِ عزت کے اوّل درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو اس امّت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے اور فرمان جعلناك المسيح ابن مريم نے اس کو درحقیقت وہی بنا دیا ہے و كان الله على كل شيء قديرا۔'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 463)

سو دونوں سلسلوں کے خلیفوں کے اول اور آخر کی مشابہات اس مماثلت کو پورا کرنے کیلئے اشد ضروری تھی۔ جب اس زاویہ سے تحقیق کرتے ہیں تو یہ مماثلتیں بھی بہت ہی حیرت انگیز طریق پر نظر آ رہی ہیں۔ چنانچہ امت موسویہ کے پہلے خلیفہ حضرت یوشع بن نون اور سلسلہ محمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ آپس میں انتہائی درجہ کی مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح لازم تھا کہ دونوں سلسلوں کے آخری خلیفہ میں بھی مماثلت و مشابہت ہو۔ اس لئے بعینہ جیسے امت موسویہ میں چودھویں صدی میں مسیح کا ظہور ہوا تھا اسی طرح اس امت میں بھی عیسیٰؑ کی خو اور سیرت پر ایک مسیح کی بعثت ہوئی اور اس قرآنی پیشگوئی کو بڑے حسن و جمال کے ساتھ پورا کیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفائے محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابو بکرؓ ہے وہ حضرت یوشع بن نون کے مقابل اور ان کا مثیل ہے جس کو خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کیلئے اختیار کیا اور سب سے زیادہ فراست کی روح اس میں پھونکی یہاں تک کہ وہ مشکلات جو عقیدہ باطلہ حیات مسیح کے مقابلہ میں خاتم الخلفا کو پیش آنی چاہئے تھی ان تمام شبہات کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کمال صفائی سے حل کر دیا اور تمام صحابہ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ رہا جس کا گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی موت پر اعتقاد نہ ہو گیا ہو بلکہ تمام امور میں تمام صحابہ نے حضرت ابو بکرؓ کی ایسی ہی اطاعت اختیار کر لی جیسا کہ حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت یشوع بن نون کی اطاعت کی تھی اور خدا بھی موسیٰ اور یشوع بن نون کے نمونہ پر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا حامی اور مؤید تھا ایسا ہی ابو بکر صدیق کا حامی اور مؤید ہو گیا۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 183)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔'' (روحانی خزائن، جلد 19، کشتی نوح، صفحہ 10)

(۲) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اسکا مقابلہ کر سکے۔

(۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔

(۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 496)

علاوہ ازیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت یوشع بن نون میں یہ بھی ایک بڑی مشابہت تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع کے دل میں وحی نازل کی کہ موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے تا یہود انکی موت کے بارے میں کسی غلطی میں نہ پڑ جائیں۔اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ بھی ہوا۔

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ توریت کی خدمت کیلئے مجددین اور خلفاء کا سلسلہ جاری رہا۔اسی طرح اس امت میں بھی خلافت اور مجددیت کا سلسلہ جاری رہا جیسا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی پیشگوئی بھی تھی کہ: اِنَّ اللہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب مایذکر فی قرن المائۃ) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اس اُمت کیلئے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کرتا رہے گا۔

پھر ایک اور مشابہت جو کہ امت موسویہ اور امت محمدیہ میں ہے وہ دونوں امتوں کے ازمنہ تنزل و ادبار بھی ہیں۔آخری مسیح کی آمد سے قبل امت موسویہ میں یہود کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ تھی اور حضرت عیسیٰؑ کی بعثت سے اس ظلمت کو دور کیا گیا۔اسی طرح امت محمدیہ میں بھی مسیح محمدی کی بعثت کے وقت ’’کفر است جوشاں‘‘ کا زمانہ عروج کو پہنچا ہوا تھا جس کے بارے میں بانی اسلام نے صدہا پیشگوئیاں فرمائی تھیں۔

جیسا کہ فرمایا :لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰی لَوْ سَلَکُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَکْتُمُوْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ: اَلْیَھُوْدَ، وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ: فَمَنْ؟ (بخاری) یعنی تم لوگ اپنے سے پہلی اقوام کے طور طریقوں کی اس طرح پیروی کروگے کہ سرِ مُو فرق نہ ہوگا۔اس طرح جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کی طرح اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے۔اور ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر بالفرض وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کی کوشش کروگے ہم نے عرض کیا حضورؐ آپ کی مراد یہود و نصاریٰ سے ہے؟ آپؐ نے فرمایا اور کس سے یعنی مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرح بے غیرت اور اخلاقی اقدار سے دُور ہوجائیں گے۔بہرحال یہ بھی ایک بہت بڑی مماثلت تھی جو کہ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی اور امت مسلمہ پر بھی یہود کی طرح یہ زبوں حالی اور زوال کا دور آیا۔

آخر پر موسوی سلسلہ کی طرح امت محمدیہ میں بھی مسیح موعود کی آمد لازمی تھی جو کہ مکمل طور پر عیسیٰؑ کے مشابہ اور خو بو پر ہوتی۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو امت محمدیہ کا خاتم الخلفاء بنا کر مبعوث فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کامل تشابہ بھی عطا فرمایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجائے۔اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر یک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابتلاء بھی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آئے۔‘‘ (کشتی نوح، صفحہ 53، روحانی خزائن، جلد 19)

پھر فرمایا: ’’محمدی استخلاف کا سلسلہ، موسوی استخلاف کے سلسلہ سے بکلی مطابق ہونا چاہئے جیسا کہ کما کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے اور جبکہ بکلی مطابق ہوا تو اس امت میں بھی اس کے آخری زمانہ میں جو قرب قیامت کا زمانہ ہے حضرت عیسی کی مانند کوئی خلیفہ آنا چاہئے کہ جو تلوار سے نہیں بلکہ روحانی تعلیم اور برکات سے اتمام حجت کرے۔‘‘ (شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 364)

نیز فرمایا: ’’اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا، مسیح الاسلام کر کے بھیجا۔‘‘
(کشتی نوح، صفحہ 54، روحانی خزائن، جلد 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کو بھی حضرت عیسیٰؑ کی قائم کردہ جماعت سے مشابہت ہے۔

اس تعلق سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ: ’’ہم میں سے بعض لوگ چند روپوں کے لالچ میں آگئے۔ شاید اس طرح حضرت مسیح علیہ السلام سے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ مماثلت بھی پوری ہونی تھی جیسے آپکے ایک حواری یہودا اسکریوطی نے رومیوں سے تیس روپے لیکر آپکو بیچ دیا تھا اور اس طرح حضرت مسیح کی جماعت میں بھی ایسے لوگ پیدا ہونے تھے جنہوں نے پیغامیوں سے مدد لیکر جماعت میں فتنہ کھڑا کرنا تھا۔‘‘
(سبیل الرشاد، جلد 1، صفحہ 116 تا 117)

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن کریم کی رو سے یہ بات اظہر من الشّمس ثابت ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ مثیل موسیٰ ہیں جیسا کہ اس تعلق سے روشنی ڈالی گئی ہے۔اسی طرح دونوں امتوں کی تواریخ گواہ ہیں کہ دونوں امتوں کے خلفاء کی آمد، ترقیات اور تنزل کے ادوار و حالات باہم پوری صفائی کے ساتھ تشابہ اور تماثل کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔تو اتنی واضح صورتحال کے بعد اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ امت محمدیہ میں بھی آخری خلیفہ حضرت عیسیؑ کی مانند ظہور پذیر ہوتا۔ورنہ یہ مماثلتیں کامل نہیں کہلاسکتیں جیسا کہ قرآن کریم کی نص کے لفظ کَمَا سے مستنبط ہوتا ہے۔

سو چودھویں صدی گزر چکی ہے اور وہ مسیح اپنی پوری شان کے ساتھ مبعوث ہوا اور ان سب نشانوں کو پوری شان وشوکت سے پورا کرتا ہوا نازل ہوا۔مماثلت کی یہ قرآنی پیشن گوئی اپنے جلال کے ساتھ پوری ہوئی اور اس فرستادہ کے حق میں حرفاً حرفاً گواہ ٹھہری۔اللہ تعالیٰ امت کے ہر فرد کو اس عظیم وجود کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 26)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

’’اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2016)

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دُعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سیّد صاحب کو اطلاع دونگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرسیّد احمد خان صاحب بانی علی گڑھ یونیورسٹی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں : بالآخر مَیں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سیّد صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ دُعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے تو مَیں ایسی غلطیوں کے نکالنے کیلئے مامور ہوں ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دُعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سیّد صاحب کو اطلاع دونگا۔اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپوا دونگا۔مگر سیّد صاحب ساتھ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ وہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعویٰ کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کرینگے۔
(برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 12)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کی روشنی میں

(جاوید احمد لون، مبلغ سلسلہ نظارت دیوان قادیان)

جب بھی اللہ تعالیٰ کا مامور دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گمنامی کے گوشے سے اٹھا کر دنیا کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے اور پھر دنیا وَاللّٰہُ مُخۡرِجٌ مَّا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ (سورة البقرہ :73) کے نظارے دیکھتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اس گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے بےنفس اور بےریا شخص کو دنیا کی ہدایت کیلئے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ وہ شخص حضرت احدیت میں بار بار عرض کرتا ہے کہ مجھے گوشۂ گمنامی ہی میں رہنے دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر کچھ اور ہی کرشمے دکھاتی ہے۔ تاریخ کی آنکھ نے یہ منظر بارہا دیکھا، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت تو ہم سب کے سامنے ہے کہ کس طرح آپؐ غار حرا میں جا کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اور ایک دن جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے مقام پر سرفراز فرمایا ہے تو آپ مارے گھبراہٹ کے بول بھی نہ پا رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو اپنے سینے سے لگا لگا کر بھینچا اور تسلی دی تب کہیں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے قابل ہوئے۔ لیکن آپ اس ذمہ داری پر اس قدر گھبرائے کہ گھر پر پہنچ کر اپنی بیوی اُم المومنین حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ مجھے کمبل اوڑھا دو۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو اس پہلی کیفیت پر رہنے نہ دیا بلکہ اپنی قدیم سنت کے مطابق آپ کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (سورة المجادلہ:22) یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔ اپنی اس قدیم سنت کے موافق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی زندگی میں ہی جزیرہ نما عرب پر غالب کر کے دکھا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے عالمگیر غلبے کی خوشخبری بھی عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ (الصَّف آیت:10) یعنی وہی (پاک ذات) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تا وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے۔

مفسّرین قرآن اِس بات پر متفق ہیں کہ اِس آیت کریمہ میں مذکور ادیان باطلہ پر اسلام کے روحانی غلبہ کا تعلق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس بروز کامل سے ہے جو اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اور عظمت و شوکت کے قیام کے لئے مسیح موعود و مہدی معہود کی شکل میں مبعوث ہوگا۔

قرآن مجید کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق ایسے پُرآشوب زمانہ میں جبکہ تمام اہل مذاہب نے اسلام پر چاروں طرف سے یلغار کر رکھی تھی، اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجدید و اِحیاء دین اسلام کی غرض سے مسیح موعود و مہدیٔ معہود کا جلیل القدر روحانی منصب عطا فرمایا اور سورہ الصّف کی یہی آیت کریمہ آپ علیہ السلام پر بھی الہامًا نازل فرمائی، جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ''تخمینًا عرصہ بیس برس کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا اور وہ یہ ہے هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ۔ اور مجھ کو اِس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اِس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اِسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اِس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے اُن میں سے اپنے تئیں اِس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اِس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔ لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا۔ اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی۔'' (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 106)

قارئین کرام! ہم سب جانتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ آج جب اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ قادیان کی ایک چھوٹی سی گمنام بستی سے اٹھتا ہے اور نعرہ توحید بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور اس نے مجھے یہ خوش خبری دی ہے کہ جو تیری اعانت پر کمربستہ ہوگا میں اس کی مدد کو پہنچوں گا اور جو تیرے خلاف آواز اٹھائے گا میں اس کو ذلیل اور رسوا کر کے رکھ دوں گا، تو اسی شخص کے خلاف مسلمان علماء کفر کے فتوے لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس کا دعویٰ کیا ہے۔ یہی نا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' لیکن دشمن کہتا ہے کہ ہم تیری آواز کو قادیان میں ہی دبا دیں گے۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ عزت کس کے حصہ میں آئی اور ذلت کس کے۔ کس کی آواز ساری دنیا میں پہنچی اور کس کو ساری دنیا نے دیکھا اور سنا اور تسلیم کیا۔ ایک زمانہ تھا جب یہ اکیلا تھا۔ ساری دنیا اس کی مخالف تھی۔ غیر تو غیر اپنے بھی اس کے مخالف تھے۔ لیکن آج کہاں ہے مولوی محمد حسین بٹالوی کہ احمدیت کے شجر کو پھلتا پھولتا دیکھ سکے۔ وہ عطاء اللہ شاہ بخاری آج ڈھونڈنے والی کسی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا جو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا دعوی لے کر بگولے کی طرح اٹھا کرتا تھا لیکن خدا نے اس کی خاک اُڑا دی۔

قصہ مختصر کہ یہ اہانت کی نیت سے اٹھنے والا خواہ مطلق العنان بادشاہ ہو یا کسی ملک کا کوئی ظالم ڈکٹیٹر۔ حقیقت تو ہے کہ جب بھی ہمارا مولیٰ ہماری نصرت اور دشمن کی اہانت کو پہنچا تو پھر نہ تو آسمان نے اس کو پناہ دی اور نہ ہی زمین نے اسکو قبول کیا۔ یوں احمدیت کا پھریرا ساتویں آسمان پر شش جہات میں لہرانے لگا۔ اور دشمن نے ہر ایک موڑ پر ناکامی کا منہ دیکھا۔ جماعت کے ساتھ جو وعدے پورے ہو رہے ہیں وہی تو اعانت اور نصرت کی منہ بولتی تصویر ہیں اور جو کچھ مخالفین کے ساتھ ہو رہا ہے وہی تو ذلت اور رسوائی کی بھیانک تصویر ہے۔

قارئین! ساری دنیا میں سچائی کا نور سفید مینارے یعنی منارة المسیح سے نکل نکل کر پھیلا۔ حتیٰ کہ اس نور نے ساری دنیا کی ہر پستی اور بلندی کو بقعۂ نور بنا دیا اور اللہ تعالیٰ کی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے

اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اور بھی تائید یافتہ ہے

اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مکذّب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟

نہ معلوم کہ میری تکذیب کیلئے اِس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اور بھی تائید یافتہ ہے اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ←

جب یہ وعدہ کیا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا تو اس کو پورا بھی کیا۔ کیونکہ وہ خدا صادق الوعد خدا ہے۔ وہ اپنے بندے سے کیے ہوئے وعدے کا پاس کرنے والا اور پورا کرنے والا ہے۔

ہاں ! اسی خدا نے مستیرڑ کہلانے والے اور دلہن کی طرح شرمانے والے اس حیادار اور زمانے کے سب سے باکمال انسان کو جو خلوت نشینی کو پسند کرتا تھا، خلوت سے نکال کر لوگوں کے سامنے لا کھڑا کیا اور اس کو مسیح و مہدی کا نام دیا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ تیرا نام ساری دنیا میں روشن ہوگا اور لوگ تجھے عزت دیں گے اور ساری دنیا میں تیرے نام کا ڈنکا بجے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا بھی فرمایا۔ آج ساری دنیا میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تبلیغ اور آپ کا پیغام پہنچ چکا ہے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے یہ پیغام دن رات ساری دنیا کو بلاتمیز مذہب وملت پہنچایا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی ترقی اور غلبے اور اس کے ساری دنیا میں پھیلنے کی بے شمار بشارات بھی عطا فرمائیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: (ترجمہ از عربی عبارت) ’’میرے رب نے میری طرف وحی کی اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ وہ میری نصرت فرمائے گا یہاں تک کہ میری دعوت اور میرا سلسلہ زمین کے مشارق ومغارب یعنی زمین کے کناروں تک پہنچائے گا۔‘‘

(لجۃ النور، روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 408)

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘

(الحکم، جلد 2، نمبر 5،6 مورخہ 27 مارچ و 2 اپریل 1898، صفحہ 13، بحوالہ تذکرہ، صفحہ 260، ایڈیشن چہارم 2004)

اس جگہ خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام کے عالمگیر غلبے اور ترقی کے متعلق بعض اور پیشگوئیاں بھی پیش کرے گا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا

’’میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔‘‘ (روحانی خزائن جلد 18، نزول المسیح صفحہ 399)

نیز فرماتے ہیں: ’’یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 254 حاشیہ)

اسی طرح ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

’’دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میری ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 67)

’’آخر توحید کی فتح ہے‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کیے جائیں گے......نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتا لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے۔ اور وہی باقی رہ جائیں گے جنکے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جسکو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 304)

’’اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کردینگے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 20، تجلیات الٰہیہ، صفحہ 409)

’’وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا‘‘

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 66)

’’مغربی ممالک آفتابِ صداقت سے منور کیے جائیں گے‘‘

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا، ہم اسپر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اسکے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے رنگ سفید تھے......سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے......اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

......لیکن اگر کوئی اس جگہ یہ سوال کرے کہ جب مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع کرے گا تو جیسا کہ لکھا ہے توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا تو پھر اگر یہی معنے سچ ہیں تو ایسے اسلام سے کیا فائدہ جو مقبول ہی نہیں۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے یہ مطلب تو نہیں کہ توبہ منظور ہی نہیں ہوگی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ممالک مغربی کے لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلاب عظیم ادیان میں پیدا ہوگا۔ اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسب

ہونے کا مکذّب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں لیکن جبکہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف مُنہ کی پُھونکوں سے یہ الٰہی سِلسلہ برباد ہوسکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دُعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ←

حال اسلام کے واقع نہیں۔ سوتوبہ کا دروازہ بند ہونے کے یہ معنے نہیں کہ لوگ توبہ کریں گے مگر منظور نہ ہوگی۔ اور خشوع اور خضوع سے روئیں گے مگر ردّ کئے جائیں گے کیونکہ یہ تو اس دنیا میں اس رحیم وکریم کی شان سے بالکل بعید ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کے دل سخت ہوجائیں گے اور انکو توبہ کی توفیق نہیں دی جائے گی اور وہی اشرار ہیں جن پر قیامت آئیگی۔ فتفكّر وتدبّر۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 3، ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 376)

’’میں آخرکار تجھے فتح دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا‘‘

’’اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا...... چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تب میں نے اسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جئت من حضرة الوتر۔ یعنی میں اسکی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے تب میں اسکو ایک طرف خلوت میں لے گیا اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں...... خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخرکار تجھے فتح دوں گا اور ہر یک الزام سے تیری بریت ظاہر کردوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا اور یاد رہے کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی ان کو قبول کرلے بلکہ اس واسطے کہ ہر ایک چیز کیلئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئے گا تو اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کیلئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 9، انوار الاسلام، صفحہ 53)

’’خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنادے‘‘

’’میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کرکے بھیجا ہے اُسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہورہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خودبخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں......اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہوگئے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایتِ الٰہی اُن میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کر دیگی ...... یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے۔ اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلدتر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لاوے...... خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنادے۔ اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کرکے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کردے۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 20، لیکچر لاہور، صفحہ 181)

’’سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے‘‘

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ وتبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے اُن سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹادی جائے گی اور ہر ایک حق پوش دجّال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حُجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کیلئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کیلئے ساری ذلّتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جسکا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اَب چاہتا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 3، فتح اسلام، صفحہ 9)

اہل مکہ کے گروہ در گروہ احمدیت میں داخل ہونے کی پیشگوئی

فرمایا: ’’میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہوجائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 8، نور الحق حصہ دوم، صفحہ 197)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: ’’یدعون لك ابدال الشام وعباد الله من العرب‘‘ یعنی تیرے لیے ابدال شام دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ، جلد اول، صفحہ 86، بحوالہ مرزا غلام احمد اپنی تحریرات کی رو سے، صفحہ 1290)

روس میں احمدیت کے پیغام کے پہنچنے اور جماعت کے قیام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقے میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ 691)

اسی طرح فرمایا: ’’میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو بندوق ہے۔ اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔ اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا ہے۔

(تذکرہ، صفحہ 470)

ہندو قوموں کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی

ہندو قومیں جو نہ صرف اس وقت بھارت میں بلکہ بڑی مائنارٹیز کی حیثیت میں بعض دوسرے ممالک میں بھی پائی جاتی ہیں ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خوشخبری ملی کہ وہ اسلام قبول کریں گی اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوگی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ’’پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔‘‘

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ 247)

قارئین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئیاں ہوبہو پوری ہورہی ہیں۔

مارچ 1882ء میں آپؑ کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔ جسکے بعد آپؑ نے اپنی وفات (26 مئی 1908ء) تک چھبیس سالہ طویل سفر میں اسلام کی مدافعت میں بے شمار مضامین اور اشتہارات شائع کرنے کے علاوہ اسّی سے زائد ضخیم اردو، عربی کتب تصنیف فرمائیں جو بلاشبہ اِسلامی لٹریچر میں غایت درجہ ممتاز اور منفرد مقام رکھتی ہیں۔ اپنی ان معرکۃ الآراء تحریرات میں آپؑ نے جہاں اہل مذاہب پر اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وحقانیت اور فضلیت وبرتری ثابت کرنے کیلئے بے شمار ناقابل تردید معقولی اور منقولی دلائل

ہے (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزّتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہوجائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے ←

پیش فرمائے وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو عطا کئے گئے ہزارہا خارق عادت آسمانی نشانات اور معجزات سے بھی مخالفین اسلام پر اتمام حجت فرمائی۔

آپؑ کے دعویٰ ماموریت کے نتیجہ میں جہاں آپ کی زبردست مخالفت شروع ہوگئی وہاں آپؑ کی وفات (1908ء) تک چار لاکھ سے زائد سعید روحوں کو آپؑ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مغربی ممالک میں آپؑ کے معجزات، پیشگوئیوں اور اشتہارات کے ذریعہ آپؑ کے پیغام کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی اور 1886ء میں آپؑ کے دو صحابہ حضرت منشی محمد افضل صاحبؓ اور حضرت میاں عبداللہ صاحبؓ کے ذریعہ کینیا (مشرقی افریقہ) کی کالونی ممباسا میں بھی احمدیت کی بنیاد پڑ گئی۔

(تاریخ احمدیت، جلد ہفتم، صفحہ 257)

آپ علیہ السلام کی ساری عمر اَدیان باطلہ کے بالمقابل جہاد بالقرآن میں گزری اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؑ نے ایک تھکے ہوئے سپاہی کی طرح ہتھیار اُتار کر کسی قدر آرام کی سانس لی ہو۔ اپنی مبارک زندگی کے آخری لمحات میں بھی آپؑ ایک تبلیغی رسالہ ''پیغام صلح'' کی تصنیف میں مصروف تھے۔

قارئین کرام! بشری تقاضوں کے تحت چونکہ مامورین من اللہ کی زندگی بھی محدود ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ اُس کے مامورین و مرسلین کے مقاصدِ بعثت کی تکمیل ہمیشہ اُن کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ ہوا کرتی ہے اور حضور علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ہمہ گیر پروگرام بھی چونکہ عالمگیر ہونے کے ساتھ ساتھ زمانے کے اعتبار سے صدیوں پر محیط تھا اس لئے اس کی تکمیل بھی آپؑ کے خلفاءِ عظام ہی کے ذریعہ ہونی مقدر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تواتر کے ساتھ حضور علیہ السلام کو آپؑ کے زمانہ وفات کے قریب تر ہونے کی خبریں دی گئیں تو آپ نے اپنے رسالہ ''الوصیّت'' میں جماعت کو تسلی دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے کہ...... میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔''

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

نیز آپ فرماتے ہیں: ''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے......وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی، وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔'' (الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 309)

حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ جماعت کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے اور خدائی وعدوں کے مطابق وہ عظیم الشان نظام خلافت جاری ہوا جسکا قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں وعدہ تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعودؑ کے پانچویں خلیفہ کی قیادت میں جماعت احمدیہ ترقیات کی عظیم الشان منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ خاکسار خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ہونے والے عظیم الشان تبلیغی مساعی کا مختصر ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کرے گا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح منتخب ہونے کے بعد دنیا میں امن کے بارہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کیلئے پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ایک مہم شروع کی۔ آپ کی رہنمائی میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے نیشنل چیپٹرز نے ایسی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں جن سے اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیم کا پرچار ہو رہا ہے۔ احمدی مسلمان، مسلم اور غیر مسلم دنیا میں پیغام امن کے لاکھوں بلکہ کروڑوں اشتہار تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور امن کی مجالس منعقد کر رہے ہیں اور قرآن کریم کی نمائشیں لگائی جارہی ہیں تا کہ قرآن کریم کا مقدس پیغام دنیا تک پہنچ سکے۔ ان مبارک کوششوں کو دنیا بھر کے میڈیا میں پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام امن، حب الوطنی اور خدمت انسانیت کا علم بردار ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2004 میں سالانہ قومی امن کانفرنس کا آغاز کیا جس میں امن اور ہم آہنگی کے خیالات اور جذبات کے فروغ کے لیے تمام طبقہ ہائے فکر کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ اس کانفرنس میں ہر سال وزراء، ممبران پارلیمنٹ، سیاست دان، مذہبی رہنما اور دیگر معززین شامل ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام کی حقیقی تعلیم سے دنیا کو روشناس کرانے کیلئے مختلف ممالک کی پارلیمنٹس اور امن کانفرنسز سے خطاب کرتے ہیں۔ آپ کے خطابات اتنے موثر ہوتے ہیں کہ غیر مسلم سیاست دان اور مذہبی رہنما ان کی خوبی اور برتری کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ پاتے۔ اس سلسلہ میں آپ نے برطانوی پارلیمنٹ، ملٹری ہیڈ کوارٹرز کوبلنز جرمنی، کیپٹل ہل واشنگٹن امریکہ، یوروپین پارلیمنٹ برسلز بلجیم، ہمبرگ جرمنی، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ ولنگٹن وغیرہ میں خطاب فرمائے۔

اسی طرح سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے بڑے بڑے سیاسی و مذہبی رہنماؤں کو اسلام کی پُرامن تعلیم بیان کرتے ہوئے انہیں دنیا میں پھیلی ہوئی بدامنی کو دور کرنے اور حقیقی عدل کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے پوپ بینڈ کٹ XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ، وزیر اعظم کینیڈا، خادم حرمین شریفین سعودی عرب بادشاہ، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، جرمنی کی چانسلر، صدر جمہوریہ فرانس، ملکۂ برطانیہ، اسلامی جمہوریہ ایران کے رہنما اور روسی فیڈریشن کے صدر کے نام خطوط لکھے۔

اس جگہ خاکسار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے 4 / اگست 2018 کے خطاب سے بعض اعداد و شمار پیش کرے گا جن سے معلوم ہوگا کہ اس وقت جماعت احمدیہ کن کن ترقیات کے مراحل سے گزر رہی ہے۔

خدا کے فضل سے اس وقت تک 212 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ 34 سال میں 21 نئے ممالک اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو عطا فرمائے ہیں۔ 899 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں 1773 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ 75 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔ 123 ممالک سے 103 رسائل و جرائد مقامی طور پر شائع ہو رہے ہیں۔ 1 کڑور 32 لاکھ لیف لیٹس تقسیم ہوئے۔ واقفین نو کی کل تعداد 66525 ہے۔ 26500 لڑکیاں ہیں۔ اس سال شامل ہونے والے 3000 سے زائد ہیں۔ الاسلام ویب سائٹ پر امریکہ سے کام ہو رہا ہے۔ سرچ انجن کا اجراء کیا گیا ہے۔ 48 تراجم اور تفسیر حضرت مسیح موعود کو الاسلام پر ڈالا گیا ہے۔ خطبات جمعہ 18 زبانوں میں آن لائن دستیاب ہیں۔ آئی فون پر نئی قرآن ایپ

بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔
(۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں رُوح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وتلك عشرة كاملة۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 181)

لانچ ہوئی ہے۔ ریویو آف ریلیجنز جنوری 1902 میں شائع ہوا تھا۔ اس وقت ملٹی پلیٹ فارم بن کر ابھرا ہے۔ میگزین کے ایک اِیونٹ میں جس میں دنیا بھر کے 700 نمائندگان نے شرکت کی، ریویو آف ریلیجنز کو بھی بلایا گیا اور تعارف پیش کرنے کا موقع ملا۔

ایم ٹی اے کے 16 ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ چینلز پر 17 تراجم کیے جا رہے ہیں۔ اس وقت تمام دنیا میں 12 سیٹلائٹس پر ایم ٹی اے دیکھا جا رہا ہے۔ ایک نئے سیٹلائٹ کا معاہدہ کیا گیا ہے۔ ایم.ٹی.اے افریقہ کا اجراء 2016 میں ہوا تھا۔ 8 ممالک میں شاخیں کام کر رہی ہیں۔ دوران سال 400 سے زائد پروگرام تیار کیے گئے۔ تنزانیہ میں نیا سٹوڈیو تعمیر ہوا۔ جلسہ سالانہ 11 چینلز سے نشر ہو رہا ہے۔ برکینا فاسو کے شہر میں بھی ایم.ٹی.اے کا اجراء ہوا ہے، جہاں خطبات کو تراجم کر کے نشر کیا جاتا ہے۔ 100 کلومیٹر کے ریڈیس پر دیکھا جا سکتا ہے۔ تنزانیہ میں احمدیہ ریڈیو کی ٹسٹ ٹرانسمیشن چلتی ہے۔ 69 ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو سے پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ 12 ممالک میں سکولز ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے اچھا کام ہو رہا ہے۔ اس سال 20 ممالک میں کئی متاثرین کی مدد کی گئی۔ water for life کے حوالہ سے کام ہو رہا ہے knowledge for life کے تحت 9 اسکول جاری ہوئے۔ چیرٹی واک کے ذریعہ سے کافی رقم آتی ہے۔ تربیتی کورسز کا اجراء نومبائعین کیلئے ہو رہا ہے۔ اس سال 6 لاکھ 47 ہزار سے زائد بیعتیں ہوئی ہیں۔ (خطاب 4/اگست 2018 بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء بمقام حدیقۃ المہدی)

نظام خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسعت و ترقی کی یہ ایک چھوٹی سی جھلک ہے۔ ورنہ ''سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کیلئے'' تاہم اس مختصر سے جائزے سے بھی یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مامور کو ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے حتمی اور یقینی الفاظ میں جو پُرشوکت بشارت عطا فرمائی تھی وہ خلفاء احمدیت کی اولوالعزم قیادت و راہنمائی میں بفضلہٖ تعالیٰ حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ وہ تنہا آواز جو 129 سال قبل قادیان کی گمنام بستی سے اُٹھی تھی آج بفضلہٖ تعالیٰ دنیا کے 212 ممالک میں گونج رہی ہے اور خدا تعالیٰ کا وہ برگزیدہ بندہ جو اپنے دعوئ ماموریت کے وقت بالکل یکا و تنہا تھا آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ شاہراہ غلبۂ اسلام پر نصب ہونے والے یہ تمام سنگ میل ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ خدائی نوشتوں کے مطابق اسلام کا دائمی اور عالمگیر روحانی غلبہ بلا شبہ خلافت کے بابرکت آسمانی نظام کے استحکام اور اسکی بکلی اطاعت و فرمانبرداری ہی سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو تا ابد اس بابرکت آسمانی نظام سے وابستہ رہنے اور اسکے برکات و فیوض سے رہتی دنیا تک متمتع ہوتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

سر زمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

میں اگر کاذب ہوں کذّابوں کی دیکھوں گا سزا
پر اگر صادق ہوں پھر کیا عذر ہے روزِ شمار

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سر زمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

...★...★...★...

بارش کی طرح الہام الٰہی برستے ہیں

میری حالت ایک عجیب حالت ہے بعض دن ایسے گزرتے ہیں کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہیں......کوئی دن یا رات کم گزرتی ہے جو مجھ کو اطمینان نہیں دیا جاتا۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 355)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی خدمات پر علماء و بُزرگان کا خراج تحسین

(لئیق احمد ڈار، مبلغ سلسلہ، نظارت علیاء قادیان)

تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے سر پر نوشتہ الٰہی کے مطابق مسیح موعود ملک ہند کے صوبہ پنجاب کے ایک گمنام گاؤں ''قادیان'' میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درجہ بدرجہ الٰہی منشاء اور اذن سے مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور موعود اقوام عالم ہونے کے دعاوی کئے اور اپنے مفوضہ کام سرانجام دے کر ایک عالم کو اپنا گرویدہ کرلیا۔ اس طرح اسلام کی کشتی کا اب ایک ناخُدا پیدا ہوا۔ خزاں کے بعد پُرکیف بہار آئی۔ مُردوں میں جان آئی۔ ایک انقلاب عظیم آیا۔ اسکے بعد ملاء اعلیٰ کے لوگوں کی خصومت بھی ختم ہوئی۔ احیاء دین کیلئے پُرجوش الٰہی ارادہ پورا ہوا اور شخص محیی کی تعیین ہوئی۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوا تو سنت انبیاء ایک بار پھر دہرائی گئی۔ تبلیغ اور اشاعت سے سعادت مند تو بیعت ہوئے البتہ شقی لوگ انکار کرکے خسران میں مبتلا ہوگئے۔ حضور کی شدید مخالفت کی گئی۔ حق اور باطل کا ایک عظیم معرکہ ہوا۔

اگرچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر کوشش دفاع اسلام کیلئے تھی لیکن کتاب ''براہین احمدیہ'' کی تصنیف حضور علیہ السلام کا ایک ایسا شاہکار ہے جسنے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا۔ اُس زمانہ کے علماء اور دانشوروں نے آپکی اس عظیم سعی کو نہایت حسین پیرایہ میں سراہا۔

(1) مشہور اہلحدیث لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس کتاب کے متعلق اپنے ریویو میں لکھا کہ: ''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا اور اسکا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔

ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصارِ اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اُٹھالیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جسکو وجودِ الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ ومشاہدہ کرلے اور اس تجربہ ومشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھادیا ہو۔'' (اشاعۃ السنہ، جلد ہفتم، نمبر 6، صفحہ 169 تا 170، بحوالہ حیات طیبہ، مصنفہ عبد القادر سوداگرمل، صفحہ 48 تا 49)

(2) پیرِ طریقت، صوفی باکمال حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ آف لدھیانہ نے لکھا کہ: ''اس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہر ایک مذہب وملت میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ بقول شخصے، کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے۔ ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بے شک ضرورت تھی جیسی کہ کتاب براہین احمدیہ۔ اسکے مؤلف جناب مخدومنا مولانا میرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہ ہیں، جو ہر طرح سے دعویٰ اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کیلئے موجود ہیں......سن شریف حضرت کا چالیس یا پینتالیس کا ہوگا۔ اصلی وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے۔ نہایت خلیق، صاحب مروت وحیا، جوان رعنا چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے۔ اے ناظرین میں سچی نیت اور کمال جوش صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک وشبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبان سلوک کیلئے آفتاب اور گمراہوں کیلئے خضر اور منکرین اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجت بالغہ ہیں۔ یقین جانو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آگیا ہے اور حجت الٰہی قائم ہوچکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرف بدلائل قطعیہ ایسا ہادیٔ کامل بھیج دیا گیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات وضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔'' (اشتہار واجب الاظہار منقول از تاثرات قادیان، صفحہ 64 تا 68، مرتّبہ ملک فضل حسین صاحب)

(3) مولوی محمد شریف صاحب بنگلوری مشہور صحافی اور مدیر اخبار 'منشور محمدی' نے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا کے عنوان سے لکھا کہ: ''مدت سے ہماری آرزو تھی کہ علمائے اسلام میں سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو اور جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی برآئی......مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت آخرالزمان حق ہے۔ دین اسلام منجانب اللہ اور اسکا پیرو حق آگاہ ہے۔'' (منشور محمدی بنگلور، 25 ررجب المرجب 1300ھ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان اسلامی خدمات پر بعض مشہور ہستیوں کی آراء ذیل میں پیش ہے۔

(1) مولوی ابوالکلام آزاد ایڈیٹر 'اخبار وکیل' امرتسر نے لکھا: ''وہ شخص بہت بڑا شخص جسکا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جسکی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جسکی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہوکر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا......دنیا سے خالی ہاتھ اٹھ گیا (خالی ہاتھ مت کہو وہ رحمت کے پھول لایا تھا اور درود کا گلدستہ لے کر گیا۔ مولف)......مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا ہے کہ انکا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہوگیا ہے اور اسکے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اسکی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔ انکی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے، ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے......مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کرچکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ

خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا
میں اس زمانہ کے اوہام دُور کروں اور ٹھوکر سے بچاؤں اور
مجھے اس نے توفیق عنایت کی ہے کہ اگر آپ حق کے طالب ہوں تو میں آپ کی تسلی کروں

خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا میں اس زمانہ کے اوہام دُور کروں اور ٹھوکر سے بچاؤں اور مجھے اس نے توفیق عنایت کی ہے کہ اگر آپ حق

کسی تعارف کے محتاج نہیں۔اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے......آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔‘‘(اخبار وکیل امرتسر، بحوالہ کتاب سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 183 تا184)

(2) دہلی کے اخبار ’کرزن گزٹ‘ کے ایڈیٹر میرزا حیرت دہلوی نے لکھا:’’مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی۔نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا......اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں......اسکا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہوجاتی ہے۔اُس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہوکر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔‘‘(کرزن گزٹ دہلی یکم جون 1908ء، بحوالہ کتاب حیات طیبہ، مصنفہ عبد القادر سوداگرمل، صفحہ 362)

(3) لاہور کے مشہور غیر احمدی رسالہ ’تہذیب النسوان‘ کے ایڈیٹر نے لکھا:’’مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن انکی ہدایت اور رہنمائی مردہ روحوں کیلئے واقعی مسیحائی تھی۔‘‘(تہذیب النسوان لاہور، بحوالہ کتاب حیات طیبہ، مصنفہ عبد القادر سوداگرمل، صفحہ 362)

(4) لاہور کے آریہ اخبار ’اندر‘ نے لکھا:’’مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمدؐ صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت ان کا استقلال تھا۔خواہ وہ کسی مقصود کو لیکر تھا اور ہم خوش ہیں کہ وہ آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔‘‘(بحوالہ کتاب سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 184 تا185)

(5) اخبار ’آریہ پتر کا‘ لاہور کے ایڈیٹر نے لکھا:’’عام طور پر جو اسلام دوسرے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اسکی نسبت مرزا صاحب کے خیالات اسلام کے متعلق زیادہ وسیع اور زیادہ قابلِ برداشت تھے۔مرزا صاحب کے تعلقات آریہ سماج سے کبھی دوستانہ نہیں ہوئے اور جب ہم آریہ سماج کی گذشتہ تاریخ کو یاد کرتے ہیں تو اُن کا وجود ہمارے سینوں میں بڑا جوش پیدا کرتا ہے۔‘‘(بحوالہ کتاب سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 184)

(6) الہ آباد کے انگریزی اخبار ’پائنیر‘ نے لکھا:’’مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ اُنہیں ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے......ایک دفعہ انہوں نے بشپ ویلڈن کو چیلنج کیا تھا (جس نے اُسے حیران کردیا) کہ وہ نشان نمائی میں انکا مقابلہ کرے اور مرزا صاحب اس بات کیلئے تیار تھے کہ حالاتِ زمانہ کے ماتحت بشپ صاحب جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کرلیں کہ نشان دکھانے میں کوئی فریب اور دھوکا نہ ہو......وہ لوگ جنہوں نے مذہبی میدان میں دُنیا کے اندر حرکت پیدا کردی ہے وہ اپنی طبیعت میں انگلستان کے لارڈ بشپ کی نسبت مرزا غلام احمد صاحب سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں......بہرحال قادیان کا نبی ان لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔‘‘(اخبار پائنیر، الہ آباد، 30/مئی 1908ء، بحوالہ کتاب سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 185)

(7) علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ نے حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات پر حضور کے مختصر حالات لکھنے کے بعد لکھا:’’بےشک مرحوم اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان تھا۔‘‘(کتاب حیات طیبہ، مصنفہ عبدالقادر سوداگرمل، صفحہ 363)

محترم عبد القادر سوداگرمل صاحب نے لکھا ہے کہ:’’اسی طرح کئی انگریزی اور اردو اخباروں نے اپنے اخبارات میں نہایت ہی قیمتی آراء اور افکار کو درج کیا......اور جوں جوں آپ کا سلسلہ دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اور آپ کا کام وسعت اختیار کرتا جاتا ہے بڑے بڑے جلیل القدر صحافیوں سے خراج عقیدت حاصل کرتا چلا جارہا ہے۔اُس وقت سے اس وقت تک تمام اخبارات اور رسائل کی اس قسم کی تحریریں جمع کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔‘‘(حیات طیبہ، صفحہ 363 تا364، مرتبہ عبدالقادر سوداگرمل)

(8) مولانا ابوالکلام آزادؔ نے لکھا کہ:’’انکی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے......مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 560)

(9) 1959ء میں ہندوستان کے مشہور اور نامور ادیب جناب نیاز فتح پوری صاحب ایڈیٹر رسالہ ’نگار‘ لکھنؤ نے لکھا: بانیٔ احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کی سیرت، ان کی تعلیمات، انکی دعوتِ اصلاح، ان کے تفہیماتِ قرآنیہ، ان کے عقائدی نظریے اور ان کے تمام عملی کارناموں کو سمجھنے کیلئے کتنا زمانہ درکار ہوگا۔کیونکہ ان کی وسعت و ہمہ گیری کا مطالعہ ’’قلزم آشامی‘‘ چاہتا ہے اور یہ شاید میرے بس کی بات نہیں۔تاہم اگر اس وقت تک کے تمام تاثرات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے پر مجبور کیا جائے تو میں بلاتکلّف کہہ دوں گا کہ ’’وہ بڑے غیر معمولی عزم واستقلال کا صاحبِ فراست وبصیرت انسان تھا۔جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اسکا دعویٰ تجدید و مہدویت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی۔‘‘

’’اس میں کلام نہیں کہ اُنہوں نے یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا۔اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھادی جسکی زندگی کو ہم یقیناً اُسوۂ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔‘‘

(رسالہ ’’نگار‘‘ لکھنؤ ماہ نومبر 1959ء، بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 364، مصنفہ عبدالقادر سوادگرمل)

الغرض مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے جو خدمت اسلام کی ہے وہ بڑی ضخیم کتب میں بھی بیان نہیں کی جاسکتی۔ہاں جو انقلاب عظیم آپ نے برپا کیا اسکے نتائج آئندہ قیامت تک دنیا کو بتلائیں گے کہ قادیان کی گمنام بستی کا یہ گمنام شخص کیسا عظیم شخص تھا اور اس کا کام کیسا عدیم المثال۔حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

......☆......☆......☆......

کے طالب ہوں تو میں آپ کی تسلی کروں سو اب میں خدائے تعالیٰ کو اس بات پر شاہد کرتا ہوں کہ میں نے آپ کو آپ کی غلطیوں کے رفع کرنے کے لئے بلایا اگر اب بھی آپ خاموش رہے تو اللہ جلّ شانہٗ کی حجت آپ پر پوری ہوگی اور آپ کے تمام گروہ کا گناہ آپ ہی کی گردن پر ہوگا حضرت آپ کو اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں ہر یک جان ہے کہ آپ میرے اس نیاز نامہ کو لاپرواہی سے ٹال نہ دیں اور سوچ سمجھ کر جواب شائع کریں۔ (آئینہ کمالات، رُ.خ.ج.5 صفحہ 270، حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر اعتراضات کے جوابات

ذیل میں مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کی کتاب ’’مذہبی انسائیکلوپیڈیا یعنی مکمل تبلیغی پاکٹ بک‘‘ سے سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی سیرت پر اعتراضات کے جوابات پیش ہیں۔ (ادارہ)

ابنِ مریمؑ کیسے ہوئے

اعتراض : مرزا صاحب ’’ابن مریم‘‘ کس طرح ہوگئے آپ کی والدہ کا نام تو چراغ بی بی تھا۔

جواب : اِطْلَاقُ اِسْمِ الشَّیْءِ عَلٰی مَا یُشَابِھُہٗ فِیْ اَکْثَرِ خَوَاصِہٖ جَائِزٌ حَسَنٌ (تفسیر کبیر، جلد2، صفحہ 689) کہ ایک چیز کا نام دوسری چیز کو(جو اکثر خواص میں اس سے ملتی ہو) دینا جائز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ فِیْ زُھْدِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الدَّرْدَاءِ ‘‘ (منصب امامت، صفحہ 53، مصنفہ سیّد اسمٰعیل شہیدؒ) کہ تم میں سے جو شخص عیسیٰ بن مریم کو زُہد کی حالت میں دیکھنا چاہے وہ حضرت ابودرداء کو دیکھے۔

کسرِ صلیب

اعتراض: مسیح موعودؑ نے تو آکر کسرِ صلیب کرنی تھی۔ کسر صلیب کہاں ہوئی؟

جواب : علامہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح بخاری نے لکھا ہے ’’فُتِحَ لِیْ ھُنَا مَعْنٰی مِنَ الْفَیْضِ الْاِلٰھِیِّ وَھُوَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ کَسْرِ الصَّلِیْبِ اِظْھَارُ کَذِبِ النَّصَارٰی ‘‘ (عینی شرح بخاری، جلد5، صفحہ 584 مصری) کہ مجھ کو اس مقام پر فیضِ الٰہی سے الہاماً یہ بتایا گیا ہے کہ کسرِ صلیب سے مراد عیسائیت کو جھوٹا ثابت کرنا ہے۔

حضرت حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: ’’اَیْ یُبْطِلُ دِیْنَ النَّصْرَانِیَّۃِ ‘‘ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد6، صفحہ 35) یعنی کسر صلیب کا مطلب دین عیسائیت کا ابطال ہے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے زمانہ ہی میں عیسائیت کو نیست و نابود کیوں نہیں کردیا؟ تو سنو!

قرآن مجید میں ہے جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا (بنی اسرائیل:82) کہ حق (قرآن) آیا اور باطل (کفر) بھاگ گیا اور باطل بھاگنے ہی والا ہے۔ اب قرآن مجید کے آنے سے جس طرح دُنیا سے باطل بھاگ گیا ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے عیسائیت بھی تباہ ہوچکی ہے۔

اصل بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی۔ لِیَھْلِكَ مَنْ ھَلَكَ عَنْ بَیِّنَۃٍ (الانفال : 43 ع5) کہ ہلاک ہو اوہ جو دلائل سے مغلوب ہوا۔

حدیث میں بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ’’اَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ ‘‘ (بخاری کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہ مَیں ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کُفر کو دُنیا سے مٹا دیگا۔ کیا ظاہری طور پر کفر دنیا سے مٹ گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 67)

جماعت احمدیہ کے اخلاق پر الزام

اعتراض: بعض لوگ شہادۃ القرآن کے حوالہ سے کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کی بہت مذمت کی ہے۔ پس آپ کے آنے کا اثر کیا ہوا؟

جواب : شہادۃ القرآن حضرت اقدس کے ابتدائے دعوے کی تصنیف ہے جبکہ ابھی سلسلۂ بیعت شروع ہوئے دو تین سال کا عرصہ ہوا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو غیر احمدیت کی حالت سے نکل کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے تھے اُن کی وہ پُرانی بیماری یکدم تو دُور نہ ہوسکتی تھی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کے عظیم الشان اثر کا اندازہ ابتدائی سالوں میں کرنا نادانی ہے لازم ہے کہ حضرت کی وفات کے قریب احمدیوں کی اخلاقی حالت کا مقابلہ انکی ابتدائے دعویٰ مسیح موعود کی اخلاقی حالت کے ساتھ کیا جائے تو اس میں زمین آسمان کا فرق نکلے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزار ہا لوگوں میں بعد بیعت مَیں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہوسکتا اور مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مُرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کرچکے ہیں کہ ایک ایک فرد اُن میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 22، حقیقۃ الوحی، صفحہ 249)

مسیح کا جائے نزول

اعتراض: مسیح نے تو منارہ دمشقی پر نازل ہونا تھا! (مسلم کتاب الفتن)

جواب : منارہ والی حدیث پر علامہ سندی نے یہ حاشیہ لکھا ہے: وَقَدْ وَرَدَ فِیْ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّ عِیْسٰی یَنْزِلُ بِبَیْتِ الْمُقَدَّسِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِالْاُرْدُنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِعَسْکَرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ (حاشیہ ابن ماجہ، جلد2، صفحہ 268، مصری و مرقاۃ المفاتیح جلد5، صفحہ 197) کہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں نازل ہونگے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اُردن میں نازل ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں۔ خدا جانے درست بات کونسی ہے۔‘‘ پس جہاں مسیح نازل ہوا وہی درست اور صحیح ہے۔

مہدی کا بنی فاطمہؓ میں ہونا

اعتراض: حدیث میں ہے کہ مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا۔

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بنی فاطمہؓ میں سے ہیں کیونکہ آپ کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ سے تھی۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 18، ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ 212)

اگر کہو نسل ماں کی طرف سے نہیں بلکہ باپ کی طرف سے چلتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ عام خاندانوں میں ہو تو ہو۔ مگر خاندان سادات میں ابتدا ہی سے نسل لڑکی کی طرف سے چلتی ہے کیونکہ اس خاندان کی نسل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی تھی۔

مہدی کا مکّہ میں پیدا ہونا

اعتراض: امام مہدی نے تو مکّہ میں پیدا ہوکر مدینہ سے ظاہر ہونا تھا۔

جواب: اس معاملہ میں بھی روایات میں شدید اختلاف ہے ملاحظہ ہو۔ اَنْ یُّخْرُجَ مِنْ تِہَامَۃٍ (جواہر الاسرار، صفحہ 56) کہ مہدی تہامہ سے ظاہر ہوگا۔

یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنَ الْقَرْیَۃِ یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃٌ (جواہر الاسرار، صفحہ 56) کہ امام مہدی ایک گاؤں سے ظاہر ہوگا جسکا نام کدعہ

جب تک خُدا کسی کے ساتھ نہ ہو یہ استقامت اور یہ شجاعت اور یہ بذل مال ہرگز وقوع میں آ ہی نہیں سکتے

عزیزو! یقیناً سمجھو کہ جب تک خُدا کسی کے ساتھ نہ ہو یہ استقامت اور یہ شجاعت اور یہ بذل مال ہرگز وقوع میں آ ہی نہیں سکتے کبھی کسی نے اِس زمانہ کے کسی مولوی کو دیکھا یا سنا کہ اُس نے دعوتِ اسلام کے لئے کسی اسسٹنٹ کمشنر انگریز کی طرف ہی کوئی خط بھیجا لیکن اس جگہ نہ صرف اس قدر بلکہ پارلیمنٹ لنڈن اور شاہزادہ ولی عہد ملکہ معظّمہ اور شہزادہ بسمارک کی خدمت میں بھی دعوتِ اسلام کے اشتہار اور خطوط بھیجے گئے جن کی رسیدیں ابتک موجود ہیں۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 370)

ہوگا۔ اور اسکے پاس ایک مطبوعہ کتاب ہوگی جس میں اسکے 313 اصحاب کے نام ہوں گے۔ (یہ کتاب جس میں حضرت اقدس کے 313 اصحاب کے نام ہیں انجام آتھم ہے)

مہدی کدعہ نامی گاؤں میں پیدا ہوگا۔ (حجج الکرامہ، صفحہ 358)

''یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَةِ ھَارِبًا اِلٰی مَکَّةَ '' (ابوداؤد، کتاب المهدی، جلد3، صفحہ 88) ''یعنی وہ مدینہ سے ظاہر ہوکر مکّہ کی طرف جائے گا۔''

مولد میں اختلاف

اعتراض: مہدی کا مولد بلادِ مغرب ہے۔(حجج الکرامہ، صفحہ 356، اقتراب الساعۃ، صفحہ 62) ''تولِدّ اُو در مکّہ معظّمہ باشد۔''

(رسالہ مہدی، مصنفہ علی متقی)

مسند احمد بن حنبلؒ باب خروج مہدی میں ہے کہ ''مہدی خُراسان کی طرف سے آئے گا۔''

''مہدی حجاز سے آئے گا اور دمشق کی طرف جائیگا۔'' (حجج الکرامہ، صفحہ 358)

غرضیکہ اس معاملہ میں بھی اختلاف ہے درست وہی روایت ہے جس میں مہدی کے کدعہ نامی گاؤں سے ظاہر ہونے کا ذکر ہے۔ جو لفظ قادیان کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

مہدیؑ کا نام محمدؐ ہونا

اعتراض: مہدی کا نام محمدؐ ان کے والد کا نام عبداللہ اور ان کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا؟

جواب: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی عاصم بن ابی النجود ہے جو ضعیف ہے۔

ابن خلدون نے اس روایت پر نہایت مبسوط بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔(مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر، صفحہ 261، ومترجم اردو مطبع حمید یہ لاہور 1910ء، حصہ دوم، صفحہ 212)

یہ روایت خلیفہ مہدی عباسی کو خوش کرنے کیلئے وضع کی گئی تھی۔ کیونکہ اس کا نام محمد اور اسکے باپ کا نام عبداللہ تھا اور مہدی لقب تھا چنانچہ امام سیوطیؒ نے اس روایت کا اطلاق اسی مہدی عباسی پر کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو''تاریخ الخلفاء باب ذکر مہدی'' اردو ترجمہ موسومہ بہ محبوب العلماء، مطبوعہ پبلک پرنٹنگ پریس لاہور، صفحہ 321)

بر بنائے تسلیم یہ استعارہ کے رنگ میں تھا۔جس کا مطلب یہ تھا کہ امام مہدی کا وجود اپنے آقا اور مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ نہ ہوگا۔جیسا کہ حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علی فرماتے ہیں: اَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ (شرح فصوص الحکم، صفحہ 51،53 مطبعۃ الزاہریہ مصریہ)

صاحب شریعت ہونا

اعتراض: نبی کیلئے تو صاحب شریعت ہونا ضروری ہے ،مگر مرزا صاحب صاحبِ شریعت نہ تھے۔

جواب: صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں ہزاروں نبی ایسے مبعوث فرمائے جن کے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔بلکہ وہ محض تورات ہی کو قائم کرنے کی غرض سے مبعوث کئے گئے تھے۔

کُفر کا فتوے

اعتراض: مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگا؟

جواب: ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا قرآن مجید میں ہے۔ یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰسٓ:31)

وَاِذَا خَرَجَ هٰذَا الْاِمَامُ الْمَهْدِیُّ فَلَیْسَ لَهٗ عَدُوٌّ مُبِیْنٌ اِلَّا الْفُقَهَاءُ خَاصَّةً فَاِنَّهٗ لَا یَبْقٰی لَهُمْ رِیَاسَةٌ وَلَا تَمِیْزٌ مِنَ الْعَامَّةِ (فتوحاتِ مکیہ، جلد3، صفحہ 374) کہ جب امام مہدی آئیں گے تو اس کے سب سے زیادہ شدید دشمن اُس زمانہ کے علماء اور فقہاء ہوں گے کیونکہ اگر مہدی کو مان لیں تو ان کی عوام پر برتری اور ان پر امتیاز باقی نہ رہے گا۔

کسی کا شاگرد ہونا

اعتراض: نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب شاگرد رہے۔

جواب: قرآن مجید میں ہے، موسیٰ علیہ السلام ایک بندہ خدا (خضر) سے کہتے ہیں: قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (الکھف :67) یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ کیا آپکی اس امر میں پیروی کروں کہ آپ مجھے وہ علم پڑھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے؟

حدیث میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسبت فرماتے ہیں۔ اِذَا کَانَ بِھَا اَھْلُ اَبْیَاتٍ مِّنْھُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِیَّةَ مِنْھُمْ یعنی جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو آپؑ نے اُن سے یعنی بنو جرہم کے لوگوں سے عربی زبان سیکھی۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، باب یَزِفّون النَّسلان فِي المشيي، جلد2، صفحہ 147)

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے قِصّہ موسیٰ وخضر کے سلسلہ میں فرمایا: قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (بخاری، کتاب الانبیاء) یعنی حضرت موسیٰؑ نے خضر سے کہا کہ مَیں آپ کے پاس اسلئے آیا ہوں تاکہ آپ مجھے اُس علم میں سے کچھ پڑھائیں جو آپ کو دیا گیا ہے۔''

کیا نبی لکھا پڑھا نہیں ہوسکتا

اعتراض: آج تک کوئی نبی لکھا پڑھا نہیں آیا اور نہ کسی نبی نے کوئی کتاب لکھی۔

جواب: ایسا کہنا صریح جہالت ہے کیونکہ ''اُمّی'' ہونا توصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیّت ہے۔اگر ہر نبی ہی ''اُمّی'' ہوتا تو پھر آپؐ کی یہ خصوصیت کیونکر ہوئی؟ اور پھر اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ (الاعراف: 158) فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟

چنانچہ لکھا ہے: پڑھا لکھا ہونا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے۔حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھے لکھے تھے۔لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ سرِّ نبوّت کی تفصیل، شرح اور علوم باطنی کے سب سے بڑے رازدان تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم کے سوا کسی غیر کی تعلیم کا منّت کش بنانا گوارا نہ فرمایا۔ چنانچہ گذشتہ آسمانی کتب میں بھی اُمّی کے لقب کے ساتھ آپکی بشارتیں دی ہیں۔ (تاریخ القرآن، مصنفہ حافظ محمد اسلم صاحب جے راج پوری، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، صفحہ 13و14)

سیرۃ ابن ہشام میں ہے:''یہی ادریس پیغمبر ہیں اور انہی کو پہلے نبوت ملی اور انہی نے قلم سے لکھنا ایجاد کیا۔'' (سیرۃ ابن ہشام مترجم اردو، جلد1، صفحہ 1)

اعتراض: (احراری امیرِ شریعت) اگر نبی کسی سے پڑھے تو پھر اُستاد کبھی کبھی اس کے کان بھی کھینچے گا، اُسے مار بھی پڑے گی، بڑا ہوکر بھی کس طرح اُن کے سامنے سر اُٹھا سکے گا؟

جواب: ہر طالب علم ضروری تو نہیں کہ تمہارے جیسا ہو لیکن اگر محض احتمال اور فرضی قیاس آرائی پر بنیاد رکھنا جائز ہو تو پھر یہ بھی کہو کہ کسی نبی کا باپ، ماں، بڑا بھائی، داد، چچا کوئی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بچپن میں ان بزرگان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھوں کان کھنچوانے اور مار پڑنے کا خطرہ اور حتمال ہے۔خیر یہ تو بچپن میں مار کھانے کا قصّہ ہے۔لیکن قرآن مجید میں تو لکھا ہے کہ ایک نبی نے بڑے ہوکر بلکہ نبی بن کر اپنے چھوٹے بھائی موسیٰؑ سے ڈاڑھی اور سر کے بال نچوائے ملاحظہ ہو: قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ (سورة طٰہٰ :95) کہ اَے میری ماں کے بیٹے! میری ڈاڑھی اور میرے سر (کے بال) نہ پکڑ! مگر باوجود اس شماتتِ اعداء اور مارپیٹ کے ہارون نبی کے نبی ہی رہے یہ تو قرآن ہے مگر یہاں احراری امیر شریعت کی عقل کے رُو سے کوئی نبی پڑھا لکھا نہیں ہوسکتا۔محض اس خوف سے کہ کہیں بچپن میں اُستاد سے مار نہ کھا بیٹھے پھر بڑا ہوکر کیا کریگا؟

پھر حضرت مسیح موعودؑ کے اساتذہ تو ہمیشہ آپ کی عزّت کرتے تھے اور ہرگز ثابت نہیں کہ حضور کو کسی اُستاد نے کبھی ایک دفعہ بھی مارا ہو۔پس محض فرضی احتمالات وقیاسات پر اعتراضات کی بنیاد رکھنا اور واقعات کو نظر انداز کردینا کسی معقول انسان کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔

نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا

اعتراض: نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا لیکن

افسوس کہ جاہل مولویوں نے ناحق شور مچایا اور آخر حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہی ہوئی جسکے ثبوت سے وہ ایسے نادم ہوئے کہ بس مر گئے

اگر تمام دنیا کے مولوی متفق ہوکر آیت یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بجز مار دینے کے کوئی اور معنے ثابت کرنے چاہیں تو ان کے لئے ہرگز ممکن نہیں اگرچہ اس غم میں مرجائیں۔اسی وجہ سے امام ابن حزم اور امام مالک اور امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے اکابر کا یہی مذہب ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے ہیں۔افسوس کہ جاہل مولویوں نے ناحق شور مچایا اور آخر حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہی ہوئی جس کے ثبوت سے وہ ایسے نادم ہوئے کہ بس مر گئے۔ (ضیاء الحق روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 307)

مرزا صاحب کا نام مرکّب تھا۔

جواب: یہ معیار کہاں لکھا ہے؟ بھلا نام کے مرکب یا مفرد ہونے کا نبوت کے ساتھ کیا تعلق؟

قرآن مجید میں ہے: اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا (آل عمران:46) اس آیت میں فرشتے نے حضرت عیسیٰؑ کا نام اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ بتایا ہے جو مرکب ہے۔

حج نہیں کیا

جواب: حج کیلئے بعض شرائط ہیں: (1) رستہ میں امن ہو مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آلِ عمران:97) (2) صحت ہو (3) بوڑھے والدین نہ ہوں جنکی خدمت اس پر فرض ہو یا چھوٹی اولاد نہ ہو۔ جسکی تربیت اس پر فرض ہو۔ (دیکھو تفسیر کبیر، امام رازی، جلد3، صفحہ 16، صفحہ 17، مطبوعہ مصر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں تینوں شرائط نہ پائی جاتی تھیں۔ لاہور گئے رستہ میں قتل کرنے کیلئے لوگ بیٹھ گئے۔ امرتسر اور سیالکوٹ میں گئے مخالفین نے اینٹیں ماریں۔ دہلی گئے وہاں آپ پر حملہ کیا گیا اور مکّہ میں تو حضرت پر کُفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔ پس آپ پر حج کیلئے جانا فرض نہ تھا کیونکہ حج صرف اس حالت میں ہوسکتا ہے کہ رستہ میں امن ہو۔ خود آنحضرت صلعم نے حدیبیہ کے سال حج نہیں کیا۔ محض اس وجہ سے کہ کافر مانع ہوئے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عکرمہؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ میرا باپ فوت ہوگیا اور اس نے حج نہیں کیا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ فرمایا کیا اگر تیرے باپ پر کوئی قرضہ ہوتا تو تُو اس کو ادا کرتا؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا پھر اللہ کا قرضہ زیادہ قابل ادائیگی ہے یعنی اس کو ادا کردو۔
(نسائی مناسک حج، جلد2، صفحہ 5، مطبوعہ مصر)

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے بھی حج بدل کرایا گیا اور حضرت حافظ احمد اللہ صاحبؓ نے فریضۂ حج ادا کیا۔

فَجِّ الرَّوْحَاءِ

اعتراض: آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مسیح موعود حج کرے گا اور فَجِّ الرَّوْحَاءِ سے عمرہ کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسیح موعودؑ کو حج کرتے دیکھا ہے۔

جواب: آنحضرت صلعم نے دجّال کو بھی حج کرتے دیکھا ہے کیا دجّال بھی حاجی ہوگا؟

باقی رہی حدیث لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا (صحیح مسلم، کتاب الحج) تو یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث کے الفاظ میں اَو۔ اَو۔ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اصل الفاظ محفوظ نہیں۔

مختصر یہ کہ روایت ضعیف ہے اور اس میں زہری کی تدلیس اور لیث کا اضطراب اور حرملہ کی عدم ثقاہت کا دخل ہے۔ لہٰذا حجّت نہیں۔

فَجِّ الرَّوْحَاءِ کوئی میقات نہیں چنانچہ (ا) لَيْسَ بِمِيْقَاتٍ (اکمال الاکمال، شرح مسلم، جلد 3، صفحہ 398) کہ فج روحاء کوئی میقات نہیں (ب) لغت کی کتاب قاموس میں ہے۔ الرَّوْحَاءُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ عَلٰى ثَلَاثِيْنَ وَاَرْبَعِيْنَ مِيْلًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ (قاموس، جلد 3، صفحہ 232) کہ رَوحاء حرمین کے درمیان مدینہ سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ پس یہ نہ میقات ہے اور نہ میقات کے بالمقابل۔

مسلم کی ایک حدیث اس حدیث کی شرح کرتی ہے۔ حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ ہم ایک دن مکّہ اور مدینہ کے درمیان گئے پس ہم ایک وادی سے گذرے آنحضرت صلعم نے پوچھا یہ کونسی وادی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ وادی ارزق۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں (پھر آنحضرت صلعم نے حضرت موسیٰؑ کے رنگ اور بالوں کا کچھ ذکر کیا) انہوں نے اپنی انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالی ہوئی ہیں اور وہ اس وادی سے گزرتے ہوئے لبیک کہہ رہے ہیں راوی کہتا ہے کہ پھر ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک ٹیلے پر پہنچے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا یہ کونسا ٹیلا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر شے ٹیلہ ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ گویا میں یونسؑ کو ایک سُرخ اونٹنی پر سوار ایک صوُف کا جُبہ پہنے ہوئے اس وادی سے گذرتے ہوئے اور لبیک کہتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔
(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، صفحہ 508 مجتبائی)

معلوم ہوا کہ جس طرح کشفی حالت میں آنحضرت صلعم نے ان انبیاء کو تلبیہ کہتے ہوئے دیکھا اسی طرح وادی فج الروحاء میں احرام باندھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔

پس اس کشف کی تعبیر ہوگی اور تعبیر یہ ہے کہ جو شخص یہ دیکھے کہ اس نے حج یا عمرہ کیا ہے پس اسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ لمبی عمر پائیگا اور اس کی مرادیں پوری ہونگی۔ (تعطیر الانام فی تعبیر الاحلام، جلد1، صفحہ 115، باب الحاء)

وعدۂ حفاظت

اعتراض: مرزا صاحب سے تو خُدا کا وعدۂ حفاظت تھا پھر کیا ڈر تھا؟

جواب: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:67) کا وعدہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تھا اور یہ وعدہ ابتدائے نبوّت میں ہوا تھا۔" (دُرِّ منثور، جلد2، صفحہ 298) پھر حضرتؐ ہجرت کیلئے رات کو نکلے اور غارِ ثور میں چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟ نیز دُرِّ منثور میں ہے کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِذَا خَرَجَ بَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْطَالِب مَنْ يَكْلَؤُهٗ نیز دیکھو ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان، جلد نمبر 3، صفحہ 387 وبحر محیط، جلد3، صفحہ 530 مطبوعہ مصر) کہ رسول خدا صلعم جب کہیں جاتے تو حضرت ابوطالب کسی آدمی کو بطور حفاظت ساتھ بھیج دیتے تھے۔

جنگِ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہنی فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ الدِّرْعَ (بیضاوی، جلد1، صفحہ 106) کہ بدر کی جنگ کے موقع پر مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرہ بکتر پہنے ہوئے دیکھا۔

مرزا صاحب نے ملازمت کی

جواب: بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ (بخاری، کتاب الاجارۃ، باب رعی الغَنَمِ، جلد2، صفحہ 22، مصری) کہ مَیں چند قیراط لے کر کفّارِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ نیز قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کا اپنے خُسر کی بکریاں چرانا پڑھو۔

چندہ لیتے تھے؟

اعتراض: حضرت مرز اصاحب چندہ لیتے تھے۔ حالانکہ مہدی نے تو مال بانٹنا تھا۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔

جواب: اگر يُفِيْضُ الْمَالَ (ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی نزول عیسیٰ بن مریم) کو صحیح سمجھ کر یہ معنے کئے جائیں کہ مسیح موعودؑ آکر مال تقسیم کرے گا مگر کوئی اسے قبول نہیں کرے گا تو اس سے مراد دنیوی مال و دولت تو ہو نہیں سکتا کیونکہ ترمذی شریف کی ایک اور صحیح حدیث میں ہے: "اگر انسان کو ایک وادی مال و دولت سے بھرپور مل جائے تو اس پر بھی وہ ضرور دوسری وادی کا آرزومند ہوگا اور جب اس کو دوسری وادی بھی حاصل ہوجائے تو اس پر بھی وہ تیسری وادی کا خواہشمند ہوگا اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کے پیٹ کو سوائے خاک کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ یعنی قبر ہی میں جا کر اسکی حرص مِٹتی ہے۔ (ترمذی، کتاب المناقب ابی ابن کعب، جلد2، صفحہ 225، مجتائی)

پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ انسانی فطرت بدل جائے اور آنحضرت صلعم کا یہ فرمان غلط ہوجائے۔ پس مہدی کے مال بانٹنے سے مراد علوم آسمانی اور حقائق و معارف کا خزانہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کو دیا اور جس کو تمہارے جیسے بدقسمت قبول نہیں کرتے۔

مراق

اعتراض: مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ مجھے مراق ہے۔ (بدر، جلد2، نمبر23، صفحہ 5، کالم نمبر2، تاریخ 7 رجون 1906ء) اور مراق کا ترجمہ ہے ہسٹیریا بقول مرزا بشیر احمد صاحب (سیرۃ المہدی، جلد1، صفحہ 13) اور جسکو ہسٹیریا ہو وہ نبی نہیں ہوسکتا۔ بقول ڈاکٹر شاہ نواز خان

ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں اور عالم الغیب کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ
ہمارا سینہ سراسر نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے اور ہمیں کسی فرد بشر سے عداوت نہیں

ہمیں فی الحقیقت کسی کی بدخواہی دل میں نہیں بلکہ ہمارا خداوند کریم خوب جانتا ہے کہ ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں اور بدی کی جگہ نیکی کرنے کو مستعد ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی سے ہمارا سینہ منور و معمور ہے اور سب کے لئے ہم راحت و عافیت کے خواستگار ہیں......ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں اور عالم الغیب کو گواہ رکھ کر

اسسٹنٹ سرجن جہلم (ریویو آف ریلیجنز، جلد 25، جلد 8، صفحہ 11، اگست 1926) پس ثابت ہوا مرزا صاحب نبی نہ تھے انکو کاٹالیپسی کا مرض تھا۔ (رسالہ مراق مرزا، مؤلفہ حبیب اللہ، صفحہ 2)

جواب: خدا کے انبیاء کو ہمیشہ مجنون ہی کہا جاتا ہے ۔قرآن میں ہے: اَئِنَّا لَتَارِکُوۡۤا اٰلِہَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ (سورۃ الصّٰفّٰت : 37)

سب انبیاء کے سردار آنحضرت صلعم کے بد باطن دشمنوں نے آپؐ کے متعلق بھی یہی بکواس کی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ مجھ کو مراق ہے یہ غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ’’مراق‘‘ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ’’دورانِ سر‘‘ یعنی ’’سردرد‘‘ کا مرض ضرور تھا اور حضرتؑ نے اپنی قریباً ہر ایک کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر حضور نے ایک مقام پر بھی اسکا نام مراق نہیں رکھا۔ بدر 7 جون 1906ء جسکا حوالہ معترضین نے دیا ہے وہ حضرت کی تحریر نہیں بلکہ ڈائری ہے اور ڈائری حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کے بالمقابل اور خلاف ہونے کی صورت میں حجّت نہیں۔ پس اگر ’’مراق کے لفظ سے مراد مالیخولیا‘‘ ہے تو یہ حضرت کی تحریرات کے سراسر خلاف ہے لہٰذا قابلِ قبول نہیں۔ حضرت نے جب صدہا مرتبہ اسی بیماری کا نام اپنی تحریرات میں ’’دوران سر‘‘ تحریر فرمایا ہے اور ایک جگہ بھی ’’مراق‘‘ نہیں لکھا تو ڈائری اس کے خلاف پیش نہیں ہوسکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں ’’ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہوگیا۔ اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر یک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھونگا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔‘‘ (اربعین نمبر 3، صفحہ 30، حاشیہ)

ریشمی کپڑے اور کستوری

اعتراض: ’’مرزا صاحب نے اپنے ایک مُرید کو لکھا کہ میری لڑکی مبارکہ کیلئے ریشمی کُرتا چاہئے جسکی قیمت چھ روپے سے زائد نہ ہو اور گوٹا لگا ہوا ہو۔‘‘ (خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مجموعہ مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور) نیز کستوری استعمال کیا کرتے تھے۔

جواب: کستوری کا استعمال ذیابطیس کی بیماری کے لئے بطور علاج کے تھا اور ہم نے آج تک قرآن مجید، حدیث یا کسی دوسری فقہ کی کتاب میں یہ نہیں پڑھا کہ کستوری حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ یٰۤاَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا (المومنون: 52) کہ اے رسولو! جو پاک چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور نیک کام کرو۔

باقی رہا مبارکہ کیلئے ریشمی کُرتا اور گوٹا لگا ہوا تو عورتوں کیلئے یہ دونوں چیزیں اسلامی شریعت کی رُو سے حلال ہیں۔ ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ خدا کے محبوبوں کو اچھی پوشاکوں اور اچھے کھانوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تو اس کا جواب سُن لو! ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مشک اور عنبر استعمال کرتے تھے۔‘‘ (سیرۃ النبیؐ شبلی نعمانی، حصہ اوّل، جلد 2، صفحہ 162)

ابو داؤد میں ہے کہ ’’ایک صحابی پر کسی حَروری نے اعتراض کیا کہ تم نے قیمتی حُلّہ کیوں پہنا تو انہوں نے جواب میں کہا مَیں نے آنحضرت صلعم کے جسم پر قیمتی لباس دیکھا ہے۔‘‘ (ابوداؤد، صفحہ 559، مصری)

’’حضرت عثمانؓ نے اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھ رکھا تھا۔‘‘

(تاریخ الخلفاء، مصنفہ امام سیوطی مترجم اُردو، صفحہ 189، ذکر حضرت عثمانؓ)

طبیعت کی سادگی اور محویت

اعتراض: حضرت مرزا صاحب بعض اوقات ایک پاؤں کا جُوتا دوسرے میں پہن لیتے تھے۔ کبھی قمیص کے بٹن نیچے اوپر لگا لیتے تھے عام طور پر لوگوں کے نام بُھول جاتے تھے۔ کیا اس قسم کا شخص بھی مقرب بارگاہ الٰہی ہوسکتا ہے؟

جواب: یہی تو مقربان بارگاہِ الٰہی کی علامت ہے کہ اُن کو انقطاع الی اللہ کی وہ حالت میّسر ہوتی ہے جس سے دُنیادار لوگ بکّلی محروم ہوتے ہیں اُن کی یہ محویت اس لئے ہوتی ہے کہ انہیں دُنیا اور اس کے دھندوں کی طرف توجہ کرنے کیلئے وقت ہی نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ دن رات اپنے خالق کی طرف سے مفوضہ فرائض کی سرانجام دہی میں مصروف رہتے ہیں ان کو دُنیا اور دُنیا کے دھندوں میں قطعاً انہماک نہیں ہوتا کیونکہ وہ دنیا میں نہیں ہوتے ۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم تو بستے ہیں فلک پر اِس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

(درثمین اُردو، صفحہ 82)

حضرت سفیان ثوریؒ کی نسبت لکھا ہے: ’’ایک دفعہ آپ نے ایک کپڑا اُلٹا پہن لیا۔ لوگوں نے کہا کہ سیدھا کرکے پہنو۔ مگر آپ نے نہ کیا اور فرمایا۔ کہ یہ کپڑا مَیں نے خدا کی خاطر پہنا ہے، خلقت کی خاطر اس کو بدلنا نہیں چاہتا۔‘‘ (تذکرۃ الاولیاء اردو، صفحہ 140، سولھواں باب، شائع کردہ برکت علی اینڈ سنز)

عدم احترام رمضان کا الزام

اعتراض: حضرت مرزا صاحب نے امرتسر میں رمضان کے ایّام میں تقریر کرتے ہوئے چائے پی لی اور رمضان کا احترام نہ کیا۔

جواب: حضرت مسیح موعودؑ امرتسر میں مسافر تھے اس لئے بموجب شریعت آپ پر روزہ رکھنا فرض نہ تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ (البقرہ: 185) کہ بیمار اور مسافر بجائے رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد میں روزہ رکھ کر گنتی پوری کرے۔

حدیث شریف میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوۃِ۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ، جلد 3، صفحہ 347) یعنی اللہ تعالیٰ نے مسافر پر سے روزے اور نصف نماز کا حکم اُٹھا دیا ہے۔

اور بخاری کتاب الصیام میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روزہ رکھ کر مکّہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقام عسفان پر پہنچ کر حضور صلعم نے پانی منگوایا اور پھر پانی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اِس غرض سے اونچا اُٹھایا کہ سب لوگ آپؐ کو پانی پیتے ہوئے دیکھ لیں۔ پھر آپ نے روزہ توڑ دیا اور یہ واقعہ رمضان کے مہینہ میں ہوا۔ (بخاری، کتاب الصیام باب مَنۡ اَفۡطَرَ فِی السَّفَرِ لِیَرَاہُ النَّاسُ و مسلم کتاب الصیام، صفحہ 356)

بہشتی مقبرہ

قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ (سورۃ توبہ: 111) یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ یہ سودا کیا ہے کہ اُنکی جانیں اور اُن کے مال لے لئے ہیں اور اُن کے بدلے انکو ’’جنّت‘‘ دی ہے۔

اِسی طرح سورۃ صف آیت 11، 13 رکوع 2 میں ’’احمد رسول‘‘ کے متّبعین کو بالخصوص مخاطب کرکے فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ○ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَاَنۡفُسِکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ○ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَیُدۡخِلۡکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

(سورۃ الصّف: 11 تا 13)

اِس آیت میں اُن مومنوں کیلئے جو ایمان اور عملی صورت میں مالی وجانی قربانیاں کرنے والے ہوں جنت کا وعدہ دیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل حوالجات ملاحظہ ہوں:

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ مِثْلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرَقَ (مستدرک امام حاکمؒ، بحوالہ جامع الصغیر للسیوطی، جلد 2، صفحہ 155، باب المیم وتجرید الاحادیث از علامہ مناوی، صفحہ 307) کہ میرے اہلِ بیت کی مثال نوح کی کشتی کی سی ہے جو کوئی اِس کشتی پر سوار ہوگا نجات پائیگا اور جو اُن سے پیچھے ہٹے گا وہ غرق ہوجائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’کوئی

کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ سراسر نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے اور ہمیں کسی فرد بشر سے عداوت نہیں اور گو کوئی بدظنی کی راہ سے کیسی ہی بدگوئی و بدزبانی کی مشق کر رہا ہے اور ناخداترسی سے ہمیں آزار دے رہا ہے ہم پھر بھی اس کے حق میں دعا ہی کرتے ہیں کہ اے خدائے قادر وتوانا اس کو سمجھ بخش اور ہم اس کو اس کے ناپاک خیال اور ناگفتنی باتوں میں معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ابھی اس کا مادہ ہی ایسا ہے اور ہنوز اُس کی سمجھ اور نظر اسی قدر ہے کہ جو حقائق عالیہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 646)

یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیوں کر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 20، الوصیت، صفحہ 321، حاشیہ)

حضرت ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:’’جو جنازہ میری قبر کے پاس سے گزرے گا اُسکی مغفرت ہوگی۔‘‘ (تذکرۃ الاولیاء ایڈیشن متذکرہ بالا، صفحہ 300، باب نمبر 79)

دن میں سو سو دفعہ پیشاب

اعتراض: مرزا صاحب نے اربعین نمبر 4 صفحہ 4 و صفحہ 5 طبع اوّل میں لکھا ہے کہ مجھے دن میں بعض دفعہ سو سو دفعہ پیشاب آ جاتا ہے۔ مرزا صاحب نماز کس وقت پڑھتے ہوں گے؟

جواب: یہ تو ’’بعض‘‘ مواقع کا ذکر ہے۔ ورنہ عام طور پر حضرت اقدسؑ کو 15، 20 مرتبہ پیشاب آتا تھا۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ 364، و نسیم دعوت، صفحہ 69، طبع اوّل)

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ایّوب علیہ السلام کے ابتلاء کی تفصیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: (ترجمہ) یعنی دشمن خُدا (ابلیس) لپک کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو حضرت ایوب علیہ السلام سجدے میں گرے ہوئے تھے۔ پس شیطان نے زمین کی طرف سے اُس کی ناک میں پھونک ماری جس سے آپ کے جسم پر سر سے پاؤں تک زخم ہوگئے اور اُن میں نا قابل برداشت کھجلی شروع ہوگئی۔ حضرت ایّوب علیہ السلام اپنے ناخنوں سے کھجلاتے رہے یہاں تک کہ آپ کے ناخن جھڑ گئے پھر کھردرے کمبل سے جسم کو کھجلاتے رہے۔ پھر مٹی کے ٹھیکروں اور پتھروں وغیرہ سے کھجلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اُنکے جسم کا گوشت علیحدہ ہوگیا اور اُس میں بدبو پڑ گئی۔ پس گاؤں والوں نے آپکو باہر نکال کر ایک رُوڑی پر ڈال دیا اور ایک چھوٹا سا عریش اُن کو بنا دیا۔ آپکی بیوی کے سوا باقی سب لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی...... حضرت ایوبؑ نے بارگاہِ خداوندی میں نہایت تضرّع سے یہ دُعا کی کہ اے میرے رب! مجھے تُونے کِس لئے پیدا کیا تھا؟ اے کاش! مَیں حیض کا چیتھڑا ہوتا کہ میری ماں اُسے باہر پھینک دیتی۔ اے کاش! مجھے اس گناہ کا علم ہوسکتا جو مجھ سے سرزد ہوا اور اس عمل کا پتا لگ سکتا جسکی پاداش میں تُونے اپنی توجہ مجھ سے ہٹالی ...... الٰہی میں ایک ذلیل انسان ہوں۔ اگر تُو مجھ پر مہربانی فرمائے تو یہ تیرا احسان ہے اگر تکلیف دینا چاہے تو تُو میری سزا دہی پر قادر ہے...... الٰہی میری انگلیاں جھڑ گئی ہیں اور میرے حلق کا کوّا بھی گر چکا ہے۔ میرے سب بال جھڑ گئے ہیں۔ میرا مال بھی ضائع ہو چکا ہے اور میرا یہ حال ہوگیا ہے کہ مَیں لُقمے کیلئے سوال کرتا ہوں تو کوئی مہربان مجھے کھلا دیتا ہے اور میری غربت اور میری اولاد کی ہلاکت پر مجھے طعنہ دیتا ہے ......ابن شہاب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ایوبؑ اس مصیبت میں اٹھارہ سال تک مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ سوائے دو بھائیوں کے باقی سب دُور نزدیک کے لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 180، طبع اوّل، مطبوعہ مصر زیر آیت وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (سورۃ انبیاء: 84 رکوع 6)

تصویر کھنچوانا

اعتراض: مرزا صاحب نے فوٹو کھنچوائی، حالانکہ لکھا ہے کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ۔

جواب: قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کے متعلق لکھا ہے: یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا (سورۃ سبا: 14)

اِن آیات کا ترجمہ تفسیر حسینی الموسومہ بہ قادری میں مندرجہ ذیل ہے:’’کام بناتے تھے جنّ سلیمان (علیہ السلام) کے واسطے جو چاہتے تھے سلیمان۔ دَر اور دالان اچھے اور دیواریں خوب...... اور بناتے تھے مُورتیں اور فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی صورتیں اِس وضع پر کہ جس پر نہ کہ عبادت کے وقت رہتے تھے۔ تا کہ لوگ اُن تصویروں کو دیکھ کر اسی صورت میں عبادت کریں اور بناتے تھے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے واسطے لکڑی وغیرہ سے کاسے۔ بڑے حوضوں کے مثل اور دیگیں اونچی اونچی ...... کہا ہم نے کہ نیک کام کرو، اے آل داؤد! واسطے شکرانِ نعمتوں کے کہ ثابت ہیں۔‘‘ (تفسیر قادری المعروف تفسیر حسینی اُردو، جلد 2، صفحہ 279)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ عَلٰى اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ تَابُوْتًا فِیْهِ صُوَرُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ اَوْلَادِهٖ فَتَوَارَثَهٗ اَوْلَادُ اٰدَمَ اِلٰۤى اَنْ وَصَلَ اِلٰى یَعْقُوْبَ۔ (تفسیر کبیر امام رازیؒ، جلد 2، صفحہ 436، مصری) ’’یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر ایک ’’تابوت‘‘ نازل فرمایا جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہونے والے سب نبیوں کی تصویریں تھیں۔ پس وہ صندوق اولادِ آدمؑ میں بطور ورثہ چلتا چلا آیا یہاں تک کہ حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچا۔‘‘

وفات

اعتراض: مرزا صاحب کی وفات ہیضہ سے ہوئی۔ سیرت مسیح موعودؑ مؤلفہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے آخری صفحہ پر لکھا ہے کہ وفات کے قریب آپ کو دست آئے۔

جواب: دستوں کا آنا ہیضہ کو مستلزم نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو دستوں کی پُرانی بیماری تھی۔ چنانچہ 1903ء میں یعنی اپنی وفات سے چھ سال قبل حضرت اقدس علیہ السلام اپنی کتاب ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ صفحہ 44 پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے دستوں کی پُرانی بیماری ہے۔

نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے

اعتراض: حدیث میں ہے مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ مگر مرزا صاحب فوت لاہور میں ہوئے اور دفن قادیان میں۔

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے راوی الحسین بن عبداللہ کے متعلق لکھا ہے تَرَكَهٗ اَحْمَدُ بْنُ الْحَنْبَلُ وَعَلِیُّ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ یُقَالُ اَنَّهٗ كَانَ یَتَّهَمُ بِالزَّنْدِقَةِ (حاشیہ علامہ سندی برابن ماجہ، صفحہ 256 مصری) یعنی امام احمد بن حنبلؒ اور علی ابن المدینیؒ اور نسائیؒ راوی کو ترک کیا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ زندیق ہے۔

اے بندگان خدا فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمت الٰہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی

یہ نشان اسی ملک اور اسی مقام میں ظاہر ہوا اور بلاد عرب اور شام میں کچھ اس کا نشان نہ پایا گیا سو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صدق دعویٰ پر ایک نشان

تم لوگ ایک حدیث پیش کیا کرتے ہو کہ یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، فصل نمبر 3) پس اگر یہ درست ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے تو بتاؤ کیا عیسیٰؑ بوقتِ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں داخل ہوکر آنحضرتؐ کی قبر پر لیٹ جائیں گے۔

یہ روایت واقعات کے بھی خلاف ہے۔ روایت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں فوت ہوئے۔ پس وہ مصر سے ارض شام کی طرف اُٹھا کر لائے گئے اور موسیٰ علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت بہت مدّت گزرنے کے بعد شام میں لایا گیا۔

(شمائل ترمذی حاشیہ نمبر 1، صفحہ 28 مصری)

وراثت

اعتراض: (1) بخاری میں ہے کہ نبیوں کا ورثہ نہیں ہوتا، لیکن مرزا صاحب کا ورثہ تھا۔ (2) مرزا صاحب نے لڑکیوں کو ورثہ دینے کی مسلمانوں کو تلقین نہیں کی اور نہ آپ کی لڑکیوں کو ورثہ ملا۔

پہلے سوال کا جواب: اُسی بخاری میں جہاں آنحضرت صلعم کی حدیث انبیاء کے ورثہ والی درج ہے۔ وہیں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ ذیل تشریح بھی درج ہے: یُرِیْدُ بِذَالِکَ نَفْسَهٗ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث بنی نضیر، جلد 3، صفحہ 11، مطبع عثمانیہ مصر، نیز تجرید بخاری مترجم اُردو، جلد 2، صفحہ 245، روایت 435، قصہ بنو نضیر) یعنی آنحضرت صلعم کی اس سے مراد صرف اپنا وجود تھا۔ باقی انبیاء کی وراثت کے متعلق بیان کرنا مقصود نہ تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام خدا کے نبی اور بادشاہ تھے۔ آپکی وفات کے بعد آپ کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے وارث ہوئے۔ تخت کے بھی اور نبوت کے بھی۔ قرآن مجید میں ہے وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ (النحل: 17) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وارث ہوئے حضرت داؤدؑ کے گویا نبی (سلیمانؑ) نے ورثہ لیا اور نبی (داؤد) کا ورثہ اُن کے وارث نے حاصل بھی کیا۔ چنانچہ حضرت امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں: حضرت زکریاؑ نے خدا سے دُعا کی اے خُدا! مجھے بیٹا عطا کر جو یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ (مریم: 7) کہ وہ بیٹا میرا اور یعقوب کے گھرانے کا وارث ہو۔ اِنَّ الْمُرَادَ مِنْ وَرَاثَةِ الْمَالِ (لوذی، جلد 2، صفحہ 92)

دوسرے سوال کا جواب: تمہارا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کی بیٹیوں کو ورثہ نہیں ملا سفید جھوٹ ہے۔ کاغذاتِ مال اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت اقدس کی دونوں بیٹیوں کو شریعت اسلام کے عین مطابق پورا پورا حصّہ دیا گیا اور وہ اپنے اپنے حصوں پر قابض ہیں۔ رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی یا نہیں کہ لڑکیوں کو ورثہ دینا چاہئے تو اس کا جواب یقیناً اثبات میں ہے۔

حضرت مرزا صاحب
کے ماننے والوں کا کیا نام رکھا گیا

اعتراض: احراری معترض نے یہ مغالطہ بھی دیا ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا نام ''مسلمان'' نہیں رکھا بلکہ ''احمدی'' رکھا اور مردم شماری کے کاغذوں میں بھی جماعت کو ''احمدی'' کا نام لکھانے کی ہدایت کی۔

جواب: یہ محض تلبیس اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز اپنی جماعت کا نام محض ''جماعتِ احمدیہ'' یا اپنے ماننے والوں کا نام محض ''احمدی'' نہیں رکھا اور نہ اپنی جماعت کو محض ''احمدی'' نام مردم شماری کے کاغذوں میں لکھانے کی ہدایت فرمائی۔ حضور تحریر فرماتے ہیں: اور وہ نام جو اس سلسلہ کیلئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کیلئے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کیلئے ہم گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی ''مسلمان فرقہ احمدیہ''

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 364، 365)

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا۔ حکم دیا کہ بیمار کی عیادت کریں، جنازوں میں شامل ہوں۔ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دیں۔ قسم کھانے والے کو قسم پوری کرنے میں امداد دیں۔ مظلوم کی مدد کریں۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کریں اور سلام کو رواج دیں۔ آپؐ نے ہمیں روکا: سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتن میں پانی پینے سے، سرخ رنگ کے ریشمی گدّوں پر بیٹھنے سے، قسی نامی کپڑا پہننے سے، اطلس اور دیباج پہننے سے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب تشمیت العاطس)

ہے پس تم ایک ایک ہوکر کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص بخیل اور دشمن ہو اس کو چھوڑ دو پھر فکر کرو اور عناد کو چھوڑ دو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے تئیں ہلاک مت کرو اور جلدی سے کنارہ کش مت ہو جاؤ۔ اے بندگان خدا فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمت الٰہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالب حق ہو۔ (نُورالحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8، صفحہ 215)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر اعتراضات کے جوابات

ذیل میں مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادمؔ کی کتاب ’’مذہبی انسائیکلو پیڈیا یعنی مکمل تبلیغی پاکٹ بک‘‘ سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر اعتراضات کے جوابات پیش ہیں۔ (ادارہ)

شاعر ہونا

اعتراض: قرآن مجید میں ہے : وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ نیز وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ (الشعرا:225) نبی شاعر نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب شاعر تھے۔

جواب: بیشک قرآن مجید میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شاعر نہ تھے اور قرآن مجید نے شاعر کی تعریف بھی کر دی ہے، فرمایا : اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِىۡ كُلِّ وَادٍ يَّهِيۡمُوۡنَ وَاَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا يَفۡعَلُوۡنَ (سورة الشعرا:226، 227) کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ شاعر ہر وادی میں سرگردان پھرتے ہیں۔ یعنی ہوائی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ گویا شاعر وہ ہے (1) جو ہوائی گھوڑے دوڑائے (2) اسکے قول اور فعل میں مطابقت نہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ (یٰس:70) کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر نہیں سکھایا۔ اب اگر ’’شعر‘‘ سے مراد کلامِ موزوں لیا جائے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا گیا ہے اس میں کلام موزوں بھی ہے جیسا کہ یہ آیت جَآءَ الۡحَـقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا (بنی اسرائیل:82)

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے موقع پر مندرجہ ذیل شعر پڑھا:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

(بخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حُنَیْنٍ، جلد3، نمبر41 مصری) کہ میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں اور مَیں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر حدیث شریف میں ہے کہ ایک جنگ کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُنگلی پر زخم آ گیا تو آپ نے اُس اُنگلی کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا:

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من ینکب او یُطۡعِنُ فی سبیل اللہ) کہ سوائے اس کے نہیں کہ تو ایک اُنگلی ہے جس میں سے کہ خون بہہ رہا ہے اور جو کچھ تجھے ہوا خدا کی راہ میں ہوا ہے۔ اب یہ بھی کلام موزوں ہے۔ پس اگر شعر سے مراد کلامِ موزوں لیا جائے تو یہ بالبداہت باطل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس کی زد پڑتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ شعر سے مراد جھوٹ ہی ہے پس نفس شعر بلحاظ کلام موزون کے بُری چیز نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر نہ کہتے اور نہ پڑھتے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا الہام ہے:

’’در کلامِ تو چیزے ست کہ شعراء رادراں دخلے نیست‘‘ (تذکرہ، صفحہ 595 و صفحہ 658، ایڈیشن سوم)

غلط حوالے اور جھوٹ کے الزامات

اعتراض: مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بعض حوالے غلط دیئے ہیں۔ مثلاً هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي بخاری میں نہیں ہے۔

جواب: نبی کو ہم سہو اور نسیان سے پاک نہیں مانتے۔ قرآن میں ہے: فَنَسِيَ (طٰہٰ: 116) کہ آدم بھول گیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے متعلق نَسِيَا حُوْتَهُمَا (الکہف: 62) کہ وہ مچھلی بھول گئے اور آگے لکھا ہے کہ شیطان نے انہیں بُھلا دیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف :111) نیز اُصِيْبُ وَاُخْطِئُ (نبراس شرح الشرح لعقائد نسفی، صفحہ 393) کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ بعض دفعہ خطا کرتا ہوں۔

(هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب شہادۃ القرآن، صفحہ 41، ایڈیشن اوّل میں جو یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں ہے، اس کے متعلق بھی ہم وہی جواب دیتے ہیں جو حضرت ملا علی قاریؒ نے امام ابن الربیع کی طرف سے دیا تھا۔ وَلٰكِنْ قَوْلُ الْبُخَارِيِّ سَهْوُ قَلَمٍ اَمَّا مِنَ النَّاقِلِ اَوْمِنَ الْمُصَنِّف (موضوعات کبیر، صفحہ 37) کہ یہ قول کہ یہ حدیث میں ہے یا تو سہو کتابت ہے یا سبقتِ قلمِ مصنّف۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں صاف طور پر فرما دیا ہے: ’’اور مَیں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے امامین حدیث (بخاری و مسلم۔ خادم) نے انکو نہیں لیا۔‘‘ (ازالہ اوہام، صفحہ 568، ایڈیشن اوّل حصہ دوم)

گویا بخاری و مسلم میں مہدی کے متعلق احادیث نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ ’’هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ‘‘ (آسمان سے آواز آنا کہ یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے) بہرحال مہدی کے متعلق ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے صاف بیان کے مطابق یہ حدیث بخاری میں نہیں۔

بھلا تم لوگ بھی حضرت مسیح موعودؑ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگا سکتے ہو، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو تم بھی مانتے ہو اور جنکے متعلق قرآن مجید میں ہے۔ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (سورة مریم 42) کہ وہ سچ بولنے والے نبی تھے، تم اُنکے متعلق بھی یہ کہتے ہو اور مانتے ہو کہ انہوں نے تین جھوٹ بولے۔ جس نبی کو قرآن کریم سچّا کہتا ہے۔ تم اس کے متعلق کہتے ہو کہ اُس نے نعوذ باللہ تین جھوٹ بولے گویا تمہارے نزدیک جھوٹ بولنا معیار صداقت ہے۔

قرآن و حدیث میں طاعون

اعتراض: مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن و حدیث میں طاعون کی پیشگوئی ہے یہ جھوٹ ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (النمل:83) کہ جب ان پر اتمام حجّت ہو جائیگی تو ہم اُن کیلئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو انکو کاٹے گا۔ کیونکہ لوگ خدا کی آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔

حدیث صحیح مسلم میں ہے: فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ (مسلم، جلد2، کتاب الفتن، صفحہ 277) پس خدا کا نبی مسیح موعودؑ اور اسکے صحابی متوجہ ہونگے اور خدا تعالیٰ اُن کے مخالفوں کی گردنوں میں ایک پھوڑا (طاعون) ظاہر کریگا۔ پس وہ صبح کو ایک آدمی کی موت کی طرح ہو جائیں گے۔ (نغف کے معنے پھوڑا اور طاعون ہے دیکھو عربی ڈکشنری مصنفہ LANE، جلد8، صفحہ 2818 وضمیمہ، صفحہ 3036)

بحار الانوار میں ہے: قُدَّامُ الْقَائِمِ مَوْتَانِ مَوْتٌ اَحْمَرُ وَمَوْتٌ اَبْيَضُ الْمَوْتُ الْاَحْمَرُ السَّيْفُ وَالْمَوْتُ الْاَبْيَضُ الطَّاعُوْنُ (بحار الانوار مصنفہ باقر محمد تقی محمد ایران، جلد13، صفحہ 156) کہ امام مہدیؑ کی علامات میں ہے کہ اسکے سامنے دو قسم کی موتیں ہونگی۔ پہلی سُرخ موت اور دوسری سفید موت۔ پس سُرخ موت تو تلوار (لڑائی) ہے اور سفید موت طاعون ہے۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یہی طاعون ہے اور یہی وہ دابۃ الارض ہے جسکی نسبت قرآن شریف

اَے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے!

یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدّد ہونے کے دعوے کئے تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنؤ وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدّد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 462 حاشیہ)

میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اُسکو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (النمل:83) اور جب مسیح موعود کے بھیجنے سے حجّت ان پر پوری ہوجائیگی۔ تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کریگا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔" (دیکھو سورۃ النمل الجزو نمبر 20، نزول المسیح، صفحہ 38، پہلا ایڈیشن)

"یادرہے کہ اہل سنت میں صحیح مسلم اور دوسری کتابوں اور شیعہ کی کتاب اکمال الدین مصنفہ ابی جعفر محمد بن علی 381ھ نجف میں بتصریح لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑیگی بلکہ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اسکے صفحہ 348 میں لکھا ہے کہ یہ بھی اُسکے ظہور کی ایک نشانی ہے کہ قبل اسکے کہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے، دُنیا میں سخت طاعون پڑے گی۔" (نزول المسیح، صفحہ 18، صفحہ 19، ایڈیشن اوّل)

مفتری جلد پکڑا جاتا ہے

اعتراض: حضرت نے لکھا ہے: "دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور مَیں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں۔"
(نشان آسمانی، صفحہ 37)

حالانکہ قرآن پاک میں کہیں نہیں لکھا کہ مَیں مفتری کو جلد ہلاک کرتا ہوں بلکہ اس کے اُلٹ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ-مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا (یونس: 70، 71) (محمدیہ پاکٹ بک، صفحہ 151 و 173، مطبوعہ یکم مارچ 1938)

اس جگہ جو آیت پیش کی گئی ہے اس کے متعلق ہے کہ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا سے مراد معترض نے غالباً "لمبی مہلت" لی ہے تبھی تو اس کو "جلد پکڑے جانے" کے "الٹ" قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے تم خود اپنی محمدیہ پاکٹ بک، صفحہ 272 و صفحہ 247، مطبوعہ 1935ء پر اپنے ہاتھ کاٹ چکے ہو۔ جہاں پر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت نقل کی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النحل: 117، 118) اور خود ہی ترجمہ بھی کیا ہے "تحقیق مفتری نجات نہیں پائیں گے انہیں نفع تھوڑا ہے۔ عذاب دردناک۔"

گویا پہلی آیت میں جو صرف متاعٌ کا لفظ تھا جس سے تم نے مغالطہ دینا چاہا کہ گویا مفتری کو "لمبی مہلت" ملتی ہے۔ اس آیت نے صاف کردیا کہ متاعٌ قَلِيْلٌ کہ لمبی مہلت نہیں بلکہ "تھوڑی مہلت" ملتی ہے۔

كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا

اعتراض: (ا) مرزا صاحب نے چشمہ معرفت ضمیمہ صفحہ 10 میں حدیث لکھی ہے کہ كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ كَاهِنًا اسکا حوالہ دو۔ (ب) مرزا صاحب نے ایسے شخص کو نبی کہا ہے جسکا قرآن میں نام نہیں۔

جواب: یہ حدیث تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف میں ہے۔ قرآن مجید میں ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (النحل: 37) کہ ہم نے ہر قوم میں نبی بھیجے ہیں۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر: 25) وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد: 8)

پس ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ قرآن مجید کے قبل بھی ہندوستان میں کوئی نبی ہو چکا ہے۔

باقی رہا اُنکو نبی قرار دینا جسکا نام قرآن مجید میں بطور نبی نہ لکھا ہوا ہو تو آپ ہی کے علماء نے مندرجہ ذیل بزرگوں کو نبی کیسے قرار دیا۔ (1) ذوالقرنین نبی تھا۔ (تفسیر کبیر امام رازی، جلد 5، صفحہ 572) حالانکہ قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا کہ ذوالقرنین نبی تھا (2) خضر (تفسیر کبیر، جلد 5، صفحہ 737) حالانکہ قرآن مجید میں خضر کا نام تک نہیں (3) لقمان (ابن جریر، جلد 21، صفحہ 24 مصری) (4) فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ والی آیت سورۃ یٰسین کے متعلق مفسرین نے (خصوصاً حضرت ابن عباسؓ نے) یوحنا، پولوس، شمعون کو "هُمْ رُسُلُ اللّٰهِ" کہا ہے (روح المعانی، جلد 7، صفحہ 202) (5) خالد بن سنان نبی تھا (جمل لابی بقا، جلد 1، صفحہ 499 و تفسیر حسینی جلد 1، صفحہ 129) (6) نیز مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی کرشن کو نبی مانا ہے۔ (دیکھو دھرم پرچار، صفحہ 8 و مباحثہ شاہجہان پور، صفحہ 31)

وعدہ خلافی

اعتراض: مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا اشتہار دیا۔ لوگوں سے روپے لئے کہ تین سو دلائل (براہین احمدیہ حصّہ پنجم دیباچہ، صفحہ 5) لکھوں گا۔ مگر سب روپیہ کھا گئے اور دلائل شائع نہ کئے جس سے قومی نقصان ہوا اور وعدہ خلافی بھی۔

جواب: اس اعتراض کے تین حصے ہیں (1) وعدہ خلافی (2) روپیہ (3) قومی نقصان۔

وعدہ خلافی کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا ارادہ توفی الواقع تین سو دلائل براہین احمدیہ نامی کتب ہی میں لکھنے کا تھا۔ مگر ابھی چار حصّے ہی لکھنے پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مامور فرمادیا اور اُس سے زیادہ عظیم الشان کام کی طرف متوجہ کردیا۔ اس لئے حضورؑ کو مجبوراً براہین احمدیہ کی تالیف کا کام چھوڑنا پڑا اور یہ بات اہلِ اسلام کے ہاں مسلّم ہے کہ حالات کے تبدیل ہونے کے ساتھ وعدہ بھی تبدیل ہوجاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن مَردوں عورتوں کے ساتھ جنت کا وعدہ کرتا ہے۔ اب اگر ایک مومن مُرتد ہوجائے تو گو پہلے خدا کا اس کے ساتھ وعدہ جنت کا تھا مگر اب وہ دوزخ کے وعدہ کا مستحق ہوجائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبدیلیٔ حالات کا ذکر براہین احمدیہ حصہ چہارم کے ٹائٹل پیج کے آخری صفحہ پر زیرِ عنوان "ہم اور ہماری کتاب" فرمایا ہے۔

دوسرا سوال براہین احمدیہ کا روپیہ: اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اعلان پڑھو: "ایسے لوگ جو آئندہ کسی وقت جلد یا بدیر اپنے روپیہ کو یاد کرکے اس عاجز کی نسبت کچھ شکوہ کرنے کو تیار ہیں یا اُن کے دل میں بھی یہ بدظنّی ہوسکتی ہے۔ وہ براہِ مہربانی اپنے ارادہ سے مجھ کو بذریعہ خط مطلع فرمادیں اور مَیں اُن کا روپیہ واپس کرنے کیلئے یہ انتظام کرونگا کہ ایسے شہر میں یا انکے قریب اپنے دوستوں میں سے کسی کو مقرر کردوں گا کہ تا چاروں حصّے کتاب کے لیکر روپیہ اُنکے حوالے کرے اور مَیں ایسے صاحبوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور دُشنام دہی کو بھی محض للہ بخشتا ہوں کیونکہ مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے لئے قیامت میں پکڑا جائے اور اگر ایسی صورت ہو کہ خریدارِ کتاب فوت ہوگیا ہو اور وارثوں کو کتاب بھی نہ ملی ہو۔ تو چاہیے کہ وارث چار معتبر مسلمانوں کی تصدیق خط میں لکھوا کر کہ اصلی وارث وہی ہے وہ خط بھیج دے۔ تو بعد اطمینان وہ روپیہ بھی بھیج دیا جائیگا۔"
(تبلیغ رسالت، جلد 3، صفحہ 35، 36)

اس بات کا ثبوت کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض اعلان پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اس کے مطابق عملی طور پر روپیہ واپس بھی کیا دشمنِ سلسلہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا مندرجہ ذیل معاندانہ بیان ہے: "پوری قیمت وصول کرکے اور سوا سو آدمیوں کو قیمت واپس دیکر کُل کی طرف سے اپنے آپ کو فارغ البال سمجھا جائے۔" (الذکر الحکیم، صفحہ 6، کانا دجّال، صفحہ 40، آخری سطر)

گویا شدید سے شدید دشمن بھی تسلیم کرتا ہے کہ قیمت واپس دی گئی گو وہ اپنے دجّالانہ فریب سے حق کو چھپانے کی کوشش کررہا ہے تاہم حق بات اس کے قلم سے نکل گئی۔ باقی رہا تیسرا سوال کہ تین سو دلائل لکھتے تو اسلام کو فائدہ ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصّوں میں حضرت اقدس علیہ السلام نے اسلام کی صداقت پر دو قسم کے دلائل دیئے ہیں: (1) اعلیٰ تعلیمات (2) زندہ معجزات اور حقیقت یہ ہے کہ یہی دونوں ہزارہا دلائل پر حاوی ہیں۔

چنانچہ خود حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے: "مَیں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثباتِ حقیت اسلام کیلئے تین سو

آسمانی نشانوں میں جو مجھے عطا ہوئے ہیں، میرا مقابلہ کرسکو تو میں جھوٹا ہوں

"اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے معنے بجُز مارنے اور ہلاک کرنے کے کسی حدیث سے کچھ اَور ثابت کرسکو یا کسی آیت یا حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم عنصری آسمان پر چڑھنا یا مع جسم عنصری آسمان سے اُترنا ثابت کرسکو یا اگر اخبار غیبیہ میں جو خدا تعالیٰ سے مجھ پر ظاہر ہوتی ہیں میرا مقابلہ کرسکو یا استجابتِ دعا میں میرا مقابلہ کرسکو یا تحریر زبان عربی میں میرا مقابلہ کرسکو یا اَور آسمانی نشانوں میں جو مجھے عطا ہوئے ہیں، میرا مقابلہ کرسکو تو میں جھوٹا ہوں۔ آپ لوگ تو ان سوالات کے وقت مُردہ کی طرح ہوگئے۔ یہی وجہ تو ہے کہ آپ لوگوں کو چھوڑ کر ہزارہا نیک مرد اور عالم فاضل اس جماعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔" (تحفہ غزنویہ، جلد 15، صفحہ 543)

دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا اور مذکورہ بالا دلائل کے لکھنے کیلئے مجھے شرح صدر عنایت کیا۔'' (روحانی خزائن، جلد 21، دیباچہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم، صفحہ 6)

مبالغہ کا الزام

اعتراض: مرزا صاحب نے مبالغے کئے ہیں۔ لکھا ہے کہ میرے شائع کردہ اشتہارات ساٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ اربعین نمبر 3، صفحہ 29، طبع اوّل۔ اور میری کتابیں پچاس الماریوں میں سما سکتی ہیں؟

(تریاق القلوب، صفحہ 15، طبع اوّل)

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین نمبر 3، صفحہ 29 کی محوّلہ عبارت میں یہ نہیں لکھا کہ مَیں نے ساٹھ ہزار اشتہار تحریر یا تصنیف کیا ہے بلکہ لکھا ہے کہ ''شائع'' کیا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ اربعین کی تحریر (1900ء) تک جس قدر اشتہارات حضور علیہ السلام نے شائع فرمائے تھے اُن کی ''مجموعی تعدادِ اشاعت'' ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ جو درست ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل اشتہارات جو میر قاسم علی صاحب کو دستیاب ہو سکے وہ 261 ہیں۔ میر صاحب نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ تبلیغ رسالت میں مطبوعہ اشتہارات کے سوا اور کوئی اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شائع کردہ نہیں۔ ان مطبوعہ اشتہارات میں سے اکثر اشتہارات کی ''تعداد اشاعت'' سات سات سو ہے۔ جیسا کہ اُن میں سے بعض اشتہارات کے آخر میں درج ہے۔ (تبلیغ رسالت، جلد 7، صفحہ 50)

بعض اشتہارات کی تعداد چھ ہزار بھی ہے۔ (تبلیغ رسالت، جلد 10، صفحہ 82)

غرضیکہ ''تعداد اشاعت'' اشتہارات کی مختلف ہے اگر فی اشتہار تین صد اوسط سمجھ لی جائے اور اس حساب سے تبلیغ رسالت میں مجموعہ 261 اشتہارات کی تعدادِ اشاعت 67800 بنتی ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''ساٹھ ہزار'' کے قریب قرار دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے رسائل اور کتب کی اشاعت کے لحاظ سے تعداد مدّنظر رکھ کر تحریر فرمایا ہے کہ: ''اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں اُن سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب، صفحہ 15، طبع اوّل)

اور یہ درست ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف کردہ کتب کی تعداد خود مصنّف محمدیہ پاکٹ بک نے بھی اسّی تسلیم کی ہے جن میں سے براہین احمدیہ، تحفہ گولڑویہ، ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، حقیقۃ الوحی، چشمہ معرفت جیسی ضخیم کتابیں لکھی ہیں جن کی تعداد اشاعت 2900 (نزول المسیح) تذکرۃ الشہادتین 800، تریاق القلوب 700، اربعین 700، براہین احمدیہ حصہ پنجم 1600 وغیرہ ہیں۔ پس اِن کتب کے جملہ نسخوں کو اگر الماریوں میں رکھا جائے تو پچاس سے زائد الماریاں بھر سکتی ہیں۔ لہٰذا کوئی مبالغہ نہیں۔

کسی سے قرآن پڑھنا

اعتراض: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب اَیَّامُ الصُّلح اُردو کے صفحہ 147 طبع اوّل پر تحریر فرمایا ہے: ''کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔''

لیکن دوسری جگہ کتاب البریّہ، صفحہ 149 پر رقم فرماتے ہیں: ''جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلّم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔'' (کتاب البریّہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 180)

جواب: اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ اعتراض کرتے وقت علمائے بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ازراہِ تحریف ایام الصلح صفحہ 147 کی نصف عبارت پیش کرتے ہیں۔ اصل حقیقت کو واضح کرنے کیلئے عبارت متنازعہ کا مکمل فقرہ درج ذیل ہے: ''سو آنے والے کا نام جو ''مہدی'' رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے...... پس یہی مہدویت ہے جو نبوتِ محمدؐیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔'' (روحانی خزائن، جلد 14، ایامّ الصلح، صفحہ 394)

معترض کی پیش کردہ عبارت کے سیاق میں ''علم دین'' اور سباق میں ''اسرارِ دین'' کے الفاظ صاف طور پر مذکور ہیں جن سے ہر اہل انصاف پر یہ بات روزِ روشن کر طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس عبارت میں قرآن کریم کے ناظرہ پڑھنے کا سوال نہیں بلکہ اسکے معانی و مطالب حقائق و معارف کے سیکھنے کا سوال ہے۔

دوسری عبارت جو معترضین کتاب البرّیہ صفحہ 149 حاشیہ سے پیش کرتے ہیں۔ اس میں صرف اس قدر ذکر ہے کہ چھ برس کی عمر میں ایک اُستاد سے حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید پڑھا۔ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضورؑ نے ''علم دین'' یا ''اسرار دین'' یا قرآن مجید کے حقائق و معارف یا معانی و مطالب کسی شخص سے پڑھے تا یہ خیال ہو سکے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ کتاب البریّہ کی عبارت میں چھ برس کی عمر میں ایک اُستاد سے قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کا ذکر ہے اور ایامِ الصلح صفحہ 147 کی عبارت میں کسی شخص سے قرآن مجید کے مطالب و معارف سیکھنے کی نفی کی گئی ہے گویا جس چیز کی نفی ہے وہ اَور ہے اور دوسری جگہ جس چیز کا اثبات ہے وہ اَور ہے۔

مُریدوں کی تعداد

اعتراض: مرزا صاحب نے پہلے اپنے مُریدوں کی تعداد پانچ ہزار بیان کی۔ (انجام آتھم، صفحہ 64) لیکن جب ایک سال کے بعد ہی انکم ٹیکس کا سوال ہوا تو جھٹ لکھ دیا کہ میرے مریدوں کی تعداد دو صد ہے۔

(ضرورت الامام، صفحہ 143، طبع اوّل)

جواب: پہلی تعداد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مُریدوں کی عورتوں اور بچّوں سمیت مجموعی لکھی ہے اور دوسری ''ضرورت الامام، صفحہ 43، طبع اوّل'' والی تعداد صرف چندہ دینے والوں کی ہے۔ اس میں چندہ نہ دینے والے بچّے اور عورتیں شامل نہیں ہیں۔ کیا اس فہرست میں حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ وغیرہ کے نام بھی درج ہیں؟ ظاہر ہے کہ مؤخر الذکر موقع پر سوال آمدنی کا تھا اور وہی لِسٹ طلب کی جو چندہ دیتے تھے۔ تو کیا اس کے جواب میں ان لوگوں کی فہرست دے دی جاتی جو چندہ نہیں دیتے تھے؟

مُنکرین پر فتویٰ کُفر

اعتراض: مرزا صاحب تریاق القلوب، صفحہ 130 طبع اوّل متن و حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا۔'' مگر عبدالحکیم مُرتد کو لکھتے ہیں کہ جس شخص کو میری دعوت پہنچی ہے اور وہ مجھے نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے۔''

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس اعتراض کا مفصل جواب حقیقۃ الوحی، صفحہ 165 تا 166 طبع اوّل پر دیا ہے۔

پہلی عبارت میں لکھا ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا کیونکہ ''اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا'' ...... انہیں نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت لاتے ہیں۔ گویا صرف تشریعی نبی کا انکار کُفر ہے۔ اب حقیقۃ الوحی میں حضرت نے اپنے دعویٰ کے متعلق لکھا ہے کہ ''جو مجھے نہیں مانتا۔ خُدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، صفحہ 163، طبع اوّل)

''جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا...... تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔''

(ایضاً، صفحہ 164)

پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار خواہ اپنی ذات میں کفر نہ ہو مگر بوجہ اِسکے کہ آپکا انکار نبی کریم صلی اللہ علیہ

معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کر سکتا

چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ خاص معجزہ مجھ کو عطا فرمایا ہے اس لئے مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے گا تو خدا اس کو شرمندہ کرے گا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھ کو موہبت الٰہی ہے جو معجزانہ نشان دکھلانے کے لئے عطا کی گئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہو جائے گا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 91 حاشیہ)

وآلہٖ وسلم کے انکار کو مستلزم ہے لہٰذا کفر ہے۔ پس دونوں عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں۔

تشریعی نبوت کا دعویٰ

اعتراض: حضرت مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں تحریر فرمایا ہے کہ میں غیر تشریعی نبی ہوں۔ صاحب شریعت نہیں مگر اربعین نمبر 4 صفحہ 6 طبع اوّل متن وحاشیہ پر لکھا ہے کہ مَیں صاحبِ شریعت نبی ہوں۔

جواب: سراسر افتراء ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ہرگز اربعین چھوڑ کسی اور کتاب میں بھی تحریر نہیں فرمایا کہ مَیں تشریعی نبی ہوں بلکہ حضور علیہ السلام نے اپنی آخری تحریر میں بھی شدّت کے ساتھ اس الزام کی تردید فرمائی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں: ’’یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ مَیں اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں سمجھتا اور اپنا علیٰحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں، یہ الزام میرے پر صحیح نہیں۔ بلکہ ایسا دعویٰ میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ ہمیشہ سے اپنی ہر ایک کتاب میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔‘‘

(اخبار عام، 26 مئی 1908ء)

سو جو حوالہ تم اربعین نمبر 4 صفحہ 6 طبع اوّل متن وحاشیہ سے پیش کرتے ہو، اُس میں ہرگز یہ نہیں لکھا ہوا کہ مَیں تشریعی نبی ہو۔ آپ نے تو مخالفین کو ملزم کرنے کیلئے لَوْ تَقَوَّلَ کی بحث کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کہو کہ لَوْ تَقَوَّلَ والا 23 سالہ معیار تشریعی انبیاء کے متعلق ہے تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

پھر معترض کو مزید ملزم اور لاجواب کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ: تمہاری مراد ’’صاحب شریعت‘‘ سے کیا ہے اگر کہو ’’صاحب شریعت‘‘ سے مراد وہ ہے جسکی وحی میں امر اور نہی ہو تو اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔

گویا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخالفین کو محض ’’اس تعریف کے رو سے ’’ملزم‘‘ کیا ہے نہ...... حضرت اقدس علیہ السلام نے صاف طور پر تحریر فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر اور نہی میری وحی میں ’’تجدید‘‘ کے رنگ میں نازل فرمائے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ صاحب شریعت نبی اُسکو کہتے ہیں جس کی وحی میں نئے اوامر اور نئے نواہی ہوں جو پہلی شریعت کے اوامر ونواحی کو منسوخ کرنے والے ہوں۔ مگر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں ہرگز ایسا نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ حضرت اقدسؑ نے تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے، محض افتراء اور بہتان ہے کہاں الزامی جواب جو حضرت اقدس علیہ السلام نے محوّلہ عبارت میں دیا ہے اور کہاں اپنی طرف سے اپنا ایک عقیدہ بیان کرنا ہے۔

سخت کلامی کا الزام

اعتراض: سخت کلامی کا الزام (ذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا) (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 548، طبع اوّل 1893ء)

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قطعاً غیر احمدیوں کو ذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا نہیں کہا بوجوہاتِ ذیل: آئینہ کمالات اسلام کی اشاعت تک تو حضرت غیر احمدیوں کو کافر بھی نہیں کہتے تھے۔ چہ جائیکہ ذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا کہتے۔ آپ کی طرف سے جوابی فتویٰ حقیقۃ الوحی، 15 مئی 1907ء، صفحہ 120، 121، طبع اوّل میں شائع ہوا ہے۔

اس عبارت میں حضور نے اپنی خدمات اسلامی کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے: قَدْ حُبِّبَ اِلَیَّ مُنْذُ دَنَوْتُ الْعِشْرِيْنَ اَنْ اَنْصُرَ الدِّيْنَ وَاُجَادِلَ الْبَرَاهِمَةَ وَالْقِسِّيْسِيْنَ کہ جب مَیں بیس سال کا ہوا تبھی سے میری یہ خواہش رہی کہ مَیں آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ کروں۔ چنانچہ مَیں نے براہین احمدیہ اور سُرمہ چشم آریہ اور آئینہ کمالات اسلام وغیرہ کتابیں لکھیں جو اسلام کی تائید میں ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 547) ہر مسلمان ان کتابوں کو بنظر استحسان دیکھتا اور ان کے معارف سے مستفید ہوتا اور میری دعوت اسلام کی تائید کرتا ہے مگر ذُرّیۃ البغایا جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی ہے وہ ان کے مخالف ہیں۔ چنانچہ براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ کے جواب میں لیکھرام آریہ نے ’’خبط احمدیہ اور تکذیب براہین احمدیہ‘‘ شائع کیں مگر مسلمان حضرتؑ کی تائید میں تھے۔

اس امر کا ثبوت کہ آئینہ کمالاتِ اسلام کی محوّلہ بالا عبارت میں غیر احمدی مسلمانوں کو مخاطب نہیں کیا گیا حضرت صاحب اسی آئینہ کمالات اسلام میں صفحہ 535 پر ملکہ وکٹوریہ آنجہانی قیصرہ ہند کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں (ترجمہ از عربی عبارت) اے ملکہ مَیں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ مسلمان تیرا بازو ہیں۔ پس تو ان کی طرف نظرِ خاص سے دیکھ اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا اور انکی تالیف قلوب کر اور ان کو اپنا مقرب بنا اور بڑے سے بڑے خاص عہدے مسلمانوں کو دے۔

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 535)

غرض یہ کہ اسی آئینہ کمالات اسلام میں مخالفین کی پیش کردہ عبارت سے پہلے تو یہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اور ان کی تالیف قلوب لازمی ہے پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ اسی جگہ ان کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہوں جو انکی دل شکنی کا باعث ہوں۔

خودکاشتہ پودہ کا الزام

اعتراض: مرزا صاحب نے اپنے مکتوب 24 فروری 1894ء بنام لیفٹیننٹ گورنر پنجاب میں لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کا ’’خود کاشتہ پودا‘‘ زیر گزارش نمبر 5 مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 21 ہے۔

جواب: جھوٹ ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ہرگز ہرگز جماعت احمدیہ کو انگریزوں کا ’’خود کاشتہ پودا‘‘ قرار نہیں دیا۔ اگر یہ ثابت کردو کہ حضرت اقدسؑ نے اپنی جماعت کو انگریزوں کا ’’خود کاشتہ پودا‘‘ قرار دیا ہے تو منہ مانگا انعام لو۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ مکتوب کوئی مخفی یا پوشیدہ دستاویز نہیں ہے جو تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے بلکہ حضرت اقدسؑ نے خود اس مکتوب کو طبع کراکے اشتہار کی صورت میں بکثرت پبلک میں تقسیم کرایا تھا۔

اس مکتوب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے ’’خودکاشتہ پودا‘‘ کا لفظ حضرت کے خاندان کی دیرینہ خدمات کے پیش نظر اس خاندان کی نسبت استعمال فرمایا ہے، نہ کہ جماعت احمدیہ کے متعلق چنانچہ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: ’’مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلافِ واقعہ اُمور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہوکر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سرلیپل گریفن کی کتاب ’’تاریخ رئیسان پنجاب‘‘ میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیرخواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدّرِ خاطر اپنے دل میں پیدا کرے اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمربستہ ہوجاتے ہیں صرف یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جسکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمتگذار ہیں اس خودکاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔‘‘

(تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، صفحہ 19، صفحہ 20 ومجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 21)

عبارت مندرجہ بالا صاف ہے اور کسی

اگر کوئی ثابت کرے کہ خَلَتْ کے معنوں میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی شخص مع جسم عنصری آسمان پر چلا جائے تو ہزار روپیہ انعام لے

میں آپ کو ہزار روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہوں اگر آپ کسی قرآن شریف کی آیت یا کسی حدیث قوی یا ضعیف یا موضوع یا کسی قول صحابی یا کسی دوسرے امام کے قول سے یا جاہلیت کے خطبات یا دواوین اور ہر ایک قسم کے اشعار یا اسلامی فصحاء کے کسی نظم یا نثر سے یہ ثابت کرسکیں کہ (اگر کوئی ثابت کرے کہ) خلت کے معنوں میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی شخص مع جسم عنصری آسمان پر چلا جائے (توہزار روپیہ انعام لے)۔

(تحفہ غزنویہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 576)

تشریح کی محتاج نہیں اس میں حضرت اقدسؑ نے جماعت احمدیہ یا اپنے دعاوی کو سرکار کا ''خود کاشتہ پودا'' قرار نہیں دیا بلکہ یہ لفظ اپنے خاندان کی گذشتہ خدمات کے متعلق استعمال فرمایا ہے۔

آنحضرت ﷺ پر دعویٰ فضیلت کا الزام

اعتراض: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دعویٰ فضیلت (ا) ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار معجزات ظہور میں آئے۔''
(تحفہ گولڑویہ، صفحہ 40، طبع اوّل)
(ب) ''اُس نے میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 62)

جواب: حضور فرماتے ہیں: ''ایک جلسہ کرو اور ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سنو اور ہمارے گواہوں کی شہادت رویت جو حلفی شہادت ہوگی، قلمبند کرتے جاؤ اور پھر اگر آپ لوگوں کیلئے ممکن ہو تو باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں کسی نبی یا ولی کے معجزات کو اُن کے مقابل پیش کرو۔''
(نزول المسیح، صفحہ 84 طبع اوّل)

ایک معجزہ کئی نشانوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔
مگر ایک نشان کئی معجزوں پر مشتمل نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: ''اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اِسقدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی انبیاء علیہم السلام میں انکا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔''
(تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 136، طبع اوّل)

پھر فرماتے ہیں: ''کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اب تک ظُہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں۔''
(ایضاً، صفحہ 35)

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات سے کئی لاکھ زیادہ ہیں اب اگر یہ سوال ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کے تین ہزار معجزات کیوں لکھے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ''تین ہزار معجزات'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل معجزات نہیں بلکہ یہ صرف وہ معجزات ہیں جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کے سامنے ظاہر ہوئے۔

چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو چاروں طرف سے چمک رہے ہیں۔ وہ کیونکر چھپ سکتے ہیں صرف وہ معجزات جو صحابہؓ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہے اور پیشگوئیاں تو دس ہزار سے بھی زیادہ ہونگی جو اپنے وقتوں پر پوری ہوگئیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ ماسوائے اسکے بعض معجزات اور پیشگوئیاں قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ ہمارے لئے بھی اس زمانہ میں محسوس ومشہود کا حکم رکھتی ہیں اور کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔''
(تصدیق النبی، صفحہ 20، مرتبہ فخر الدین ملتانی از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پس ثابت ہوا کہ ''تین ہزار معجزات'' سے مراد صرف اسقدر معجزات ہیں جو صحابہؓ کی شہادتوں سے ثابت ہیں۔ پیشگوئیاں ان معجزات میں شامل نہیں۔ وہ پیشگوئیاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پوری ہوئیں وہ علاوہ ان تین ہزار معجزات کے دس ہزار سے زیادہ تھیں۔ آپ کی پیشگوئیاں اور معجزات قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے لہٰذا اِن کو گِنا ہی نہیں جاسکتا۔

صد حسین است در گریبانم

اعتراض: ''صد حسین است در گریبانم'' میں اپنی اپنی فضلیت کا ذکر کیا ہے۔

جواب: اس شعر میں حضرت اقدسؑ نے اپنی فضیلت یا اپنے مقام کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اپنی تکالیف کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ مصرع اوّل میں ہے ''کربلائے است سیر ہر آنم''
''گریبان'' بمعنی ''جیب'' نہیں ہوا کرتا بلکہ گریبان کے نیچے تو انسان کا اپنا وجود خصوصاً دل زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت میں کربلا کے میدان اور شہادت حسینی کا خیال ذہنی اور حالی طور پر رکھتا ہوں گویا میرے دل میں سو حسین کیلئے جگہ ہے پس یہ اظہارِ محبّت ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی اور اپنے معتقدین کی تکالیف اور کابل کے شہداء کے پیش نظر یہ فرمایا ہے۔

گو اِس شعر میں حضرت اقدسؑ نے حضرت امام حسین پر اپنی فضیلت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اپنی تکالیف کو بیان فرمایا ہے۔ مگر تاہم ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں اور نبی بہر حال ایک غیر نبی سے افضل ہے۔ بھلا تم ہی بتاؤ کہ تمہارا مسیح موعود حضرت امام حسینؓ سے بڑا ہوگا یا چھوٹا؟

امام محمد بن سیرینؒ کی روایت حجج الکرامہ، صفحہ 386 میں درج ہے۔
تَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ خَلِیْفَةٌ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ (حجج الکرامہ، صفحہ 386)
کہ اِس امّت میں ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ سے افضل ہوگا۔ نیز دیکھو اقتراب الساعۃ، صفحہ 101 ''ابن سیرین سے مروی ہے کہ مہدی بہتر ہیں ابو بکرؓ وعمرؓ سے کہا: کیا اُن سے وہ بہتر ہونگے؟ کہا! لگتا ہے کہ بعض انبیاء سے بھی بہتر ہوں۔'' (اقتراب الساعۃ، صفحہ 101، مطبوعہ 1301ھ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو صرف اسی قدر لکھا ہے ''صد حسین است در گریبانم'' تمہارے معنی ہی مان لئے جائیں تو پھر بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت سیّد عبد القادر جیلانی پیرانِ پیرؒ فرماتے ہیں لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، جلد 1، صفحہ 344، مکتوب نمبر 272) کہ میرے پیراہن میں اللہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہزار امام حسینؓ بھی اللہ کے برابر نہیں ہوسکتے۔ فرمائیے حضرت پیرانِ پیر پر آپ کیا فتویٰ لگاتے ہیں؟

حضرت پیرانِ پیر فرماتے ہیں: اَلْمَھْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صلعم

اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے

''کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا۔ اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں...... اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔'' (کتاب البریّہ، صفحہ ۲۲۵)

وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَ الْحَقِیْقَةِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ کُلُّهُمْ لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلْعَمْ (شرح فصوص الحکم مطبعۃ الزاہر مصریہ، صفحہ 51، 52) کہ امام مہدی علیہ السلام جو آخری زمانہ میں ہونگے وہ احکامِ شرعی میں آنحضرت صلعم کے تابع ہونگے اور معارف اور علوم اور حقیقت میں تمام کے تمام ولی اور نبی اسکے تابع ہونگے ۔ کیونکہ اس کا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر سے حضرت امام حسینؓ کی توہین ہرگز مقصود نہیں ہوسکتی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسٰیؑ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔ دست بدست اُس کو پکڑ لیتا ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی، صفحہ 38، طبع اوّل)

منم محمدؐ و احمد کہ مجتبٰی باشد

جواب: حضرت پیرانِ پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: ’’میں اپنے جدِّ امجد کے قدم پر ہوں نہ اُٹھایا کوئی قدم آنحضرت صلعم نے کسی مقام سے نہ رکھا میں نے قدم اپنا اس جگہ پر۔‘‘ روایت شیخ شہاب الدین سہروردی۔ (کتاب بَهْجَةُ الْاَسْرَار بحوالہ گلدستہ کرامات تالیف 1722ھ، مطبوعہ نولکشور، صفحہ 112)

پھر فرماتے ہیں: هٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ صَلْعَمْ لَا وُجُوْدَ عَبْدِالْقَادِرِ (کتاب مناقب تاج الاولیا مطبوعہ مصر صفحہ 35 وگلدستہ کرامات صفحہ 10) کہ یہ عبدالقادر کا وجود نہیں بلکہ محمدؐ کا وجود ہے۔

اَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلْعَمْ (شرح فصوص الحکم مطبعۃ الزاہر مصریہ، صفحہ 51، 52) کہ مہدی کا باطن محمد صلعم کا باطن ہوگا (یہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے) پس اگر ایک غیر نبی کے اس قسم کے اقوال تمہارے نزدیک محلِّ اعتراض نہیں تو ایک نبی کے اقوال پر تمہارا اعتراض مضحکہ خیز ہے۔

امام مہدی کی علامات میں ہے یَقُوْلُ یَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ...... اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مُحَمَّدٍ ...... فَهَا اَنَا ذَا مُحَمَّدٌ (بحار الانوار، جلد 3، صفحہ 202) یعنی امام مہدی کہے گا اے لوگو! تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھنا چاہتا ہے وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ گویا ’’منم محمدؐ و احمد کہ مجتبٰی باشد‘‘ کہنا مہدویت کی علامت ہے نہ کہ محلِّ اعتراض!

حضرت فاطمہؓ کی ران پر سر رکھنا

اعتراض: مرزا صاحب نے یہ لکھا کہ میں نے خواب میں حضرت فاطمہؓ کی ران پر سر رکھا۔ حضرت فاطمہؓ کی توہین کی ہے۔

جواب: تمہاری دھوکہ دہی اور تحریف کو طشت از بام کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود کی اصل عبارت نقل کی جاتی ہے: ’’کشف ...... دیکھا تھا کہ حضرات پنجتن سیّد الکونین حسنینؑ فاطمۃ الزہراؓ اور علیؓ عین بیداری میں آئے ۔ اور حضرت فاطمہؓ نے کمال محبّت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا...... غرض میرے وجود میں ایک حصّہ اسرائیلی ہے اور ایک حصّہ فاطمی۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، صفحہ 19، طبع اوّل)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ حضور حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہیں اور عبارت میں ’’مادرانہ عطوفت‘‘ کا لفظ بھی موجود ہے۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں: ’’ایک کشف میں...... میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے۔‘‘ (نزول المسیح حاشیہ در حاشیہ، صفحہ 28 طبع اوّل)

’’مادرِ مہربان کی طرح‘‘ (براہین احمدیہ حصّہ چہارم، صفحہ 503، حاشیہ در حاشیہ)

اب دیکھو ان عبارتوں میں کسقدر صراحت کے ساتھ اپنے آپ کو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔

میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں

اعتراض: حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

جواب: اس شعر سے مراد یہ ہے کہ انبیاءؑ کی کوئی نہ کوئی صفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی پائی جاتی ہے ۔ یہ نہیں کہ آپ جامع جمیع صفات انبیاء ہیں چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں: ’’میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں ۔ میں اسحٰقؑ ہوں ......سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعے سے ظہور ہو۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 85)

بحار الانوار میں امام باقرؒ فرماتے ہیں:

’’امام مہدی کہے گا کہ اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ اسمٰعیل کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ میں ہی ابراہیم واسمٰعیل ہوں اور اگر تم میں سے موسیٰؑ ویوشعؑ کو دیکھنا چاہے تو سُن لے کہ میں ہی موسیٰؑ اور یوشع ہوں اور اگر تم میں سے کوئی عیسیٰؑ وشمعونؑ کو دیکھنا چاہے تو سُن لے کہ عیسیٰ اور شمعون میں ہوں اور اگر کوئی تم میں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علیؓ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین میں ہوں۔‘‘

(بحار الانوار، جلد 13، صفحہ 202)

پھر فرماتے ہیں: قَوْلُهٗ فَهَا اَنَا ذَا اٰدَمُ یَعْنِیْ فِیْ عِلْمِهٖ وَفَضْلِهٖ وَاَخْلَاقِهٖ۔

(بحار الانوار جلد 13، صفحہ 209)

امام مہدی کا یہ فرمانا کہ میں آدم ہوں اسکا مطلب یہ ہے کہ آدم کے تمام فضل اور اخلاق مجھ میں پائے جاتے ہیں۔ غرضیکہ

میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

کہنا امام مہدی کی علامت ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام میں اس علامت کا پایا جانا آپؑ کی صداقت کی دلیل ہے نہ کہ جائے اعتراض۔

......☆......☆......☆......

ارشادباری تعالیٰ

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (سورۃ البقرۃ:46)

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو

کلامُ الامام

’’جو اسلام کی عزت اور اس کیلئے غیرت نہیں رکھتا خدا کو اُس کی عزت اور اُس کی غیرت کی پروا نہیں ہوتی‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 111)

وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور آج کل خذلان کی حالت میں مبتلا ہیں، ان کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ مقابلہ کرسکیں

میں کئی دفعہ بیان کرچکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ شائع کیا کہ اگر شیخ صاحب موصوف جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے کہ وہ خذلان میں پڑے ہوئے ہیں اور علم عربیت سے کسی اتفاق سے محروم رہ گئے ہیں مقابلہ کرکے دکھلا دیں تو وہ اس مقابلہ سے میرے ان تمام دعاوی کو نابود کردیں گے۔ مگر شیخ صاحب کیوں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کونسی مصیبت ہے جو ان کو مانع ہے۔ بس یہی مصیبت ہے کہ وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور آج کل خذلان کی حالت میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ مقابلہ کرسکیں۔ (سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 415)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 1

مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کرتا ہے جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کیوقت میں اُنکو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلّت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اسقدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کیوقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جبتک اُسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اس کی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کیلئے ظاہر کرتا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 461)

آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر　　　میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

☆ آپؑ کی ایسی شدید مخالفت ہوئی کہ چند سطور میں اس کا نقشہ کھینچنا ناممکن ہے۔ ہندوستان کے دوسو علماء سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا، مکہ تک سے کفر کا فتویٰ منگوایا گیا، واجب القتل ٹھہرایا گیا، میل جول، سلام کلام سے منع کیا گیا، خطرناک مقدمات میں گھسیٹا گیا، خطوط میں تحریر میں، تقریر میں گالیوں کے انبار لگائے گئے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا آپؑ اکیلے تھے اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت بنادی۔ پھر یہ جماعت پورے پنجاب میں پھیل گئی۔ پھر پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ پھر ہندوستان سے باہر یورپ اور امریکہ جیسے دُور دراز ممالک سے سعید روحوں نے آپ کو قبول کیا۔ آپؑ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو لاکھوں میں پہنچا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’پھر عبدالحق غزنوی اُٹھا اور بالمقابل مباہلہ کر کے دُعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اُس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو دنیا میں اُس کی قبولیت کا نام ونشان نہ رہے سو تم خود دیکھ لو کہ ان دُعاؤں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مباہلہ کے بعد ہر یک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور جب مباہلہ ہوا تو شاید چالیس 40 آدمی میرے دوست تھے اور آج ستّر ہزار کے قریب اُن کی تعداد ہے (پیغام صلح میں حضور نے جماعت کی تعداد چار لاکھ بتائی ہے۔ ناقل) اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کر دیا اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔ لطف تب ہو کہ اوّل قادیان میں آؤ اور دیکھو کہ ارادت مندوں کا لشکر کس قدر اِس جگہ خیمہ زن ہے اور پھر امرتسر میں عبدالحق غزنوی کو کسی دوکان پر یا بازار میں چلتا ہوا دیکھو کہ کس حالت میں چل رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ خدا کی طاقت کھلے کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔‘‘　(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 410)

☆ یہی نہیں کہ مخالف اپنی مخالفت میں ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کیا بلکہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مخالفین میں سے جنہوں نے آپ کے خلاف بددعا کی اور آپ کی موت چاہی، لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا، آپ سے مباہلہ کیا، آپ کی مخالفت میں حد سے آگے نکل گئے، وہ آپ کی زندگی میں ہلاک ہوئے۔ اور جو زندہ رہے وہ اس قدر ذلیل ورُسوا ہوئے کہ اُن کی زندگی موت سے بدتر ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’بعض مسجدوں میں میرے مرنے کیلئے ناک رگڑتے رہے بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر اُن کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میری نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی اسمٰعیل نے شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مر گیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مر گیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مر گیا۔‘‘　(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 45)

☆ قرآن مجید کے مطابق جھوٹے نبی کو اللہ تعالیٰ ھلاک کر دیتا ہے اور اسے کبھی کامیابی کا منہ نہیں دکھاتا۔ اگر آپؑ جھوٹے تھے تو اللہ تعالیٰ کو چاہئے تھا کہ آپ کو ہلاک کر دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر، ہر میدان میں آپ کو کامیابی عطا فرمائی اور دشمن ذلیل اور رُسوا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’مَیں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ الہام مجھ کو ہوا حالانکہ جانتا ہے کہ وہ الہام اُس کو نہیں ہوا وہ جلد پکڑا جاتا ہے اور اسکی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ قرآن اور انجیل اور توریت نے یہی گواہی دی ہے۔ عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے اور اسکے مخالف کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کرسکتا اور نہیں دکھلا سکتا کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس برس تک یا اٹھارہ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا اور جھوٹے طور پر خدا کا مقرب اور خدا کا مامور اور خدا کا فرستادہ اپنا نام رکھا اور اُسکی تائید میں سالہائے دراز تک اپنی طرف سے الہامات تراش کر مشہور کرتا رہا اور پھر وہ باوجود ان مجرمانہ حرکات کے پکڑا نہ گیا کیا اُمید کی جاتی ہے کہ کوئی ہمارا مخالف اس سوال کا جواب دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اُنکے دل جانتے ہیں کہ وہ اِن سوالات کے جواب دینے سے عاجز ہیں مگر پھر بھی انکار سے باز نہیں آتے بلکہ بہت سے دلائل سے اُن پر حجت وارد ہو گئی مگر وہ خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 267)

☆ پھر قابل غور ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ ہر مذہب کی طرف سے اسلام کو شدید مخالفت کا سامنا تھا ایک آپ ہی تھے جنہوں نے اسلام کے دفاع کا حق ادا کیا۔ اور صرف دفاع نہیں کیا بلکہ ناقابل تردید دلائل سے اسلام کا زندہ مذہب ہونا، محمد رسول اللہ کا زندہ رسول ہونا اور قرآن مجید کا زندہ کتاب ہونا ثابت فرمایا۔ اگر کوئی اسلام کے مقابل پر اپنے مذہب کا زندہ ہونا ثابت کردکھائے تو آپ نے اس کیلئے بڑے بڑے انعامات مقرر فرمائے اور اس کیلئے پرزور چیلنج دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’بالآخر میں پھر ہر یک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اُسی کامل انسان

میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں

میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر اُن پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔ مگر افسوس کہ تعصّب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جس سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سُنتے ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔　(اعجازِ احمدی ضمیمہ نزول المسیح، رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 107)

پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اَے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اِس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 345)

قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں :

''اگر ایمان کوئی واقعی برکت ہے تو بے شک اس کی نشانیاں ہونی چاہئیں مگر کہاں ہے کوئی ایسا عیسائی جس میں یسوع کی بیان کردہ نشانیاں پائی جاتی ہوں؟ پس یا تو انجیل جھوٹی ہے اور یا عیسائی جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن کریم نے جو نشانیاں ایمانداروں کی بیان فرمائیں وہ ہر زمانہ میں پائی گئی ہیں۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام ملتا ہے۔ ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے۔ ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ایماندار پر غیب کی خبریں ظاہر کی جاتی ہیں۔ ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدیں ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ پہلے زمانوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا پاک کلام ہے اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں۔ اُٹھو عیسائیو اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کر دو ورنہ آپ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا قدم ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 374)

☆ عشق الٰہی، عشق رسولؐ اور عشق قرآن کریم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپ کے سینے میں موجزن تھا۔ آپؑ کا لٹریچر پڑھنے والوں پر یہ عشق و محبت کا مضمون یقیناً اچھی طرح روشن ہوگا۔ یہی وہ عشق تھا جس کی بدولت پوری زندگی، زندگی کا ہر لمحہ آپ نے اسلام کی خدمت میں صرف کیا۔ کسی مخالف کو جرأت نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کے خلاف آپ کے سامنے منہ کھولتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں اور میرا نام اوّل المومنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔''

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 502)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں :

''ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔''

(پیغام صلح، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 459)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی دُکھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 52)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 13)

☆ قرآن مجید اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق آپ کی نہایت پاکیزہ زندگی بھی آپ کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی صداقت کے طور پر یوں پیش فرمایا ہے۔ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17) کہ مَیں تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ یہ ہر نبی کی صداقت کا معیار ہے۔ آپؑ نے باقاعدہ اپنی تصنیفات میں اس امر کا ذکر فرمایا ہے اور چیلنج دیا ہے کہ کون ہے تم میں سے جو میری گزشتہ زندگی پر کوئی حرف گیری کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انتہائی پاکیزہ زندگی اور اسلام اور بانی اسلام اور قرآن مجید کے عاشق زار ہونے پر غیروں کی گواہیاں موجود ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ سے الہام و کلام کا انعام پانا یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل اس سے سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ وہ اس کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتے۔ کسی مامور من اللہ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے شرف مکالمہ سے نوازتا ہے۔ اسے پیشگوئیاں یعنی غیب کی خبریں بتاتا ہے اور وہ غیب کی خبریں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں۔ کچھ فوری پوری ہوتی ہیں۔ کچھ دنوں میں۔ کچھ سالوں میں۔ اور کچھ لمبے عرصہ کے بعد۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے غیب کی خبریں عطا کیں، بے شمار پیشگوئیاں آپ کی پوری ہوئیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا مخالفین کو چیلنج دیا کہ اگر مَیں جھوٹا ہوں تو پیشگوئیوں اور غیب کی خبریں بتانے میں مجھ سے مقابلہ کر لو۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں :

''ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مُردہ مذہب ہے۔ ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مُردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مُردہ خدا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، مَیں دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ اور مسیحؑ کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے۔ اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر مَیں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے اور ہزار ہا نشانوں سے اس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور مَیں عیسیٰ مسیحؑ کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔''

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے

اگر اُن کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے، اگر اُنکے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُسکی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔ تاہم اس زمین پر کیسے کیسے گناہ ہو رہے ہیں کہ ان نشانوں کی بھی لوگ تکذیب کر رہے ہیں۔ (اعجازِ احمدی ضمیمہ نزول المسیح، رخ ج 19 صفحہ 108)

’’سیدھی بات تھی کہ آپ لوگ ملہم کہلاتے ہیں استجابت دعا کا بھی دعویٰ ہے چند پیشگوئیاں جو استجابت دعا پر بھی مشتمل ہوں بذریعہ اشتہار شائع کردیں اور اس طرف سے میں بھی شائع کردوں ایک برس سے زیادہ میعاد نہ ہو پھر اگر آپ لوگوں کی پیشگوئیاں سچی نکلیں تو ایک دم میں ہزار ہا لوگ میری جماعت کے آپکے ساتھ شامل ہوجائیں گے اور جھوٹے کا مُنہ کالا ہوجائے گا۔ کیا آپ اس درخواست کو قبول کرلیں گے؟ ممکن نہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ حق کے طالب آپ لوگوں سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔‘‘ (تحفہ غزنویہ، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 544)

عیسائیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے دعویٰ کو کمزور اور باطل کرنے کیلئے غصہ، بغض اور عناد کی راہ سے ایک چال چلی لیکن وہ چال اُن پر اُلٹی پڑ گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’نور افشاں میں بعض پادریوں نے چھپوایا تھا کہ ہم ایک جلسہ میں ایک لفافہ بند پیش کریں گے اس کا مضمون الہام کے ذریعہ سے ہمیں بتلایا جائے لیکن جب ہماری طرف سے مسلمان ہونے کی شرط سے یہ درخواست منظور ہوئی تو پھر پادریوں نے اس طرف رخ بھی نہ کیا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 284)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں ......☆...... ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اَے رُوبہ زار و نزار

☆ اللہ کے بعد اس کا مامور و مرسل ہی بنی نوع انسان کا سب سے زیادہ ہمدرد ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تُو اس غم سے اپنے آپ کو ہلاک کرلیگا کہ لوگ (خدائے واحد و یگانہ پر) ایمان کیوں نہیں لاتے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل تھے۔ آپؑ کو بھی بنی نوع انسان سے بے پناہ ہمدردی تھی۔ واقعات تو بہت ہیں یہاں پر ہم فقط آپؑ کی ایک تحریر پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

’’میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔‘‘ (اربعین نمبر 1، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 344)

☆ خدا کے مامور اور مرسل کی دعائیں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ یہ خدا کے مامور کی صداقت کی ایک خاص نشانی ہے۔ قبولیت دعا میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر قبولیت دعا کا معجزہ بھی پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہزاروں دعائیں قبول فرمائیں۔ آپ نے قبولیت دعا کے معاملہ میں بھی مخالفین کو مقابلہ کی دعوت دی کہ اگر وہ سچے ہیں تو قبولیت دُعا میں آپ سے مقابلہ کریں اور اپنا مقرب اور مقبول بارگاہ خداوندی ہونا ثابت کردیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کرسکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہوچکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد 13 صفحہ 497)

’’واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوسکے گا اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اس کو مانتے ہیں میں اس کو سن رہا ہوں اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کیلئے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہوجائے اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کرسکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اس کے حوالہ کردوں گا یا جس طور سے اس کی تسلی ہوسکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 275)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے عیسائیوں، مسلمان علماء، صوفیاء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار مباہلہ کی طرف بلایا تا کہ دُنیا پر ظاہر ہوجائے کہ کس طرح خدا تعالیٰ آپ کے حق میں نشان ظاہر کرتا ہے۔ اکثر نے راہ فرار اختیار کی اور جس نے آپ سے مباہلہ کیا وہ مباہلہ کے مطابق یا تو ہلاک ہوا یا سخت ذلیل و رُسوا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’ایک تقویٰ شعار آدمی کیلئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور میرے باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کرسکتا......اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ایک اَور فیصلہ ہے اور وہ یہ کہ مَیں......مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں۔‘‘

(انجام آتھم، رسالہ دعوت قوم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 50)

’’سو اب اٹھو اور مباہلہ کیلئے تیار ہوجاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بناء دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اُس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار ردّ نہیں کرسکتا کہ اب اس دوسری بناء کی تصفیہ کیلئے مجھ سے مباہلہ کرلو۔‘‘

(انجام آتھم، رسالہ دعوت قوم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 65)

☆ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے نشان نمائی کی بھی دعوت دی۔ مسلمانوں کو بھی دی، عیسائیوں کو بھی دی، ہر ایک مذہب والوں کو دی، اور نہ صرف ایک بار بلکہ بارہا دی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے ہمارے پاس آکر رہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کو کوئی نہ کوئی نشان دکھادے گا۔ اور مسلمان ہونے کی شرط پر بھی آپ نے ایک سال کے اندر اندر نشان دکھانے کا وعدہ فرمایا۔ بات یہ ہے کہ اکثر مخالفت کرنے والے دل کے سچے اور طبیعت کے سلیم نہیں ہوتے اور ایمان سے ان کو کچھ خاص لگاؤ نہیں ہوتا۔ خدا کے مامور کی دشمنی اور بغض و حسد میں وہ اندھے ہوتے ہیں اور ہر طرح کے مکر و فریب اور جھوٹ کو اس کے خلاف بروئے کار لاتے ہیں، ایسے میں وہ نشان نمائی کی دعوت کو کس طرح قبول کرسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ میں اتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑ لو تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ کیا ایک بھی نہیں۔‘‘

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 347)

آپ علیہ السلام نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر ملکہ وکٹوریہ کو بھی نشان دکھانے کی دعوت

اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی

کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر اگر گزشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی۔ (کشتی نوح، رُوحانی خزائن جلد 19، صفحہ 6)

دی۔آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر حضور ملکہ معظّمہ میرے تصدیق دعویٰ کیلئے مجھ سے نشان دیکھنا چاہیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ نشان ظاہر ہو جائے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ دعا کر سکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو۔لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظّمہ کے پایہ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں۔ یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظّمہ کو اس آسمان کے خدا کی طرف خیال آجائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بے خبر ہے۔'' (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن، جلد 12، حاشیہ صفحہ 276)

☆ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض اپنے فضل سے قرآن مجید کے حقائق و معارف عطا کئے۔ آپؑ نے قرآن مجید کے گہرے علوم اور بے بہا معارف اور نکات سے بنی نوع انسان کو آگاہ فرمایا۔ جا بجا اپنی کتب میں قرآنی معارف و حقائق بیان کئے۔ سورۃ فاتحہ کی عظیم الشان تفسیر لکھی۔ آپؑ نے ہندوستان اور عرب کے علماء کو علم قرآن اور تفسیر قرآن میں مقابلہ کی دعوت دی لیکن کسی کو آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اسکا مقابلہ کر سکے۔'' (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد 13، حاشیہ صفحہ 496)

''میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عبد الحق کا گروہ اور کیا بطالوی کا گروہ، غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مہر لگا دی۔'' (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، حاشیہ صفحہ نمبر 311)

☆ آپ عربی زبان پر کامل عبور رکھتے تھے۔ اُردو اور فارسی پر آپ کی زبردست حکمرانی تھی۔ مسلمان علما بغض و عناد اور محض جھوٹ کی راہ سے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی خاطر یہ مشہور کرتے تھے کہ آپ علم عربی اور علم قرآن سے ناواقف ہیں حالانکہ عربی پر آپ کو کامل حکمرانی تھی اور اس پر مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس علم میں اَور بھی وسعت عطا فرمائی۔ ایک ہی رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار مادے یعنی مصدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائے اور معجزہ کے طور پر عربی زبان میں آپؑ کو وہ فصاحت و بلاغت عطا فرمائی کہ عرب علماء آپ کے نثر اور نظم کو دیکھ کر دنگ رہ گئے اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ کوئی عرب بھی ایسا نہیں لکھ سکتا۔ عجم تو عجم عرب کے بھی کسی بڑے سے بڑے عالم کو عربی نظم و نثر میں مقابلہ کے لئے آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آپ کی طرف سے 22 کتابیں عربی فصیح و بلیغ میں شائع ہوئیں جبکہ مخالفین کو اس کے مقابل پر ایک بھی کتاب شائع کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''مجھے ایک دفعہ یہ الہام ہوا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْكَ۔ یعنی خدا نے تجھے اے احمد قرآن سکھلایا اور تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ اور اس الہام کی تفہیم مجھے اِس طرح پر ہوئی کہ کرامت اور نشان کے طور پر قرآن اور زبان قرآن کی نسبت دو طرح کی نعمتیں مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔ (1) ایک یہ کہ معارف عالیہ فرقان حمید بطور خارق عادت مجھ کو سکھلائے گئے جن میں دُوسرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (2) دوسرے یہ کہ زبانِ قرآن یعنی عربی میں وہ بلاغت اور فصاحت مجھے دی گئی کہ اگر تمام علماء مخالفین باہم اتفاق کر کے بھی اِس میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں تو ناکام اور نامراد رہیں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ جو حلاوت اور بلاغت اور فصاحت لسان عربی مع التزام حقائق و معارف و نکات میری کلام میں ہے وہ ان کو اور ان کے دوستوں اور ان کے استادوں اور ان کے بزرگوں کو ہرگز حاصل نہیں۔ اس الہام کے بعد میں نے قرآن شریف کے بعض مقامات اور بعض سورتوں کی تفسیریں لکھیں اور نیز عربی زبان میں کئی کتابیں نہایت بلیغ و فصیح تالیف کیں اور مخالفوں کو ان کے مقابلہ کے لئے بلایا بلکہ بڑے بڑے انعام ان کے لئے مقرر کئے اگر وہ مقابلہ کر سکیں اور ان میں سے جو نامی آدمی تھے جیسا کہ میاں نذیر حسین دہلوی اور ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السُّنہ ان لوگوں کو بار بار اس امر کی طرف دعوت کی گئی کہ اگر کچھ بھی ان کو علم قرآن میں دخل ہے یا زبان عربی میں مہارت ہے یا مجھے میرے دعویٰ مسیحیت میں کاذب سمجھتے ہیں تو ان حقائق و معارف پُر از بلاغت کی نظیر پیش کریں جو میں نے کتابوں میں اِس دعویٰ کے ساتھ لکھے ہیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بالاتر اور خدا تعالیٰ کے نشان ہیں مگر وہ لوگ مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ نہ تو وہ ان حقائق معارف کی نظیر پیش کر سکے جن کو میں نے بعض قرآنی آیات اور سورتوں کی تفسیر لکھتے وقت اپنی کتابوں میں تحریر کیا تھا اور نہ اُن بلیغ اور فصیح کتابوں کی طرح دو سطر بھی لکھ سکے جو میں نے عربی میں تالیف کر کے شائع کی تھیں۔ چنانچہ جس شخص نے میری کتاب نور الحق اور کرامات الصادقین اور سرّ الخلافہ اور اتمام الحجہ وغیرہ رسائل عربیہ پڑھے ہوں گے اور نیز میرے رسالہ انجام آتھم اور نجم الھُدیٰ کی عربی عبارت کو دیکھا ہوگا وہ اِس بات کو بخوبی سمجھ لے گا کہ ان کتابوں میں کس زور شور سے بلاغت فصاحت کے لوازم کو نظم اور نثر میں بجا لایا گیا ہے اور پھر کس زور شور سے تمام مخالف مولویوں سے اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ علم قرآن اور بلاغت سے کچھ حصہ رکھتے ہیں تو ان کتابوں کی نظیر پیش کریں ورنہ میرے اس کاروبار کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر میری حقیت کا نشان اس کو قرار دیں لیکن افسوس کہ ان مولویوں نے نہ تو انکار کو چھوڑا اور نہ میری کتابوں کی نظیر بنانے پر قادر ہو سکے۔ بہر حال ان پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی اور وہ اُس الزام کے نیچے آگئے جس کے نیچے تمام وہ منکرین ہیں جنہوں نے خدا کے مامورین سے سرکشی کی۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 230، نشان نمبر 30)

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بعض وہ راز سربستہ کھولے کہ جو وہ اپنے مقرب بندوں پر ہی کھولتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبعی عمر پا کر اَور نبیوں کی طرح فوت ہو گئے۔ آپ نے ملک شام سے ایران اور افغانستان کے راستے ہجرت کر کے کشمیر میں پناہ لی اور سرینگر محلہ خانیار میں آپؑ کی قبر ہے۔ اسی طرح اللہ سے علم پا کر آپ نے ثابت فرمایا کہ عربی اُمُّ الْاَلْسِنَۃ یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے بڑے بڑے نشانات اور معجزات ظاہر فرمائے۔ مثلاً طاعون کا نشان آپ کی صداقت کا بہت بڑا نشان ہے۔ آپؑ نے قبل از وقت طاعون کے ملک میں پھیلنے کی پیشگوئی فرمادی تھی اور اعلان فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق اگر طاعون ملک میں نہیں آئی تو سمجھ لینا کہ مَیں جھوٹا ہوں۔ لوگوں نے آپ کی اس پیشگوئی پر ہنسی کی۔ بالآخر طاعون پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں بھیانک وبا بنکر پھوٹ پڑی اور وہ تباہی مچائی کہ جس کی نظیر ہندوستان کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ لاکھوں لوگ اس سے ہلاک ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بڑے معاند اس سے ہلاک ہوئے۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا: اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ کہ وہ قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھے گا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مذاہب کو اور اسی طرح معاند مولویوں کو دعوت دی کہ ہر ایک کیلئے یہ ایک عمدہ موقع ہے کہ اپنی اپنی سچائی ثابت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے سبقت کر کے قادیان کا نام لیا ہے باقی مذاہب والے بھی اپنے کسی نہ کسی مقام یا شہر کا نام لیں اور اشتہار شائع کریں کہ وہ مقام یا شہر طاعون سے محفوظ رہے گا اور مخالف مولوی بھی کسی جگہ کا نام لیں۔ مثلاً:

☆ آریہ بنارس کے متعلق پیشگوئی کریں جو وید کے درس کا اصل مقام ہے کہ اُن کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا۔

☆ اور سناتن دھرم والوں کو چاہئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً

کوئی مولوی دم نہیں مارتا، کیا یہی مولویت ہے جس کے بھروسہ سے مجھے کافر ٹھہرایا تھا

وہ (یعنی مسیح موعودؑ۔ ناقل) اُن تمام مکفروں کو جو اپنا نام مولوی رکھتے ہیں بلند آواز سے کہتا ہے کہ میری تفسیر کے مقابل پر تفسیر بناؤ تو ہزار روپے انعام لو اور نور الحق کے مقابل پر بناؤ تو پانچ ہزار روپیہ پہلے رکھا لو اور کوئی مولوی دم نہیں مارتا۔ کیا یہی مولویت ہے جسکے بھروسہ سے مجھے کافر ٹھہرایا تھا۔

(سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 399)

امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اگر اس قدر گئو اپنا معجزہ دکھاوے تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔

☆ عیسائی کلکتہ کے متعلق پیشگوئی کریں کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔

☆ میاں شمس الدین اور ان کی انجمن کے ممبر لاہور کی نسبت پیشگوئی کریں

☆ اور منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔

☆ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔

☆ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہَم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جُھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔‘‘

(دافع البلا، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 231)

☆ اسی طرح کسوف وخسوف کا عظیم الشان نشان اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید اور صداقت میں ظاہر فرمایا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی مہدی معہود کے حق میں تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی لیکن افسوس کہ انتہائی بے باکی اور بے شرمی سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو مسلمان علماء نے اعتراض کا نشانہ بنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے تمام اعتراضات کا نہایت مدلل، مسکت اور منہ توڑ جواب دیا۔ آپؑ نے بڑے بڑے انعامات مقرر فرمائے اور چیلنج دیا کہ وہ آپکے دلائل کو توڑ کر دکھلائیں۔ یہ چیلنج قارئین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب نور الحق حصہ دوم، تحفہ گولڑویہ، رسالہ انجام آتھم وغیرہ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’انصاف کرنا چاہئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ عَلَیۡہِمۡ نِعَالُ لَعۡنِ اللّٰہِ اَلۡفَ اَلۡفَ مَرَّۃٍ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔‘‘

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 330)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’پیشگوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ صادق ہو یا کاذب، صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا ورنہ میری عداوت کیلئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔‘‘

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 332)

ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو کما حقہ بیان کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ کچھ پہلوؤں پر ہم نے بہت تشنہ اور نا تمام گفتگو کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کے دل کھولے اور اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو سمجھنے اور اس الٰہی سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے

مَیں نے اسی فیصلہ کی غرض سے اور اسی نیت سے کہ تا شیخ بطالوی کی مولویت اور تمام کفر کے فتوے لکھنے والوں کی اصلیت لوگوں پر کھل جائے، کتاب کرامات الصادقین عربی میں تالیف کی اور پھر اس کے بعد رسالہ نور الحق بھی عربی میں تالیف کیا اور میں نے صاف صاف اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب یا تمام مکفّر مولویوں سے کوئی صاحب رسالہ کرامات الصادقین کے مقابل پر کوئی رسالہ تالیف کریں تو ایک ہزار روپیہ ان کو انعام ملے گا۔ اور اگر نور الحق کے مقابل پر رسالہ لکھیں تو پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا جائے گا۔ لیکن وہ لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے۔

(سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 399)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میری حالت ایک عجیب حالت ہے
بعض دن ایسے گزرتے ہیں کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہوجاتی ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 355)

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ بھارت کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اس میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ اور خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ کے فضل سے اب یہ اخبار ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ زبان میں بھی شائع ہورہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام نہیں لگوایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر لگوا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اخبار بدر کے نہ ملنے سے متعلق کسی بھی شکایت یا چندہ جات کی ادائیگی سے متعلق دریافت کیلئے مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔ (نواب احمد، مینیجر اخبار بدر)

+91 1872 224757 +91 94170 20616 managerbadrqnd@gmail.com

حدیث نبوی ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکرادا نہیں کرتا‘‘

(ترمذی، باب ماجاء فی الشکرلمن احسن الیک)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’قوم بننے کیلئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 05 دسمبر 2014ء)

طالب دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبید اللہ قریشی اینڈ فیملی وافراد خاندان (بنگلور)

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 2017ء)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغباں، قادیان

Prop. Mir Ahmed Ashfaq | Cell: 9701226686, 7702164917, 7702164912

A.S.

WEIGH BRIDGE

100 TONS ELECTRONIC TRAILER WEIGH BRIDGE

NATIONAL HIGHWAY 44, KURNOOL ROAD, JEDCHARLA

طالب دعا:

شیخ سلطان احمد

ایسٹ گوداوری

(صوبہ آندھراپردیس)

99633 83271 | Pro. SK.Sultan | 97014 62176

Oxygen Nursery

All kind of Plants are Available.

- Rajahmundry
- Kadiyapu lanka, E.G.dist.
- Andhra Pradesh 533126.
- #email. oxygennursery786@gmail.com

Love for All...Hatred for None

Prop: S.I.A.Javeed

Syed Lubaid Ahamed

Contact Details. : 080-22238666, 080-22918730

Mobile : 9900422539, 9886145274

Website : www.jnroadlines.com

J.N. ROADLINES

No.75
F.C. Complex
1st Main Road
K.P. New Extension
J.C. Road,
Bangaluru - 560 002

طالب دعا: سید اقبال احمد جاوید اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ بنگلور، صوبہ کرناٹک)

طالب دعا:

بصیر احمد

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ

(ضلع محبوب نگر)

صوبہ تلنگانہ

حدیث نبوی ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ہر وہ کام جو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔‘‘ (الجامع الصغیر للسیوطی حرف کاف)

طالب دعا : محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’وفا کو بھی بڑھائیں، اپنے تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015)

طالب دُعا: ایم خلیل احمد (امیر ضلع شموگہ) صوبہ کرناٹک

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

#2-14-122/2-B, Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

طالب دعا:

اقبال احمد ضمیر

فلک نما، حیدرآباد

(صوبہ تلنگانہ)

SUIT SPECIALIST

Proprietor

SYED ZAKI AHMAD

Bandra, Mumbai

Mobile : 09867806905

UNIKCARE HOSPITAL

Dr. M.A.Razak (MBBS,DNB(Med)FCCP FIAG)
Consulting Physician & Director
New Mallepally, Hyderabad (T.S)
e-mail : drmarazak@rediffmail.com
Mobile : 9866320619 Office :040-23237021

ارشاد باری تعالیٰ

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ (سورۃ البقرہ:187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں

ارشاد باری تعالیٰ

اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (سورۃ البقرہ:279)

اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد19، کشتی نوح صفحہ 12)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو
اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد19، کشتی نوح صفحہ 11)

متکبر دوسرے کا حقیقی ہمدرد نہیں ہوسکتا۔ اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ
ہر ایک کے ساتھ کرو اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہ کرو گے تو اسلام کے سچے وصایا اُسے کیسے پہنچاؤ گے؟
خدا سب کا ربّ ہے ہاں مسلمانوں کی خصوصیت سے ہمدردی کرو اور پھر متقی اور صالحین کی اس سے زیادہ خصوصیت سے
مال اور دُنیا سے دل نہ لگاؤ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تجارت وغیرہ چھوڑ دو بلکہ دل بایار اور دست با کار رکھو
خدا کاروبار سے نہیں روکتا ہے بلکہ دنیا کو دین پر مقدم رکھنے سے روکتا ہے، اس لیے تم دین کو مقدم رکھو (ملفوظات، جلد3، صفحہ 592، ایڈیشن 2003)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اخبار بدر اپنی ویب سائٹ www.akhbarbadrqadian.in پر بھی دستیاب ہے قارئین استفادہ کر سکتے ہیں۔(ایڈیٹر)

کلام الامام

’’تم لوگ متقی بن جاؤ اور
تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔‘‘
(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 200)

حدیث نبوی ﷺ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

کلام الامام

’’ہر ایک اُمت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

کلام الامام

’’جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع
اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔(سورۃ الحاقۃ: 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

’’خدا کی قسم‘‘

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarkkq@gmail.com
Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186
Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab
For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 181)

طالب دعا: مصدق احمد، امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلام الامام

''اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالب دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندرآباد

کلام الامام

''نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی
صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا کی معرفت کا ملہ کہلاتی ہے۔''
(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 3)

طالب دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شہبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل وضلع کولگام (جموں اینڈ کشمیر)

ارشاد حضرت امیرالمومنین

''انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلے کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا پاس بیٹھا ہے خلافت سے مضبوط تعلق کیلئے ہر احمدی کو ایم.ٹی.اے سننے کی ضرورت ہے، اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 / مارچ 2016)

طالب دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ ارم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar.
And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab.
And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Harchowal Road, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad